انیشا کمار

بینکوں کے شعبے میں اصلاحات:

ایک تاریخی پس منظر

تاریخی اعتبار سے ہندوستان میں بینکوں کے شعبے کی اصلاحات میں خصوصاً 1990 کی دہائی میں مقابلہ آرائی کے فروغ اور حکمرانی اور نگرانی کو مستحکم کرنے پر توجہ مرکوز کی گئی۔ ہمیں مستقبل کی اصلاحات بھی ان ہی شعبوں میں کرنی چاہئیں اور ماضی کے تجربہ سے استفادہ کرنا چاہئے۔

مصنف نیتی آیوگ میں ماہر معاشیات ہیں۔
atisha.kumar@nic.in

ہندوستان تجارتی اور گھریلو اکائیوں دونوں کے لئے بینک نظام قرض فراہم کرنے کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ مالی اداروں کی بہتر کارکردگی کے لئے بینکوں کا سائز، لچک اور قرض پر دی جانے والی رقم اہمیت کی حامل ہے۔ ہندوستان کے بینک شعبے میں سرکاری کنٹرول والے بینکوں کا غلبہ ہے۔

بینک نظام کو درپیش اہم چیلنجوں میں مالی استعداد، غیر فعال اثاثوں کی کثرت اور سرکاری شعبے کے بینکوں کی کثرت ہے۔ یہ مسائل صنعتی قرض کو متاثر کرتے ہیں اور ان سے عالمی سرمایہ کاری مطالبات کو پورا کرنے میں بینک کی صلاحیت بھی متاثر ہوتی ہے۔ان چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے موجودہ اقدامات کافی نہیں ہیں۔ مستقبل کی خاطر ہمیں بینک شعبے کو فعال بنانے کے لئے تین پہلوؤں پر کام کرنے کی ضرورت ہے، بینکوں کی حکمرانی میں سدھار، شعبے میں مقابلہ آرائی کا فروغ اور کارپوریٹ یوزر مارکیٹ کا قیام تاکہ بینکوں پر قرض فراہم کرنے کا بوجھ کم کیا جاسکے۔

ہندوستان میں بینک اصلاحات کی تاریخ

1991 سے قبل ہندوستان اپنے بینک شعبے کے ایک بڑے حصے کو قومیا رہا تھا۔ 1969 میں حکومت نے 50 کروڑ سے زیادہ جمع رقوم رکھنے والے بینکوں کو قوم کے نام کردیا۔ان میں 80 فی صد سے زائد بینک شاخیں شامل تھیں۔ 1980 میں حکومت نے مزید بینکوں کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔ان میں وہ بینک شامل تھے جن میں ملک گیر سطح پر 200 کروڑ روپے سے زائد رقم جمع تھی۔ اب تمام بینکوں کا تقریباً 90 فی صد حکومت کے کنٹرول میں آ گیا تھا اور یہ فی صد ایک زمانہ تک برقرار نہ رہا۔ 1969 اور 1991 کے درمیان جغرافیائی لحاظ سے وسعت حاصل کی ۔ان کی شاخوں کی تعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا۔بینکوں میں لین دین میں بھی بہت اضافہ ہوا۔ ترجیحی شعبوں کو قرض کی فراہمی 14 سے بڑھ کر 41 فی صد ہوگئی۔البتہ 1991 کے آنے تک بینکوں کی کارکردگی میں گراوٹ آنی شروع ہوگئی۔ گراہکوں کو دی جانے والی خدمات میں گراوٹ آئی اور منافع بھی کم ہوگیا۔ 1991 میں جب حکومت نے اقتصادی نئی روی اختیار کی تو اس نے بینکوں کے شعبے میں بھی متعدد اصلاحات کیں۔ 1991 میں جناب ایم نرسمہم کی قیادت میں تشکیل دی گئی کمیٹی برائے مالی نظام نے ایس ایل آر اور سی آر آر میں تخفیف کی سفارش کی تاکہ بینکوں کو مارکیٹ کے تقاضوں سے آزاد کیا جاسکے۔شرح سود متعین کرنے کے لئے مارکیٹ کے تقاضوں کو مدنظر رکھا جاسکے اور نجی بیرونی بینکوں کیلئے مقابلہ آرائی کو سہل کیا جاسکے اور سرکاری شعبے کے بینکوں کی تعداد کافی حد تک کم کی جاسکے۔ کمیٹی کی متعدد سفارشات پر عمل درآمد کیا گیا اور ایل ایل آر، سی آر آر میں تخفیف کی گئی، شرح سود مارکیٹ کے مطابق متعین کی گئی اور نئے نجی شعبے اور بیرونی بینک کھولے گئے۔

1998 میں جناب نرسمہم کی قیادت میں بینکوں کے شعبے میں اصلاحات کے لئے قائم کی گئی کمیٹی نے اس

ٹیبل 1 کل ایڈوانس میں بینکوں کے مخدوش ایڈوانس کا حصہ (فی صد)		
	مارچ 2005	مارچ 2017
سرکاری شعبہ بینک	3.5	15.6
نجی شعبہ کے بینک	4.2	4.6
بیرونی بینک	3.0	4.5
کل بینک	3.5	12.1

ذریعہ: ریزرو بینک آف انڈیا

شعبے کو مستحکم کرنے کے لئے کچھ اور اقدامات تجویز کئے۔ اس نے جاری اقدامات کا جائزہ لیا اور قوانین، سرمایہ اور بینکوں کے الحاق سے متعلق نئے اقدامات تجویز کئے۔اس کے علاوہ 1998 کی کمیٹی نے تکنالوجی کے زیادہ استعمال، مہارت کے لئے تربیت اور بینکوں کے پیشہ ورانہ انتظام کی سفارش کی جس سے کارکردگی بہتر اور مستحکم ہوئی۔ مثال کے طور پر مجموعی گھریلو پیداوار کے تناسب میں قرض مہیا کرانے کی حد 1990 میں ہندوستان میں 51.5 فی صد تھا جب کہ ملیشیا میں 143 فی صد اور تھائی لینڈ میں 122 فی صد تھا۔

2000 کی دہائی میں بینک اصلاحات کے متعلق متعدد کمیٹیاں تشکیل دی گئیں اور بتدریج نئی اصلاحات کی گئیں۔ مالی شعبے کی اصلاحات سے متعلق کمیٹی کی سفارشات میں ہندوستان کے لئے میکرو اکونومک اور ریگولیٹری فریم ورک تجویز کیا گیا جس میں مالی شمولیت اور گھریلو مالی ترقی کی سفارش کی گئی تھی۔ 2014 میں بینکوں کے بورڈوں کی حکمرانی کے جائزے کے لئے کمیٹی تشکیل دی گئی (پی جے نائک کمیٹی) اس کی اہم سفارشات میں سرکاری شعبے کے بینکوں کی حکمرانی اور اس کے انتظام کو فروغ دینے کی سفارشات کی گئی۔ ہندوستان میں اس شعبے میں بینکوں کی تعداد کافی زیادہ ہے۔

موجودہ صورت حال: سرکاری شعبہ، بینکوں کی کثرت اور مخدوش اثاثے

آج بھی ہندوستان کے بینک نظام میں سرکاری شعبے کے بینکوں کی کثرت ہے۔کل اثاثوں کا 70 فی صد سے زائد رکھنے والے سرکاری شعبہ بینک (پی ایس بی) کی کارکردگی بینکنگ نظام کی کارکردگی کی نمائندگی کرتی ہے۔ پی ایس بی غیر فعال اثاثوں کے سب سے بڑے محرک ہیں اور مارچ 2016 تک ان میں ان کا حصہ 88 فی صد تھا۔وقت گزرنے کے ساتھ صورت حال ابتر ہورہی ہے۔ بہ الفاظ دیگر پی ایس بی میں غیر فعال اثاثے مارچ 2015 میں 2.78 لاکھ کروڑ روپے تھے جو جون 2017 میں بڑھ کر 7.33 لاکھ کروڑ روپے ہوگئے۔

سرکاری شعبے کے بینکوں (پی ایس بی) میں مخدوش اثاثوں کا حصہ تقریباً 16 فی صد ہے جو نجی شعبے کے بینکوں سے تین گنا سے زیادہ ہے۔ غیر فعال اثاثوں میں اضافے سے پی ایس بی کی حالت خراب ہورہی ہے، اس کا اثر اثاثوں پر ہوئی آمدنی میں واقع تخفیف سے اور ایکویٹی تناسب پر منافع میں کمی سے ہوجاتا ہے جو 2016 میں گزشتہ 10 برسوں میں پہلی مرتبہ منفی میں چلا گیا۔

نجی شعبے کے بینک بھی غیر فعال اثاثوں کے مسئلے سے جوجھ رہے ہیں۔ مارچ 2016 میں تمام منظور شدہ تجارتی بینکوں کے غیر فعال اثاثے (6.1) کھرب رہ گئے تھے۔ دریں اثنا اثاثوں کی کوالٹی اور منافع میں وقت گزرنے کے ساتھ تخفیف ہورہی ہے۔مارچ 2005 سے مارچ 2017 کے درمیان تمام بینکوں کے کل ایڈوانس کے مقابلے بینکوں کے مخدوش ایڈوانس 3.5 فی صد سے بڑھ کر 12.1 فی صد ہوگئے۔ٹیکس منہا کرنے کے بعد بینکوں کے منافع (پی اے ٹی) میں 2016-17 کے پہلے نصف میں سال در سال کی واقع ہوتی گئی۔ بینکوں کے منافع میں کمی کی اہم وجہ رسک میں اضافہ سے متعلق اقدامات،قرضوں کی معافی اور سود سے ہونے والی آمدنی میں کمی ہے۔

بینکوں کے شعبے میں خدشات کی وجہ سے صنعتی قرضوں میں سستی آئی۔ان کی وجہ سے بھی بین اقوامی سرمایہ مطالبات پورا کرنے میں بینک کی صلاحیت متاثر ہوئی۔جنوری 2017 میں صنعتی شعبے میں قرض کے فروغ میں 5.1 فی صد کی کمی واقع ہوئی۔ یہ قرض جنوری 2016 میں 56 فی صد تھا۔غیر فعال اثاثوں میں اضافے کی وجہ سے بسیل III کے تحت زیادہ سرمایہ کی ضرورت کو پورا کرنے کی بینک کی صلاحیت میں کمی آسکتی ہے۔یہ ضروریات جنوری 2019 سے نافذ العمل ہوگی۔

اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے حکومت نے رقوم فراہم کی ہیں۔2015-16 کے دوران اندردھنش منصوبے کے تحت سرمایہ کاری کی فراہمی کے اقدامات سے ثابت ہوتا ہے کہ حکومت غیر فعال اثاثوں کے تناسب اور معیشت پر پڑنے والے اس کے مضر اثرات سے واقف ہے۔ان مضر اثرات میں بینکوں کی قرض

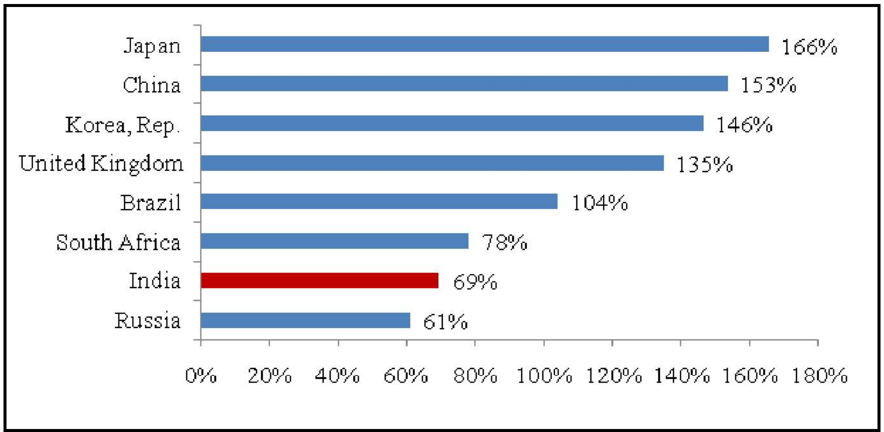

ذریعہ: بین اقوامی مالی اعداد و شمار، بین اقوامی مالی فورم (آئی ایم ایف)

دھندگی میں مزید کمی، بینکوں کے منافع میں کمی اور مناسب یا معقول اثاثوں کا گرتا ہوا تناسب شامل ہیں۔ اس سے نبرد آزما ہونے کے لئے وزارت خزانہ نے 24 اکتوبر کو بینکوں کو 2.1 لاکھ کروڑ روپے کا مزید سرمایہ فراہم کرنے کا اعلان کیا۔ اس رقم سے سرکاری شعبے کے بینکوں کو نہ صرف اپنے کم سے کم سرمایہ کی ضرورت کو پورا کرنے میں مدد ملے گی بلکہ ان کو اپنی بیلنس شیٹ سدھارنے اور ڈوبے ہوئے قرضوں سے نمٹنے میں بھی مدد ملے گی۔

سرمایہ کی تجدید کے علاوہ اندردھنش منصوبے میں ادارہ جاتی حکمرانی کو مستحکم کرنے اور بینک نظام میں رعایتوں کو مربوط کرنے کی غرض سے کی گئی بینک کے لئے وسیع اصلاحات بھی شامل ہیں۔ اس منصوبے کے سات نکات میں احتساب کے لئے اور حکمرانی اصلاحات کے لئے بینک بورڈ بیورو کا قیام شامل ہیں۔ البتہ ان کا نفاذ ابھی زیر تکمیل ہے۔ اس کے علاوہ غیر فعال اثاثوں کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے انسولونسی، بنکرپسی کوڈ (آئی بی سی) بھی ایک ذریعہ ہے۔ اس کے تحت بینکوں اور پروموٹروں کو 270 دن کے اندر ایک قرارداد پر متفق ہونا پڑتا ہے ورنہ ان کے اثاثے تحلیل کر دیئے جاتے ہیں۔

عالمی تناظر: استحکام اور مقابلہ

ہندوستان کے بینک مالی استحکام کے اعتبار سے بینک اور دیگر مالی اداروں اور مارکیٹ میں اقتصادی پیداوار کی مناسبت سے ٹھپ ہیں۔ بینکاری نظام میں مالی استحکام کے لئے نہ صرف موافق سائز درکار ہوتا ہے بلکہ اس کا اقتصادی نمو اور افلاس میں تخفیف سے براہ راست انسلاک ہے۔ ہندوستان میں دستیاب ریاستی سطح کے اعداد و شمار کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی استحکام سے دیہی علاقوں میں غریبی کو کم کرنے میں مدد ملی ہے۔ تصویر ایک میں ہندوستان میں مجموعی گھریلو پیداوار کے حصے کے طور پر چنندہ مقابلہ آرا اداروں کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ ہندوستان میں مجموعی گھریلو پیداوار کے مقابلے نجی قرضوں کی اور قرض کے مقابلے جمع رقم میں کم سطح واقع ہے جو دیگر ترقی پذیر معیشتوں کے مقابلے کم ہے۔ 2015 میں مجموعی گھریلو پیداوار کے مقابلے نجی قرض شرح 50.2 فی صد تھی جب کہ چین میں یہ شرح 140 فی صد اور برازیل میں 71 فی صد تھی۔ اسی طرح بینک میں جمع رقم کے مقابلے قرض فراہمی 2015 میں ہندوستان میں 77 فی صد چین 119 فی صد اور برازیل میں 312 فی صد تھی۔

بینک کے نظام میں نئے بینکوں پر، بڑے بینک غلبہ حاصل کر لیتے ہیں۔ مارچ 2016 تک اعلی سطح کے 10 بینکوں کے پاس نظام میں موجود کل اثاثوں کیلئے 58 فی صد پر قبضہ تھا۔ اثاثوں کے مطابق 1991 کے بعد سے صرف 14 آفاقی بینکوں کو لائسنس جاری کئے گئے تھے۔ اس کے برعکس امریکہ میں 1976 سے 2009 کے درمیان اوسطاً 130 نئے بینک ہر سال وجود میں آئے۔ ہندوستان میں بیرونی بینکوں کی تعداد کم ہے۔ مارچ 2016 کو بیرونی بینکوں کے پاس بینک اثاثوں کا محض 6 فی صد تھا۔

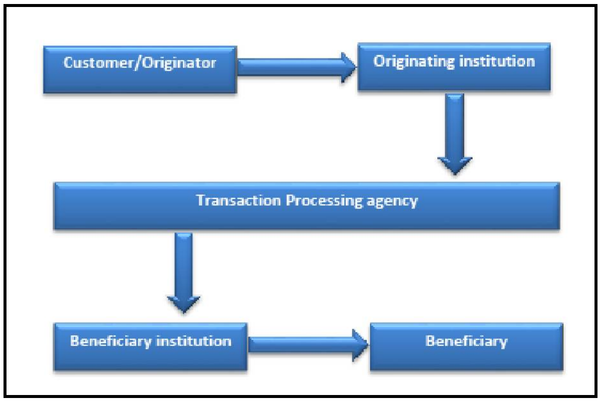

مستقبل کا منظر نامہ

مستقبل میں ہندوستان کو ایک مضبوط اور اثاثوں سے بھرپور بینکوں کی ضرورت ہوگی جن کے پاس لین دین کی اور رعایتیں دینے کی بھرپور صلاحیت ہو تا کہ وسائل سے بھرپور استفادہ کیا جا سکے۔ ایک مستحکم بینک نظام قائم کرنے کے لئے سرمایہ کاری کی تجدید کی ضرورت ہوگی جس کیلئے کارپوریٹ حکمرانی اصلاحات، شمولیت کے لئے کم از کم پابندیاں، بہتر مالی نگرانی، قرض فراہمی کے لئے فعال اور مفید مارکیٹ اور رقوم کی بازیابی کا بہتر انتظام درکار ہوگا۔

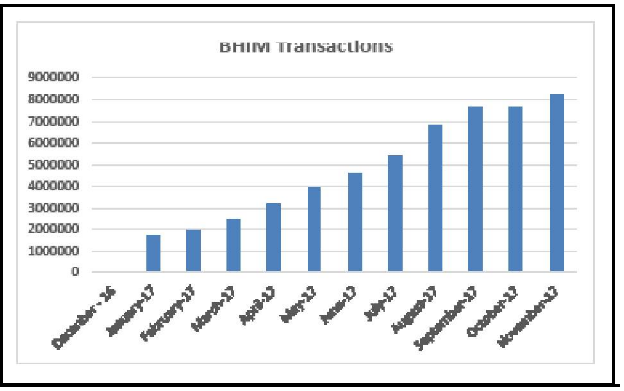

تین شعبے ایسے ہیں جن کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے۔ پہلا ہے حکمرانی کو بہتر بنانا اور اداروں کو مستحکم کرنا خصوصاً سرکاری شعبے کے بینکوں کو یہ اقدامات اتنے ہی ضروری ہیں جتنا کہ سرمایہ کاری کی تجدید اور ان پر برابر کی توجہ دی جانی چاہئے۔ غیر فعال اثاثوں کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے عالمی مثالیں بینک شعبے میں اصلاحات کی ضرورت اجاگر کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر چین میں سرمایہ کاری کی تجدید کے علاوہ بینک نظام کی اصلاحات سے مالی نگرانی اور نگہداشت کو مستحکم کرنے، کارپوریٹ حکمرانی سے سدھار اور شفافیت کو فروغ دینے پر توجہ مرکوز کی گئی۔ اسی طرح جنوبی کوریا نے مالی نگرانی خدمت (ایف ایس ایس) قائم کی تا کہ مشرقی ایشیا کے مالی بحران کے بعد سے 1990 کی دہائی تک نگرانی نظام کو مستحکم کیا جا سکے۔ کچھ حد تک حکومت نے بھی بینکوں کی حکمرانی میں سدھار کی ضرورت کو محسوس کر لیا ہے۔

اندردھنش منصوبے نے آزاد بینک بورڈ بیورو کے قیام کی تجویز پیش کی ہے جو بینک ملازمین کی بھرتی کی نگرانی کرے گا۔ اگر حقیقی طور پر آزاد بیورو قائم ہو گیا تو اس سے سرکاری شعبے کے بینکوں کی حکمرانی پر خاطر خواہ اثر پڑے گا۔ استحاب میں اضافہ سے یہ یقینی بنایا جا سکتا ہے کہ بینک مفید اور کارگر مقاصد کے لئے قرض فراہم کر رہا ہے۔ ہمیں یہ باور کرنا ہے کہ عمل آوری بر وقت ہو۔

اصلاحات کا دوسرا شعبہ کارپوریٹ بانڈ مارکیٹ ہے۔ بانڈ مارکیٹ کو اہم مالی وسیلے کے طور پر بینکوں کا ہاتھ بٹانا چاہتی۔ نرم اور مستحکم بانڈ مارکیٹ سے نرخوں کو کم شرح پر قرض حاصل ہوسکتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ قرض کی فراہمی کے لئے بانڈ مارکیٹ وسیع ہوگی اور بینکوں کے قرض فراہمی کے بوجھ میں کمی واقع ہوگی۔

بینک اصلاحات کے لئے تیسرا شعبہ اس شعبے کو مزید مقابلہ آور بنانا ہے۔ ہندوستان کو نجی اور بیرونی اداروں کے داخلے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے تاکہ اس شعبے میں مقابلے اور اختراع کو فروغ حاصل ہو۔ اس سمت میں آن ٹیپ یعنی دستک دینے پر بینک کا لائسنس دینے کی پالیسی ایک مثبت قدم ہے۔ البتہ داخلہ پر عائد پابندیوں کو مزید نرم کیا جاسکتا ہے۔ ایک متبادل ڈھانچے کے قیام سے نہ صرف بیرونی بینکوں کو ہندوستان میں بینک نظام میں داخل ہونے میں مدد ملے گی بلکہ اس سے عالمی خدشات وخطرات بھی محدود ہوں گے۔ طویل مدت میں مقابلہ آرائی میں اضافے سے اس شعبے کی کارکردگی بہتر ہوگی اور منافع میں بھی اضافہ ہوگا۔

تاریخی اعتبار سے ہندوستان میں بینکوں کے شعبے کی اصلاحات میں خصوصاً 1990 کی دہائی میں مقابلہ آرائی کے فروغ اور حکمرانی اور نگرانی کو مستحکم کرنے پر توجہ مرکوز کی گئی۔ ہمیں مستقبل کی اصلاحات بھی ان ہی شعبوں میں کرنی چاہئیں اور ماضی کے تجربہ سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

☆☆☆

حکومت ہنداوروفاقی جمہوریہ جرمنی کی حکومت کے درمیان امبریلا معاہدہ اور دیگر معاہدہ جات

☆ حکومت ہنداوروفاقی جمہوریہ جرمنی کے درمیان گورنمنٹ ٹو گورنمنٹ امبریلا ایگریمنٹ پر یہاں دستخط کئے گئے۔ یہ معاہدہ انڈوجرمن ڈیولپمنٹ کوآپریشن کے تحت 2016(II) میں مالی تعاون سے متعلق ہے۔ اس معاہدہ کا مقصد' کلائمیٹ فرینڈلی اَربن موبلیٹی III ' کے لئے قرض کی شکل میں دوسو ملین یورو تک کے مالی تعاون اور چار پروجیکٹوں کے لئے گرانٹ کی شکل میں گیارہ ملین یورو کی فراہمی ہے۔ اس معاہدہ پر وفاقی جمہوریہ جرمنی کی طرف سے وہاں کے سفیر عالی جناب ڈاکٹر مارٹن نے، نے دستخط کئے۔ اس معاہدہ پر حکومت ہند کی طرف سے وزارت خزانہ کے محکمہ اقتصادی امور کے جوائنٹ سکریٹری جناب ایس سیلوا کمار نے دستخط کئے۔ معاہدے کے پہلے جزو پر مئی 2017 میں ہی دستخط کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ہند– جرمن دوفریقی ترقیاتی تعاون کے تحت محکمہ اقتصادی اموراور کے ایف ڈبلیو جرمنی کے درمیان درج ذیل قرضہ جاتی معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔ (الف) کمیونٹی بیسڈ سسٹینیبل فاریسٹ مینجمنٹ– کمپونینٹ I منی پور'' پروجیکٹ کے لئے پندرہ ملین یورو کے قرض کے لئے کے ایف ڈبلیو، جرمنی کیدرمیان قرضہ جاتی معاہدہ کیا گیا تھا۔ اس پروجیکٹ کا وسیع تر مقصد بالائی واٹر شیڈ (پن دھارا) میں کم ہوتے جنگلوں کی بازیابی، جھوم کھیتی والے غیر مزروعہ علاقوں کی بازیابی، حیاتیاتی تنوع کا تحفظ، ا?بی وسائل کا تحفظ اور جنگلوں پر منحصر دیہی قبائلی لوگوں کے روزی روزگار کے مواقع کو بہتر بنانا ہے۔ مدھیہ پردیش اَربن سینیٹیشن اینڈ انوائرمنٹ پروگرام'' پروجیکٹ کے لئے کم شرح سود پر 50 ملین یورو کے قرض اور 2.5 ملین یورو کی گرانٹ کے لئے قرضہ جاتی معاہدہ۔ اس پروجیکٹ کا وسیع تر مقصد مدھیہ پردیش کے منتخب شہروں میں واٹر سپلائی، صفائی ستھرائی اور سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹ جیسی سہولتوں کو بہتر بنانا اور مدھیہ پردیش کے منتخب شہروں میں ٹھوس اور سیال کچرے کے بندوبست اور اسے ٹھکانے لگانے کے نظام، سیلاب کے اندیشے کو کم کرنے کے لئے سرفیس ڈرینیج سسٹم کو بہتر بنانا ہے۔ سسٹینیبل اربن انفرااسٹرکچر ڈیولپمنٹ اڈیشہ– فیز II '' پروجیکٹ کے لئے کم شرح سود پر 55 ملین یورو کے قرض اور دوملین یورو کی گرانٹ کے لئے قرضہ جاتی معاہدہ۔ اس پروجیکٹ کا بنیادی مقصد حکومت کی ترجیحات سے جوڑ کر شہری بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانا ہے۔ اس پروجیکٹ کا وسیع تر مقصد اڈیشہ کے شہری بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانا اور لوگوں کو بہتر معیار زندگی دستیاب کرانا ہے۔ گرین اِنرجی کوریڈو– انٹرا– اسٹیٹ ٹرانسمیشن سسٹم اِن مہاراشٹر'' پروجیکٹ کے لئے کم شرح سود پر 12 ملین یورو کے قرض کے لئے قرضہ جاتی معاہدہ۔ اس پروجیکٹ کا وسیع تر مقصد قابل تجدید توانائی کے لئے ٹرانسمیشن سسٹم کو درست کرنا ہے۔

تحقیق اور سائنسی جدت طرازیوں کا مقصد کسانوں کو فائدہ پہنچانا ہونا چاہیئے: نائب صدر جمہوریہ

☆ نائب صدر جمہوریہ جناب ایم وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ تحقیق اور سائنسی جدت طرازیوں کا مقصد کسانوں کو فائدہ پہنچانے کا ہونا چاہیئے۔ وہ کانپور میں چندر شیکھر آزاد زرعی وتکنیکی یونیورسٹی کے انیسویں جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب کررہے تھے۔ اترپردیش کے گورنر جناب رام نائک، یوپی کے وزیر زراعت جناب سوریہ پرتاپ شاہی اور دیگر معزز شخصیات اس موقع پر موجود تھیں۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ 1883 میں زرعی اسکول کے طور پر اپنے سفر کا آغاز کرنے والی چندر شیکھر آزاد زرعی وتکنیکی یونیورسٹی (چندر شیکھر آزاد یونیورسٹی آف ایگریکلچر اینڈ ٹیکنالوجی، کانپور) زرعی تعلیم کے شعبے میں نمایاں کردار ادا کرتی رہی ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ اس یونیورسٹی نے اپنے آغاز سے ہی معیاری تعلیم وتحقیق کی ایک خوش حال روایت کو برقرار رکھا ہے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ اس یونیورسٹی میں تیار کئے گئے زیادہ پیداوار دینے والی متعدد قسم کے بیجوں نے سبز انقلاب اور ملک میں شاندار زرعی شعبے کی تعمیر میں قابل ذکر تعاون دیا ہے۔ زراعت ہندوستانیوں کا بنیادی کلچر ہے اور سبز انقلاب کی بدولت ہم خود کفیل بنے ہیں اور اپنی بڑھتی ہوئی آبادی کی غذائی ضرورتیں پوری کرنے کے اہل بن سکے ہیں۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ زراعت کو منفعت بخش اور مستحکم بنانے کے لئے کثیر جہتی نقطہ نظر ہونا چاہیئے۔ انھوں نے مزید کہا کہ فصل رنگا رنگی کو فروغ دینے کے علاوہ دیہی سڑکوں کی تعمیر، بجلی، کولڈ اسٹوریج کی سہولت، دیہی گودام اور ریفریجریٹیڈ گاڑیوں جیسی بنیادی ڈھانچہ جاتی سہولتوں پر زور دیا جانا چاہیئے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے زرعی نظامات کو پائیدار بنایا جائے، کیونکہ زرعی زمین میں اضافہ نہیں ہوگا، جبکہ کھیتی باڑی کرنے والا کنبوں کی تعداد اور ان کی ضرورتوں میں اضافہ ہورہا ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ کسانوں کی فلاح وبہبود اور ان کے لئے روزی روٹی کے مواقع کو تقویت دینے اور غذائی پیداوار کے فروغ کے لئے متعدد اقدامات کئے گئے ہیں، جن میں وزیر اعظم فصل بیمہ اسکیم، زرعی آبپاشی اسکیم، فارم میکینا ئزیشن مشن، قومی زرعی مارکیٹنگ اسکیم، دیہی اسٹوریج اسکیم اور مٹی صحت کارڈ اسکیم شامل ہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ کسانوں کو سہل اور قابل فہم زبان میں نئی اور جدت طرازانہ تکنیک کے فوائد سے واقف کرایا جانا چاہیئے۔ نائب صدر جمہوریہ نے سبھی نئے گریجویٹس کو مبارکباد دی اور ان کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ انھوں نے انھیں مشورہ دیا کہ وہ گوتم بدھ کے فلسفے '' اَپّو دِپّو بھوَ ہ '' پر عمل کریں، جس کا مطلب ہے کہ اپنے لئے خود ہی روشنی بنو، کیونکہ شعور کی روشنی حقیقی اور لفظی دونوں معنی میں کامیابی، امن اور خوش حالی کی راہ پر چلنے میں آپ کی مدد کرسکتی ہے۔

وویک کمار/سنکیت ٹنڈن/شبھادا راؤ

بینکوں کے شعبے کا سفر

تاحال اور راہ مستقبل

نئے زمانے کے خصوصی بینکوں کی آمد سے ہندوستان میں بینکنگ کا منظرنامہ یکسر بدل جائے گا۔ اختراع، مقابلہ اور بزنس میں برقرار رہنے کی خواہش سے استحکام کی راہ ہموار ہوگی۔ مندرجہ ذیل اختراعی اقدامات آئندہ پندرہ سے بیس برسوں میں ایک پراثر حقیقت بن جائیں گے۔

سال 2018 میں ہندوستانی معیشت کا داخلہ پراعتماد اور قابل قدر تبدیلی کے ساتھ ہوگا۔ یہ پہلا موقع ہوگا جب ملک کی فی کس ڈالر آمدنی 2000 کے تخمینہ کو چھوئے گی۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو عالمی معاشی تاریخ میں خانگی اصراف کی کثیر جہتی ترقی اور وسعت سے منسلک ہے اور جس کی بدولت عہد رفتہ کی آسائشیں دور حاضر کی ضرورتیں بن جاتی ہیں۔

اس اقتصادی تبدیلی میں ہندوستانی بینک نظام کو فعال کردار ادا کرنا ہوگا۔ بینک خدمات میں پائیدار سدھار ہی متوقع نہیں ہے بلکہ مسائل کے حل اور دشواریوں کے حل میں بھی تیزی آئے گی۔

ماضی کی اصلاحات پر بینکوں کے شعبے کا ردعمل کیا رہا؟: اس سے پہلے کہ ہم آگے بڑھیں، ہمیں ماضی کے دریچوں میں جھانکنا ہوگا۔ 1969/1980 میں بینکوں کو قومیائے جانے کے بعد 12991 کے بعد ہندوستان میں دوررس اصلاحات کا دور شروع ہوا۔ شرح سود کے ڈھانچے اور قرض کے طریقہ کار میں پابندی کا خاتمہ، احتیاطی اقدامات میں بتدریج تخفیف، سی بی ایس کی منتقلی، نئے زمرنے کے نجی شعبے کے بینکوں نے 2000 کی دہائی میں بینک خدمات تیز وسعت کے لئے راہ ہموار کی اور اس بات پر حیرانی نہیں ہونی چاہئے کہ بینک میں جمع کی گئی رقومات مالی سال 97 میں مجموعی گھریلو پیداوار کا 35.6 فی صد سے بڑھ کر مالی سال 07 میں 60.8 فی صد ہوگئیں۔ جب کہ قرض کی فراہمی دوگنا اضافے کے ساتھ مجموعی گھریلو پیداوار کا 45 فی صد ہوگئی جو مالی سال 97 میں صرف 19.6 فی صد تھی۔

اگلے دس برسوں میں مجموعی گھریلو پیداوار کے مقابلے رقوم جمع کرنے اور قرض فراہم کرنے کا تناسب بالترتیب 71.2 فی صد اور 5.19 فی صد ہوگیا۔ جہاں تک مالی سال 18 کا تعلق ہے، یہ اضافہ 2008 کے بعد عالمی مالی بحران کے بعد آئی اقتصادی اور مالی غیریقینی صورت حال کے باوجود سامنے آیا ہے۔

اس وسعت کے آغازی دور میں سرکاری شعبے کے بینکوں کا غلبہ تھا لیکن آہستہ آہستہ حالت کروٹ لینے شروع کئے کیوں کہ نجی شعبہ کے بینکوں نے قرض کی فراہمی میں فعال کردار ادا کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مالی سال 07 میں قرضوں کی فراہمی میں نجی شعبے کے بینکوں کا حصہ 20 فی صد تھا جب کہ اب مالی سال 17 میں یہ 29 فی صد ہے۔ جب کہ انکریمنٹل قرض میں یہ حصہ داری اور بھی زیادہ یعنی نجی شعبے کے بینکوں کے ذریعے فراہم کئے گئے انکریمنٹل کریڈٹ کا 75 فی صد ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اعداد وشمار یکطرفہ ہیں کیوں کہ نجی شعبے کے بینکوں کے اثاثوں کی کوالٹی میں اس کے مطابق بہتری نہیں دیکھی جاتی۔ یہ مان بھی لیا جائے تو بھی 2010 سے نجی شعبے کے بینکوں کے قرض کی فراہمی میں سرکاری بینکوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور ان کی یہ کارکردگی متواتر جاری ہے۔

نجی شعبے کے بینکوں میں تیز ترقی کی وجہ یہ ہے کہ وہ گراہکوں کی ضروریات کو بھانپ کر اپنے آپ کو ان کے مطابق ڈھال لیتے ہیں۔ نجی شعبے کے بینک گراہکوں پر بہتر توجہ صرف کرتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اس کے علاوہ جمع رقوم میں بھی اچھی

سینئر ماہر معاشیات اور یس بینک میں گروپ ایگزیکٹو وائس چیرمین۔ Vivek.kumar1@yesbank.in
یس بینک ممبئی کے بزنس اکنامک بینکنگ ڈویژن میں اسسٹنٹ وائس پریسیڈنٹ اکنامسٹ۔
Sanket.tandon@yesbank.in
یس بینک میں گروپ پریسیڈنٹ اینڈ چیف اکنامسٹ۔
Shubhada.rao@yesbank.in

کارکردگی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔نجی شعبے کے بینکوں کی جمع رقم کی حصہ داری مالی سال 07 میں 20 فی صد سے بڑھ کر مالی سال 17 میں 24 فی صد ہوگئی ہے۔

نجی شعبے کے بینکوں کی مارکیٹ میں حصہ داری میں اضافہ گزشتہ دس برسوں میں جن پہلوؤں پر منحصر ہے، وہ دو قسم کے ہیں۔

ونتیج: سرکاری شعبے کے بیشتر بینک صنعتی/ڈھانچہ جاتی مالیہ فراہم کرتے ہیں، اسی لئے ان کی بیلنس شیٹ میں بزنس میں خسارے کا مظاہرہ ہوتا ہے۔اس کے برعکس زیادہ تر نجی بینک غیر ضروری اثاثوں سے مبرّیٰ ہوتے ہیں اور نرم روی کے دور کے زمانے میں پھولے پھلے ہیں جو 2000 کی دہائی کا زمانہ تھا۔مقابلتاً نئی عمر کا ہونے کی وجہ سے نجی شعبے کے بینک نئی ٹکنالوجی پر مبنی سہولیات پر سرمایہ کرسکے جس کی وجہ سے ان کی گراہکوں کو فراہم کی جانے والی خدمات کو بہتر بنانے کا موقع ملا۔اس کی ایک مثال پوائنٹ آف سیل مشینوں کی ضرورت ہے۔2012 میں قرض کی فراہمی میں صرف 18 فی صد کی حصہ داری کے باوجود نجی شعبے کے بینکوں نے مشینوں کی تنصیب کے ذریعہ اپنا دائرہ وسیع کرنا شروع کیا اور 2012 تک اس ضمن میں ان کی حصہ داری 80 فی صد تک پہنچ گئی۔اس کے بعد سے سرکاری شعبے کے بینکوں کے پاس ان سے زیادہ یعنی 57 فی صد کی حصہ داری ہے اور یہ آمدنی کا اچھا ذریعہ ہے۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس تفریق میں دیگر ذرائع کی آمدنی نجی شعبے کے بینکوں کی کل آمدنی کا 20 جب کہ سرکاری شعبے کے بینکوں میں یہ 14 فی صد ہے۔

پیداوار: بینکوں کے لئے آمدنی اور لاگت کے تناسب کا تجزیہ کریں تو سرکاری اور نجی شعبے کی بینکوں میں واضح فرق نظر آتا ہے۔آمدنی اور لاگت کے تناسب سے مراد ہے ملازمین پر آنے والا خرچ اور دیگر امور پر آنے والے اخراجات/سود سے حاصل ہونے والی کل آمدنی اور دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی کا تناسب۔ بینکوں میں یہ تناسب (سی آئی) مالی سال 12 میں 47 فی صد سے کم ہوکر مالی سال 17 میں 43 فی صد رہ گیا۔ جب کہ سرکاری شعبے کے بینکوں میں یہ بڑھتا رہتا ہے اور اسی عرصے کے دوران 44 فی صد سے بڑھ کر 49 فی صد ہوگیا۔لاگت پر کنٹرول قائم رکھنا مقابلے کے دوڑ میں بہتر رہتا ہے جس سے اثاثوں سے حاصل آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے اور دونوں محاذوں پر فرم بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرسکتی ہے یعنی موجودہ حصص داروں کو بہتر منافع دے سکتی ہے اور مزید وسعت کے لئے سرمایہ جٹا سکتی ہے۔

لچک: نئے زمانے کی بیشتر نجی شعبے کے بینک معقول صلاحیت والے ملازمین کو بھرتی کرنے میں کافی آزاد ہوتے ہیں اور وہ یہ بھی خیال رکھتے ہیں کہ عملے برقرار رکھنے اور ان کو معاوضہ دینے کی پالیسیاں بہتر اور دلکش ہوں۔اس کے علاوہ نجی شعبے کی بینک خدمات کو پہلے سے پہچاننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اس طرح سے ان کے حل اور بازیابی کے لئے کوشش شروع کردیتے ہیں۔ یہ خصوصیت ان کو دونوں زمروں یعنی افرادی قوت اور اثاثوں سے متعلق امور میں معاون ہوتی ہے (آر بی آئی کے حالیہ اثاثوں کی کوالٹی کے تجزیہ کے بعد) سرکاری شعبے کے بینکوں میں ایسا نہیں ہے۔

سرکاری شعبے کے بینکوں میں نئی روح پھونکنے کی غرض سے کی گئی حالیہ اصلاحات

گزشتہ دس برسوں میں سرکاری شعبے کے بینک نجی شعبے نے بینکوں سے پچھڑے رہے ہیں لیکن حکومت کی طرف سے اٹھائے گئے حالیہ ڈھانچہ اصلاحی اقدامات سے بہتر کارکردگی پیش کرنے والوں کی پوزیشن مستحکم ہوگئی۔

☆نگرانی سے منسلک اصلاحات مثلاً بینک بورڈ بیورو کا قیام،سی ایم ڈی کے منصب کو دو میں تقسیم کرنا،ایک نان ایگزیکٹو چیرمین اور دوسرا سی ای او اور سی ای او کی مدت عہد میں توسیع (پانچ برس) کرنے سے کارکردگی میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔

☆سنٹرل ریپوزیٹری آف انفارمیشن آن لاج کریڈٹس (سی آر آئی ایل سی) کا نظام اور انوسولوینسی اور بینکرپسی کوڈ (آئی بی سی) کی عمل داری سے معلومات کی شراکت اور مخدوش اثاثوں کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے ادارہ جاتی فریم ورک فراہم ہوا ہے۔اس سے بینک کی موجودہ بیلنس شیٹ میں موجود پھنسے ہوئے سرمایہ کو بحال کرنے میں مدد ملے گی اور جس کی وجہ سے قرض کی فراہمی میں کشادگی آئے گی۔

☆حکومت کی طرف سے سرکاری شعبے کے بینکوں کے لئے 2.11 لاکھ کروڑ روپے کی امداد کے اعلان سے صورت حال بدل سکتی ہے۔اب وقت آ گیا ہے کہ سرکاری شعبے کے بینک بیسل III پیمانے کے مطابق اقدامات کریں جس سے ایسے بینکوں کے لئے جن کی کارکردگی افضل ہے، سرمایہ کو بڑھانے میں مدد ملے گی۔ میرے خیال میں یہ سرکاری شعبے کے بینکوں میں مقابلے کے لئے بیداری پیدا کرنے میں بہتر رول ادا کرسکتا ہے جس سے مجموعی طور پر معیشت کو فائدہ ہوگا۔

کیا بینک آئندہ نسل کی بینک کاری کے لئے تیار ہیں؟

توقع ہے کہ 2025 میں ہندوستان دنیا کی چوتھی سب سے بڑی معیشت بن جائے گا۔مندرجہ ذیل چار ڈی بینک کاری کا نیا منظرنامہ طے کریں گی۔

ترقی: اس میں حکومت کا مالی داخلیت کا ایجنڈا اور دیگر اہم اور بنیادی ڈھانچہ جاتی اصلاحات شامل ہیں۔

☆**نرم روی:** مالی ثالثی اور بجٹ کے رجحان کو فروغ دینے کے لئے بہتر پالیسی کی تشکیل۔

☆**ڈیموگرافکس:** مارکیٹ میں نوجوان اور ڈیجیٹل معلومات سیلیس افراد کا غلبہ۔

☆**تفریق:** اس میں بینک کاری، ٹیلی مواصلات اور مالی اداروں کا اختلاط اور ڈیجیٹائزیشن پر مشتمل ہے۔ان چار D پر مبنی مذکورہ ذیل سات رجحان ہندوستان میں نئی نسل کے لئے بینک کاری کا خاکہ طے کریں گے۔ 1۔ٹکنالوجی ہمارے بینک کاری کے طریقوں کو بدل دے گی

ٹکنالوجی مستقبل میں بینک کاری کے خاکے وضع کرے گی۔اس میں بگ ڈاٹا، کلاؤڈ کمپیوٹنگ، اسمارٹ فون اور اس طرح کی دیگر اختراعات شامل ہوں گی۔ملٹی چینل کی جگہ اومنی چینل گراہکوں اور بینکوں کے مابین رابطے کے لئے استعمال کئے جائیں گے۔مثال کے طور پر

گراہکوں کو انفرادی رعایتیں موبائل فون پر فراہم کرنا، انفرادی رابطہ کے لئے ویڈیو کانفرنسنگ کا استعمال، فیس ڈیٹکشن ٹکنالوجی کا استعمال اور دیگر مماثل اقدامات جن سے مستقبل میں بینک کاری میں مدد ملے گی۔

اس بات کا ذکر ضروری نہیں کہ موبائل بینکنگ اور موبائل ادائیگی/کامرس ہی حقیقی مستقبل ہے۔ ہندوستان میں موبائل رکھنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اسی وجہ سے مالی خدمات کی فراہمی میں ٹکنالوجی کے استعمال کی بے پناہ گنجائش ہے۔ ملک میں 94 کروڑ 60 لاکھ افراد موبائل کا استعمال کرتے ہیں۔ ان میں سے موبائل بینکنگ کا استعمال کرنے والے محض پانچ کروڑ ہی ہیں۔ اس ضمن میں جے اے ایم کی تکڑی (جن دھن۔ آدھار۔ موبائل) میں بینکنگ کا چہرہ بدلنے کا دم خم ہے۔

2۔ ٹکنالوجی کے استعمال سے بینکوں کا اختراعی اتلاف ہوگا

بینکوں کو اختراع پر توجہ مرکوز کرنی ہوگی جس سے مقابلہ آرائی کی حوصلہ افزائی ہو تاکہ گراہکوں کو بہتر اور سستی خدمات دستیاب ہوں۔ بینک اپنے بنیادی ڈھانچے کو جوائنٹ وینچر کے ساتھ منسلک کرکے بہتر کارکردگی پیش کرسکتے ہیں۔ وہ گراہکوں کی تصدیق، دھوکہ دہی کی روک تھام، ادائیگی کے طریقہ کار، کھاتہ کے لئے درکار بنیادی ڈھانچہ، کے وائی سی وغیرہ کی دستیابی کے لئے ٹکنالوجی فراہم کرنے والے اداروں کی خدمات حاصل کرسکتے ہیں۔ اس سے کارکردگی بہتر ہوگی۔

3۔ بنا نقد اور بنا شاخوں کے بینک کاری

نوٹوں کی منسوخی کے بعد اور بنا نقد لین دین کو ترجیح دینے کے پیش نظر بنا نقد لین دین اور انٹرنیٹ کے استعمال اور موبائل فون پر دستیاب خدمات کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ (15 دسمبر تک 40 کروڑ افراد استعمال کررہے تھے) جس کی وجہ سے موبائل فون نے بینک کی شاخ کی حیثیت حاصل کرلی (2014 میں صرف ایک برس میں موبائل فون کا استعمال دوگنا ہوکر 8 کروڑ ہوگیا) مورگن اسٹینلے کے مطابق ہندوستان میں انٹرنیٹ مارکیٹ 2013 میں 11 ارب امریکی ڈالر سے بڑھ کر 2020 تک ایک کھرب 37 ارب امریکی ڈالر ہوجانے کی توقع ہے۔ یہ ایک بہترین موقع ہے۔

بینکنگ صنعت جلد ہی نو سے پانچ کے روایتی اوقات سے بدل کر چوبیں گھنٹہ خدمات فراہم کرے گی جو کہ ایک عالمی قاعدہ ہے۔ بنا شاخ بینکنگ سے خرچ میں یا وقت میں اضافہ اور انتظامی امور پر آنے والے خرچ میں کمی واقع ہوگی۔ ترقی یافتہ ممالک میں بنا شاخ کے بینک نظام کے بڑھنے کے رواج سے بینک کی شاخیں بند ہورہی ہیں (بینک آف امریکہ نے گزشتہ پانچ برسوں میں 1000 سے زائد شاخیں بند کردی ہیں)۔ بینک شعبے میں اختراعی اقدامات کو قومی پلیٹ فارم سے جوڑا جانا چاہئے جیسے آدھار تاکہ گراہکوں کے حصول پر آنے والے خرچ میں 40 فی صد تک تخفیف کی جاسکے اور بنا شاخ کے بینک نظام سے منافع میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

4۔ اے ٹی ایم کے استعمال میں اختراع

عالمی بینک کے اندازے کے مطابق ہندوستان میں فی شاخ ایک لین/دین پر 48 روپے صرف آتا ہے۔ جب کہ فون کے ذریعہ بینکنگ پر 25 روپے، اے ٹی ایم کے استعمال کے ذریعہ 18 روپے، آئی وی آر کے ذریعے 8 اور آن لائن لین دین پر 4 روپے صرف ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں اے ٹی ایم کی تعداد کم ہے۔ ہر دس لاکھ افراد پر 11 اے ٹی ایم ہیں۔ جب کہ چین میں یہ تعداد 37 اور ملیشیا میں 52 ہے۔ اس سلسلے میں شمسی توانائی کے وسیلے والے اے ٹی ایم لین دین پر آنے والا خرچ کو آدھا کرسکتے ہیں۔ ان کے استعمال سے دیہی علاقوں میں بھی یہ سہولت کا آسکتی ہے جہاں ابھی یہ دستیاب نہیں ہیں۔

5۔ ڈھانچہ جاتی سرمایہ کاری، بنیاد گری کی جانب پیش قدمی

عالمی بنیادی ڈھانچہ میں مارکیٹ میں ہندوستان کا حصہ 5 فی صد ہے توقع ہے کہ 2025 تک یہ 9 تا 10 ہوجائے گا۔ مستقبل کا ترقیاتی ماڈل ڈھانچہ اور اے پی پی کے 5:25 تناسب سے طویل مدتی مالیہ کے لئے ہوگا۔ اس کے علاوہ بنیادی ڈھانچہ، قرض فنڈ، گرین بینکنگ اور منافع بخش فنڈنگ کے لئے مزید انتظامات کئے جائیں گے۔

6۔ ایم ایس ایم ای کیلئے نئے ماڈل

متوسط، چھوٹے اور بہت چھوٹی صنعتوں کے شعبے کی بینک کے مجموعی گھریلو پیداوار میں حصہ داری 8 فی صد ہے۔ ایس ڈی بی آئی کے اندازے کے مطابق ایم ایس ایم ای شعبہ کو 650 ارب امریکی ڈالر کی ضرورت ہے۔ آنے والے برسوں میں نئے اقدامات/ڈھانچے مثلاً کلسٹر پر مبنی رقوم کی فراہمی، ٹکنالوجی کی بہتری کے لئے سرمایہ رعایت پالیسی، ایم یو ڈی آر اے بینک، کریڈٹ گارنٹی اسکیم، شروعاتی اداروں کی معاونت کیلئے انکیوبیشن مراکز اور اسٹارٹ اپ سہولیات اس ضمن میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

7۔ مقابلہ اور استحکام

نئے زمانے کے خصوصی بینکوں کی آمد سے ہندوستان میں بینکنگ کا منظرنامہ یکسر بدل جائے گا۔ اختراع، مقابلہ اور بزنس میں برقرار رہنے کی خواہش سے استحکام کی راہ ہموار ہوگی۔ مندرجہ ذیل اختراعی اقدامات آئندہ پندرہ سے بیس برسوں میں ایک پر اثر حقیقت بن جائیں گے۔

- کھاتہ نمبر کی منتقلی (موبائل نمبر کی منتقلی کی طرز پر)
- ضخیم ڈاٹا کے تجزیہ کا فائدہ
- خردہ قرض فراہمی کا تحفظ

اختتام

نجی اور سرکاری شعبے کے وہ بینک جو ان مثبت تبدیلیوں کو جلد اپنا لیتے ہیں۔ وہ بہتر پوزیشن میں ہوں گے اور ان کو اپنے دوسرے ہمسروں اور NBFCs کے مقابلے فوقیت حاصل ہوگی۔ ان متوقع تبدیلیوں کو جلد اور مکمل طور پر اپنانے سے نہ صرف ہندوستانی بینکوں کو عالمی حلقے میں شمولیت حاصل ہوگی بلکہ آئندہ پانچ برسوں میں ہندوستانی معیشت کو دنیا کی چار بڑی معیشتوں میں شامل کرنے میں مدد ملے گی۔

☆☆☆

پروفیسر دیپک نارنگ

غیر تعمیلی اثاثے

چیلنجز اور راہیں

قرض نادہندگان اور دیوالیہ سے متعلق ضابطے کے بعد قرض کلچر میں تبدیلی کے قوی امکانات ہیں۔ ایسی توقع ہے کہ مستقبل میں بینک قرض کے معاملے ملنے والی راحت سے چین کی سانس لیں گے۔ اس تبدیلی کے لئے حکومت کی تعریف کرنی ہوگی۔ بلاشبہ قرض خواہوں کی ذہنیت میں ایک مثبت تبدیلی دیکھنے کو ملے گی۔

مالی معاملات میں بینکوں کے ذریعے تعاون

مضمون نگار این آئی بی ایم ، پنے میں وزیٹنگ پروفیسر ہیں۔
d.narang@nibmindia.org

معیشت میں ترقی کے ایک انجن کی مانند ہے کیوں کہ یہ بینک ایسے افراد سے پیسے جمع کرتے ہیں جن کے پاس اپنی ضرورت سے زیادہ پیسہ ہے اور سرمایہ کاری کی سرگرمیوں کے لئے قرض فراہم کرتے ہیں۔اس طرح یہ بینک معیشت میں دوران زر کا موجب بنتے ہیں۔یہ بینک معیشت میں مختلف سطحوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ قرضہ جات زرخیز وسائل کی مانگ کا سبب بنتے ہیں اور ان افراد کی آمدنی میں اضافہ کرتے ہیں جو اشیاء وخدمات کی سپلائی کرتے ہیں۔ معیشت میں کسی ایک کے اخراجات دوسرے کی آمدنی کا سبب بنتے ہیں۔اس سے اعلی شرح نمو اور تیز ترین ترقی کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

قرض دینے کے عمل میں اختصار میں منفی اثرات ہوتے ہیں اور ترقی کی رفتار بھی متزلزل ہوتی ہے۔ قرضوں کے فروغ میں کمی کی ایک بڑی وجہ بینکوں کی بیلنس شیٹ میں غیر تعمیلی اثاثوں (این پی ای) میں اضافہ ہے۔ایک اندازے کے مطابق ایس سی بی کا بقایا قرض کا 72فی صد مارکیٹ شیئر پی ایس پی بی کا ہے۔دہری بیلنس شیٹ کے مسئلے کے ساتھ ساتھ پی ایس بی کے بڑھتے ہوئے این پی اے نے معیشتوں میں سرمایہ مارکیٹ کے فروغ میں رخنہ ڈلا ہے۔

ہندوستان میں 30 ستمبر 2017 تک بینکوں کے مجموعی غیر تعمیلی اثاثوں (مثلاً ڈوبے ہوئے قرض) 8.40 لاکھ کروڑ روپے تھے جو کہ 30 جون 2017 تک 8.29 لاکھ کروڑ روپے تھے اور جو 1.31 فی صد شرح سے بڑھ کر 8.40 لاکھ کروڑ روپے ہوگئے۔ستمبر 15 سے این پی اے کی شرح میں تیز رفتار اضافہ اپنے آپ میں حیران کن ہے تاہم سال 2008 سے اس میں مسلسل اضافہ دیکھا جارہا تھا۔سال 2008 تا 2014 کے وقفے کے دوران پبلک سیکٹر بینکوں کی مجموعی پیش قدمی 18 لاکھ کروڑ روپے سے بڑھ کر 54 لاکھ کروڑ روپے ہوگئی اور یہ شرح ستمبر 2017 تک 55.01 لاکھ کروڑ روپے تک پہنچ گئی۔اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہوگی اگر ڈوبے ہوئے قرض کے بوجھ میں دبے بینکوں میں 90 فی صد تعداد حکومت کے زیر انتظام بینکوں کی ہو۔

گزشتہ سہ ماہی وقفے یعنی سال 2017-18 کی دوسری سہ ماہی وقفے کے دوران پی ایس بی کے ڈوبے ہوئے قرضوں کی تعداد 7.33 لاکھ کروڑ روپے کے دائرے میں رہی۔اس کے مقابلے میں جون 17 کی پہلی سہ ماہی کے وقفی میں 17 پرائیویٹ سیکٹر بینکوں کی اس شرح میں 10.5 فی صد کے اضافے کے ساتھ بڑھ کر یہ رقم 1.06 لاکھ کروڑ روپے ہوگئی۔

شیڈولڈ کمرشیل بینک قرضہ جات میں بڑے قرض لینے والوں جن کی حد پانچ کروڑ یا اس سے زیادہ طے کی گئی ہے، ان کی تعداد گرچہ 56 فی صد ہے تاہم این پی اے کا ان کا شیئر 86.5 فی صد ہے۔اس ضمن میں این پی اے میں ایسے کھاتوں (رقم میں نہیں) میں زیادہ سے زیادہ تخفیف دیکھنے کو ملی ہے جن پر بقایا 20 کروڑ تا 50 کروڑ اور اس کے بعد 50 کروڑ یا 100 کروڑ

روپے کے درمیان ہے۔ اس زمرے کے 100 سرفہرست کھاتوں کی شرح تقریباً 15.2 فی صد ہوتی ہے لیکن ایس سی بی کے ان سرفہرست 100 کھاتوں کا جی این پی اے کا حصہ 25.6 فی صد ہے۔

ایس سی بی کے مارچ 17 تک ڈوبے ہوئے قرض کے معاملے میں صنعتوں کا حصہ 23 فی صد ہے جس میں زراعت، خدمات اور ریٹیل کا حصہ بالترتیب 6.3 فی صد، 7 فی صد اور 2.1 فی صد ہے۔ اس میں پی ایس بی کے ایک مجموعہ کے طور پر حصہ 28.8 فی صد ہوتا ہے جب کہ نجی زمرے کے بینکوں اور غیر ملکی بینکوں کا حصہ بالترتیب 9.3 فی صد اور 7.1 فی صد ہے۔ اس زمرے میں ایسی صنعتوں میں جن پر ڈوبے ہوئے قرض کا زیادہ بوجھ ہے۔ ان میں بنیادی دھات اور اس سے بننے والی مصنوعات، سیمنٹ اور اس سے نپٹنے والا سامان، ٹیکسٹائل اور ڈھانچہ بندی کی صنعتیں شامل ہیں۔

اس سلسلے میں ہمیں سب سے پہلے اس حالت زار کے لئے ذمہ دار اسباب کی نشاندہی کرنا بہت ضروری ہے۔

اے۔ اس نوعیت کے قرض منظور کرنے کے معاملے قرض خواہوں کے ماضی کے ریکارڈ کو مدنظر رکھا جائے اور صرف تحریری عہد نامہ پر اکتفا نہ کیا جائے۔

بی۔ اکثر قرض عالمی گنجائش/ ڈیمانڈ سپلائی پوزیشن کو سمجھے بغیر مانگ کی امید پر گنجائش میں اضافہ کرنے کے لئے قرض لے لئے جاتے ہیں۔

سی۔ مختلف اسباب کی بنا پر پروجیکٹوں میں تاخیر ہوتی ہے۔

ڈی۔ قابل حصول کی وصولی ناقص ہوتی ہے۔

ای۔ تجارتی ادارے کیپٹل مارکیٹ سے اکویٹی کے اجرا یا دیگر قرض سہولت کے توسط سے سرمایہ اکٹھا کرنے میں ناکام رہتے ہیں اور قرض لی گئی رقم کو اکویٹی کے طور پر استعمال کرتے ہیں جس سے پیچیدگی بڑھ جاتی ہے اور بینک اکویٹی کو مدنظر نہیں رکھتے ہیں۔

ایف۔ ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی کے سبب تجارت میں ناکامی۔

جی۔ توسیع/تجدید کی مد میں لئے گئے قرض کی رقم کی کسی اور مد میں منتقلی، قرض کی رقم کو جس مقصد کے لئے لیا گیا تھا، اس میں استعمال نہ کرنا۔

ایچ۔ دانستہ غفلت، رقم ہڑپ کرنا، دھوکہ دہی، بے ضابطگی وغیرہ۔

آئی۔ بینکوں کی جانب سے نگرانی کے عمل میں لاپرواہی، کمپنیوں کے ذریعے مختلف طریقوں سے قرض پر حاصل کی گئی رقم کی دیگر مد میں منتقلی سے بینکوں کی لاعلمی۔

جے۔ قرض تخمینہ میں فقدان اور نامناسب شعور

نئے قرض شروع ہونے سے قطع نظر این پی اے سے قبل تقریباً تین تا چار برس کا وقفہ سست رہا۔ ترقی کے مرحلے کے دوران این پی اے کے نئے قرض پیش قدمی کی تیز رفتاری اور بحالی کے عمل میں مخفی ہوگئے۔ مجموعی این پی اے کی نسبت میں بہت زیادہ اضافہ دیکھنے میں پیش آیا۔

بینکوں، کو مذکورہ بیان کئے گئے اسباب کی جانب موثر نگرانی کے ذریعہ تازہ ترین صورت حال سے محتاط رہنا چاہئے اور خاطی قرض خواہوں کے خلاف بروقت اور سخت کارروائی کرنی چاہئے اور ایسے افراد کو قرض نہیں دینے چاہئے جو اپنے شعبے میں ناتجربہ کار ہوں یا پہلے قرض لے کر واپس نہ کرسکے ہوں۔ بینکوں کو ریزرو بینک آف انڈیا کی اس سلسلے میں ہدایات پر سنجیدگی سے عمل کرنا چاہئے۔ تمام قرض خواہاں کے عمل کی نگرانی اور گہری نظر رکھنی چاہئے اور قرض ادا نہ کرنے والوں نادہندگان ڈکلیر کرنا چاہئے۔

درج ذیل میں تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے کمپنی قوانین کی دفعات سے بینکوں کو کارروائی شروع کرنے اور اس طرح کے معاملات کو ایس ایف آئی او کے سپرد کرنے میں مدد ملتی ہے۔

کمپنی قانون 2013 کی دفعہ 447 کے مطابق کمپنی کے امور میں دھوکہ دہی کی تحقیقات سیریس فراڈ انوسٹی گیشن آفس (ایس ایف آئی) کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔ چاہئے یہ ضابطہ شکنی یا دھوکہ دہی کا عمل یا بھول سے حقائق کو چھپائے۔ کمپنی کے مفادات کو مجروح یا نقصان پہنچانے کے ارادے سے اختیارات کے غلط استعمال یا کمپنی شیئر ہولڈرز یا اس کے قرض دینے والوں کے حق میں نہ ہوں یا غلط طریقے سے فائدہ حاصل کرنے کے نتیجے میں ہوں۔

جان بوجھ کر دھوکہ دینے سے متعلق معاملات تحقیقات کے لئے ایس ایف آئی او کے سپرد کئے جاسکتے ہیں۔ اگرچہ یہ معاملہ کمپنی قوانین کی دفعہ 447 کے تحت دھوکہ دہی کے سنگین معاملات ہوں۔

کیوں کہ دانستہ دھوکہ دہی کے مرتکب قرض خواہوں کے خلاف فوج داری مقدمات شروع کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، اس لئے بینکوں کو ایسے قرض خواہان کی نیت کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ فیصلہ کرنا چاہئے۔

دھوکہ دہی کا قصوروار پائے جانے پر خاطی قرض خواہ کے خلاف کم سے کم چھ مہینے کی سزا ہونی چاہئے جسے دھوکہ دہی کی سنگینی کے اعتبار سے بڑھا کر دس برس تک کردینی چاہئے اور اس کے خلاف دھوکہ دہی کی رقم کے مساوی جرمانہ عائد کیا جانا چاہئے بلکہ اس جرمانہ کو دھوکہ دہی میں شامل رقم کے مساوی رقم کا تین گنا جرمانہ ہونا چاہئے۔

اگر دھوکہ دہی سے عوامی مفادات متاثر ہوں تو سزا کی مدت تین برس سے کم نہیں ہونی چاہئے۔

قرض دہندگان سے قرض کی وصول کیلئے بینکوں کو اہل بنانے کے لئے متعلقہ قوانین مثلاً آر ڈی ڈی بی ایف آئی قانون، ایس اے آر ایف اے ای ایس آئی قانونی اور دیوالیہ پن اور بینکوں کے قرض ادا نہ کرنے کے اہل سے متعلق حالیہ ضابطہ 216 کو ہم آہنگ بنایا جائے۔

ایس اے آر ایف اے ای ایس آئی قانون بینکرز کو خاطی قرض خواہوں خاطی قرض نادہندگان کی جائیداد قرق کرنے اور قرض کی وصولی کے لئے انہیں نیلام کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اس معاملے میں عدالت بھی دخل اندازی نہیں کرسکتی ہے۔ بلاشبہ قرض نادہندگان کے خلاف بینکوں کے پاس یہ مضبوط ہتھیار ہے جسے وہ قرض نادہندگان کی جائیداد قرق کرکے اور انہیں فروخت کرکے قرض کی رقم وصول کرسکتے ہیں لیکن قرض نادہندگان بینکوں کو اپنی جائیداد فروخت نہ کرنے کے لئے تمام حربے استعمال کرتے ہیں۔ اس ضمن میں بینکوں کے افسروں کے خلاف جھوٹے الزامات عائد کئے جاتے ہیں اور کئی

معاملوں میں فوجداری مقدمات قائم کیے گئے ہیں۔اس طرح کی کئی معاملوں میں بینک کی انتظامیہ کو آگے آنا پڑا ہے۔اس سے بینک کی افرادی قوت کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور قرض وصولی درمیان میں رک جاتی ہے۔دیپک نارنگ بنام اسٹیٹ آف ہریانہ اینڈ اے این آر کے حالیہ فیصلہ کن معاملے میں پنجاب اینڈ ہریانہ کورٹ کے عزت مآب جسٹس کو الہ آباد بینک کے اے جی ایم (یعنی مصنف) کو بچانے میں آگے آنا پڑا۔اس معاملے میں عدالت نے اے جی ایم کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے اور حقائق کے مطابق کارروائی کرنے کی منظوری دے دی تھی۔عزت مآب جسٹس آر ایس مدان نے اس معاملہ میں فیصلہ دیا کہ:

☆یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں عذر داخل کرنے والے کو فوجداری معاملات کے ضابطے کی دفعہ 197 کے تحت تحفظ حاصل ہے۔بلکہ 2002 قانون کی دفعہ 32 کے تحت بھی تحفظ حاصل ہے جس کی درج ذیل میں تشریح کی جارہی ہے۔:

☆سرکاری ملازم کے ذریعے اپنی سرکاری خدمات انجام دینے اور اپنا فریضہ انجام دینے کے دوران سرزد ہونے والے جرم اور الزام کے لئے قانونی کارروائی کے لئے منظوری ضروری ہے۔سرکاری ملازم کے اس طرح کے عمل کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس نے یہ خدمات اپنی ڈیوٹی اور فریضہ کو انجام دینے کے لئے کی ہو اور اس کی خالص نوعیت سرکاری فریضہ ہو۔ایسے معاملات میں تعزیرات ہند کی دفعہ 197 کا اطلاق ہوگا۔

☆سیکوریٹیزائشن ایکٹ 2002 دفعہ 32 کے تحت اپنے فریضہ کو انجام دینے کے معاملے میں ہر طرح کی قانونی کارروائی سے بینک عملے کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔اس دفعہ کے تحت بینک کا کوئی ملازم، افسر، منیجر اپنی ذمہ داری اور فریضہ کو خلوص نیت سے انجام دیتا ہے تو اسے اس دفعہ کے تحت قانونی کارروائی سے تحفظ حاصل ہوگا۔

☆مدعی نمبر 2 کے پاس عذر دار کے خلاف قانونی کارروائی شروع کرانے کی کوئی واجب وجہ نہیں ہے کیوں کہ وہ متعلقہ وقت میں موقع پر موجود نہیں ہوا۔اس لئے موجود شکایات قرض نادہندہ کی طرف سے بدلے کا عمل لگتی ہے جو اس کے بیٹے نے من گھڑت طور پر شکایت درج کرائی ہے اور جس میں کوئی حقیقت نہیں ہے، اس لئے یہ شکایت عدالت کے عمل اور وقت کی بربادی ہے جس پر قانونی کارروائی کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

اس عمل سے متعلق گرچہ متعدد فیصلے بینکوں کے منظور شدہ افسران اور عملے کے حق میں ہوئے لیکن اس کے باوجود قرض نادہندگان سے قرض کی وصولی اور اس قانون کے تحت ان کے خلاف کارروائی متاثر ہوئی ہے۔

حکومت نے قانون میں ترمیم کرکے یہ لازمی کیا ہے کہ جب بینک کے کسی منظور شدہ افسر کے ذریعے اس قانون کے تحت کارروائی کی درخواست داخل کی جائے تو ضلع کلکٹر/مجسٹریٹ بینک کے حق میں مکمل فیصلہ دیں۔ گرچہ اس معاملے میں دیگر رخنے بھی ہیں جو قرض نادہندگان بینک کی کارروائی کو کمزور کرنے کے لئے ڈال سکتے ہیں۔قرض دہندگان نظام کے ساتھ برسوں سے کھلواڑ کررہے ہیں۔

ایک بینکر ہی کسی ایماندار قرض خواہ کی پریشانیوں کو سمجھ سکتا ہے۔لدھیانہ کے ایک صنعت کار مسٹر سنجے لونگوالیہ کا کہنا ہے کہ وہ ان تمام اشیاء کی مصنوعات سازی کررہے ہیں جو لدھیانہ میں دیگر صنعتیں بنارہی ہیں۔ حالاں کہ وہ اصل شرح پر سود کی ادائیگی کررہے ہیں، وقت پر قسطیں دے رہے ہیں، دیانت داری کے ساتھ تمام ٹیکس وغیرہ ادا کررہے ہیں لیکن بینک ان کی شرح سود میں کمی سے تعلق درخواست پر غور وخوض نہیں کررہا ہے۔انہیں اپنی سابقہ بہتر صلاحیتوں اور ترقی کی ادائیگی میں ایمانداری کا کوئی صلہ نہیں ملا ہے۔انہوں نے موجودہ نظام پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہ متعدد بے ایمان قرض خواہ کسی مد میں لئے گئے قرض کی رقم کو دوسری مد میں لگاکر زیادہ منافع حاصل کررہے ہیں اور اپنے قرض کی شرح سود میں مختلف اسکیموں کے تحت تخفیف کررہے ہیں۔ بلاشبہ جہاں تک مارکیٹ کا معاملہ ہے تو یہ صنعت کار دیگر بے ایمان صنعت کاروں کے مقابلے خسارے میں ہے۔ اس کا سوال ہے کہ کیا بے ایمانی میں ہی فائدہ ہے؟ کیا ایمانداروں کو ہی جدوجہد کرنی ہوتی ہے؟ یہ ایسا وقت تھا جب میرے کانوں میں عزت مآب وزیر اعظم کے یہ الفاظ گونج رہے تھے کہ وہ قرض نادہندگان کو قانون کا مزہ چکھائیں گے۔

موجودہ حکومت نے یکم دسمبر 2016 کو بینک قرضوں کی عدم ادائیگی اور دیوالیہ ضابطے نافذ کرنے کی قابل ستائش کوشش کی ہے جس سے یقیناً صورت حال بدلے گی۔دوسری بات حکومت نے قوانین میں خامیوں کو دور کرنے کے لئے ایک آرڈی نینس پیش کیا ہے اور قرض وصولی کے لئے سخت قوانین بنائے ہیں۔این پی اے کی لعنت کے خاتمے کے لئے بینک قرضوں کی عدم ادائیگی اور دیوالیہ پن ضابطے اب ایک برہم استر کے طور پر پروجیکٹ ہتھیار ہے۔اس کی فعالیت کا انحصار استعمال کرنے والے کے عزم مصمم اور بینک نیتی پر ہوگا۔اس کے لئے ضروری ہے کہ قانون کے حقیقی مقاصد کو فوت کرنے والے ہر عناصر کو ناکام کیا جائے۔

دانستہ قرض نادہندگان کی حوصلہ شکنی کے لئے حالیہ آرڈی نینس سے اس طرح کی نیت رکھنے والوں کے منصوبے خاک میں مل جائیں گے جو اپنی کمپنیوں اور تجارت کیپ حمایت میں غلط طریقے سے قرض کی رقم کو دوسری مد میں استعمال کارہے ہیں۔حکومت نے اس ضمن میں جس تیزی سے کام کیا ہے، وہ قابل ستائش ہے اور اس نے این پی اے کی لعنت کو جڑ سے ختم کرنے اور نظام کے ساتھ کھلواڑ کرنے پر سخت کارروائی کے اپنے عزائم ظاہر کردیئے ہیں۔کمپنی قانون کی دفعہ 447 کے ساتھ دیگر دفعات نے دانستہ قرض نادہندگان کی حوصلہ شکنی کی ہے۔موجودہ وقت ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعے دانستہ قرض نادہندگان کو سنگین جرم قرار دینے کا مناسب وقت ہے، اس کی بدولت ہی متعدد ممالک میں اس سے نجات ملی ہے۔اس سے ایسے افراد کو سخت پیغام ملے گا جو بینک سے قرض حاصل کرنے اور واپس نہ کرنے کو اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں۔بالآخر ایسے افراد کے لئے انجام کا دن آہی گیا ہے۔

مزید برآں بینکوں کو فنڈ کے استعمال کی وضاحت

کے لئے فارنسک آڈٹ کی ضرورت ہوگی۔ انہیں اس ضمن میں بگ ڈاٹا انالائسس اور آئی ٹی پر مبنی دوسرے طریقے اختیار کرنے چاہئیں جیسا کہ فن بینک کمپنیاں اپنے قرض خواہوں اور ان کی تجارت کے بارے میں کررہی ہیں۔ 80 فی صد اعتماد کے ساتھ ایک سال کی پیشگی کی بنیاد پر قرض نادہندگان کے متعلق آرٹی فیشیل انٹلی جنس (اے آئی) کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ نوی ممبئی کی ڈی ٹو کے جیسی ایک فن ٹیک کمپنی نے اس ضمن میں سافٹ ویئر تیار کیا ہے جس کے نتائج لاجواب ہیں۔ بینکوں کو اپنی فروغ انسانی کی پالیسیوں میں اصلاح کی ضرورت ہے اور اپنے کو جوان عملے کو ماہر بنانے کے لئے انہیں اچھی تربیت فراہم کرانے کی ضرورت ہے۔

حکومت نے اپنی جانب سے بینکوں میں ماہر عملہ تعینات کیا ہے جنھیں اپنے شعبے کی مکمل جانکاری اور بھرپور تجربہ ہے۔ ایم ڈی اور ای ڈی کے لئے سبکدوش افراد کے انتخاب نے بینکوں کی کارکردگی میں زبردست اصلاح کی ہے۔ قرضوں کی وصولی کے لئے حکومت کو زیادہ اقدامات کرنے ہوں گے۔ جوں کی تعداد بڑھانے ہوگی تاکہ اس شعبے میں بڑھتے ہوئے کام کے دباؤ کو کم کیا جاسکے۔ قرض نادہندگان اور دیوالیہ سے متعلق ضابطے کے بعد قرض کلچر میں تبدیلی کے قوی امکانات ہیں۔ ایسی توقع ہے کہ مستقبل میں بینک قرض کے معاملے میں ملنے والی راحت سے چین کی سانس لیں گے۔ اس تبدیلی کے لئے حکومت کی تعریف کرنی ہوگی۔ بلاشبہ قرض خواہوں کی ذہنیت میں ایک مثبت تبدیلی دیکھنے کو ملے گی۔

☆☆☆

ہارن بل فیسٹول اور ریاست کے یوم قیام سے متعلق تقریبات کے افتتاح کے موقع پر صدر جمہوریہ ہند جناب رام ناتھ کووند کا خطاب

☆ کساما کی سرسبز اور خوبصورت سرزمین پر آپ کے درمیان میری موجودگی میرے لئے ایک اعزاز کی بات ہے۔ یہ ایک ایسا موقع ہے جب کہ ناگالینڈ کی ریاست کے قیام کا پچپن سالہ جشن ہم منارہے ہیں اور ہارن بل فیسٹول 2017 کا افتتاح کررہے ہیں۔ یوم ریاست کے اس موقع پر میں ناگالینڈ کے عوام کو پُرجوش مبارکباد دیتا ہوں اور ان کے تئیں اپنے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔ میں آپ سب کے لئے ایک روشن مستقبل، جس میں امن اور خوش حالی ہو، کے تئیں اپنی نیک خواہشات ظاہر کرتا ہوں۔ میں ریاستی حکومت کو بھی اس بات کے لئے مبارکباد دیتا ہوں کہ اس نے یوم ریاست کا جشن منانے کے لئے فیٹول آف فیسٹولس ہارن بل فیسٹول کا انعقاد کیا۔ میں وزیراعلیٰ اور ان کی ٹیم کی اس طرح کے متاثر کن نمائش کے انعقاد کے لئے ستائش کرتا ہوں۔ صدر جمہوریہ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد یہ ناگالینڈ کا میرا پہلا دورہ ہے۔ مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ یہ ریاست اور ہمارے پورے ملک کے لئے ایک فلیگ شپ ٹورازم ایونٹ بن چکا ہے۔ ہارن بل فیسٹول موسیقی، رقص اور کھانا کی شکل میں گزرتے سالوں میں ناگا کی مالا مال ثقافت اور روایتوں کی ایک مکمل نمائش ہے۔ کساما میں ہارن بل فیسٹول اور انٹرنیشنل میوزک فیسٹول ناگا سماج کے تنوع کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہمارے پاس بہترین روایتی رقص اور موسیقیاں ہیں اور ہمارے پاس بہترین موسیقار اور فن کار ہیں۔ آج ہم نے ریاستی ثقافت کی ایک شاندار نمائش کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں ان تمام شرکت کنندگان اور اچھا مظاہرہ کرنے والوں کو اس بات کے لئے مبارک باد دیتا ہوں کہ انھوں نے ناگا رقص اور موسیقی کی ایک ساتھ شاندار نمائش پیش کی ہے۔ ناگالینڈ بلاشبہ ایک خوبصورت جگہ ہے۔ جو بھی شخص یہاں آتا ہے وہ یہاں سے جلدی جانا نہیں چاہتا اور میں اس فیسٹول میں آنے والے سیاحوں سے اپیل کرنا چاہوں گا کہ وہ اس ریاست کی خوبصورت شال، جن کے لئے وہ بہت زیادہ مشہور ہیں، ان کی ضرور خریداری کریں اور پھر یہاں سے واپس جائیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہر ایک قبیلے اور برادری کے پاس ہنرمند بنکر ہیں، جنھیں مختلف اقسام کی شال تیار کرنے میں مہارت حاصل ہے۔ ان میں سے ہر ایک شال اپنے آپ میں منفرد ہے۔ ایک ایسے دور میں جبکہ مشین سے مصنوعات تیار کی جارہی ہیں، ناگالینڈ پر اس طرح کے روایتی اور ہاتھ سے بنے ہوئے شال تیار کرنے کے لئے فخر کیا جانا چاہئے۔ دوستو! گزشتہ نصف صدی ناگالینڈ کے لئے حصولیابیاں اور مشکلات دونوں لے کر کے آئی ہے۔ ریاست کے عوام کو متعدد آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن ان کی صلاحیت اور شعور اور ان کی اچھائی بہت زیادہ نمایاں رہی ہے۔ آج ناگالینڈ تاریخ رقم کرنے کے دہانے پر ہے۔ شورش زدگی کے برسوں بعد آج ایک امید بندھی ہے۔ ریاست کے عوام، سول سوسائٹی کے اداروں اور تمام شراکت داروں کے تعاون سے یہاں امن کے قیام کے لئے ایک موقع میسر ہوا ہے۔ میں تمام ناگا گروپوں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ وہ ان آزمائشوں سے آسانی سے نکل آئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی ایک حتمی سمجھوتے پر پہنچا جاسکے گا۔ ایک ایسا سمجھوتہ جو سبھی کے لئے مناسب ہو اور جو تمام لوگوں کے توقعات اور ان کی امنگوں کی تکمیل کرتا ہو۔ آج ناگالینڈ میں بغیر اپوزیشن والی حکومت ہے۔ یہ ایک منفرد صورت حال ہے۔ یہ ایک طویل مدت سے زیر التوا سیاسی مسائل کو حل کرنے اور امن کے قیام کا ایک موقع بھی فراہم کرتا ہے اور یہ ملازمتوں اور مواقع کے عمل میں تیزی لاسکتا ہے۔ ناگالینڈ اس کا مستحق ہے، آپ سب لوگ اس کے حقدار ہیں اور ریاست کی نوجوان آبادی اس کی مستحق ہے۔ ناگالینڈ کے نوجوان ملک کے لئے باعث فخر ہیں۔ میں ان کے اندر مہارت پیدا کرنے کے تئیں چاہت اور امنگ دیکھتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ بہتر بننا چاہتے ہیں۔ یہ نوجوان ڈاکٹر ٹی۔ اے۔ او ڈاکٹر اور کھلاڑی تھے، جو کہ آزادی کے بعد ہماری قومی فٹبال کے پہلے کپتان تھے۔ انھوں نے 1948 میں لندن اولمپک میں ٹیم کی قیادت کی تھی۔ ناگالینڈ کے نوجوان بقیہ بھارت کے لئے رول ماڈل ہیں۔ اس ریاست کی ایک نامور بیٹی ٹیم ستلا امسونگ نے وارانسی میں گنگا ندی کے گھاٹوں کی صفائی میں اپنی غیر معمولی خدمات دے کر قوم کے دلوں کو جیت لیا ہے۔ ایک دوسری ناگا لڑکی چیویلو تھیلے دہلی پولیس کے پولیس آفیسرز کے بیچ میں اُسے بہترین ٹرینی کمانڈ قرار دیا گیا۔ وہ اس سال دہلی پولیس کی پوسٹر گرل تھی اور مسلح افواج کی سپریم کمانڈر کی حیثیت سے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ مجھے ناگا کے اپنے سپاہیوں اور افسران پر بیحد فخر ہے۔ وہ ہمارے بہترین سپاہیوں میں سے ہیں۔ انھوں نے ملک کے لئے اپنی عظیم خدمات دی ہیں۔

اشوتوش کمار

بینکوں کے سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو

اس سال 24 اکتوبر کو مرکزی کابینہ نے سرکاری شعبے کے ان بینکوں (پی ایس بی) کی صحت سے متعلق ایک اہم فیصلہ کیا تھا جو گزشتہ کچھ برسوں میں وسیع غیر منافع بخش اثاثے (این پی اے) دباؤ سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔ پی ایس بی کی بیلنس شیٹوں پر این پی اے کا بوجھ قرض دینے کی ان کی صلاحیت کو نقصان دہ طور سے متاثر کر رہا ہے جس کی وجہ سے نجی سرمایہ کاریوں اور نجی شعبے کی مجموعی سرمایہ جاتی تشکیل میں رکاوٹ آرہی ہے۔ ان پی ایس بی میں این پی اے مارچ 2015 میں 2.73 کروڑ روپے کے مقابلے میں جون 2017 میں کہیں زیادہ بڑھ کر 7.33 کروڑ روپے ہو گیا ہے۔ مختصر یہ کہ دو سال سے کچھ زیادہ کے عرصے میں سرکاری شعبے کے بینک کاری کے نظام میں اس غیر منافع بخش قرض میں تین گنا سے بھی زیادہ اضافہ ہوا ہے اور پھر ایک اور اعداد و شمار جن سے اس چیلنج کا پتہ چلتا ہے جس کا سامنا بینک کاری کا نظام کر رہا ہے۔ یہ ہے کہ گھریلو بینکوں کا این پی اے حالیہ قرضوں اور پیشگی رقموں کا تقریباً 10 فی صد رہا ہے۔

مرکزی کابینہ نے 24 اکتوبر کو بازار سے قرض لینے، بجٹی امداد اور سب سے زیادہ اہم طور سے بینکوں کے سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو کے لئے بونڈز کے اجرا جیسے ذرائع کے ایک امتزاج کے ساتھ گھریلو بینک کاری نظام میں دوبارہ جان ڈالنے کے لئے 2,11,000 کروڑ روپے کے ایک جامع منصوبے کو قطعی شکل دی ہے۔ اس اسکیم کا اعلان کرتے ہوئے وزیر خزانہ ارون جیٹلی نے کہا تھا ''بینکوں کو مستحکم بنانے سے روزگار کے زیادہ مواقع پیدا ہوں گے، زیادہ ترقی ہوگی اور زیادہ سرمایہ کاریاں بھی کی جائیں گی''۔ بینکوں کے سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو کے لئے 2,11,000 کروڑ روپے کے ایک منصوبے کی تقطیع اس طرح سے ہے: بجٹی امداد سے 18000 کروڑ روپے، ایکویٹی کے اجرا سے 58,000 کروڑ روپے اور بینکوں کے سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو کے لئے بونڈز کے اجرا سے 1,35000 کروڑ روپے۔

آیئے اب ہم ان بونڈز کے معاملے پر غور کریں اور اس بات کا جائزہ لیں کہ ان سے بینک کاری کے نظام کو کس طرح فائدہ ہوگا۔ اب تک وزارت خزانہ میں اقتصادی امور کے محکمے کے ساتھ تال میل میں مالی خدمات کا محکمہ بونڈ کے اجرا کے وسیع خط وخال کو قطعی شکل دے رہا ہے۔ قطعی تفصیلات کا اعلان عنقریب ہے جس سے بونڈ کے اجرا سے بینکوں کو ملنے والے سرمایہ کا پتہ چلے گا۔ بونڈ کے اجرا کے دوران یہ کہا گیا تھا کہ یہ بونڈز فرنٹ لوڈیڈ ہوں گے۔ اس کا لازمی طور سے مطلب یہ ہے کہ کل 1,35000 کروڑ روپے کا ایک بڑا حصہ آئندہ کچھ مہینوں میں ہی بینک کاری کے نظام میں شامل کیا جائے گا۔

آیئے اب ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو کے یہ بونڈ کس طرح کام کریں گے، نیز معیشت پر امکانی اثرات کیا ہوں گے۔ تمام امکان میں حکومت بونڈز جاری کرے گی نیز بینک اس ذریعے کو براہ راست طور سے جمع کریں گے۔ ایسا کرنے میں پیسہ باہر نہیں جائے گا اور یہ سادہ طور سے ایک اکاؤنٹنگ انٹری ہوگی۔ اس سے یہ بات یقینی ہوگی کہ حکومت مالیے پر ایک اضافی بوجھ سے مبری رہے گی۔

اب یہ دیکھنا باقی رہ جاتا ہے کہ آیا حکومت قرض لینے والے لوگوں کو ثانوی مارکیٹ میں یہ بونڈز فروخت کرنے کی اجازت دیتی ہے یا انہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہے۔ چوں کہ بونڈز کے اجرا کرنے کے خدوخال پر ابھی بھی وزارت خزانہ کے ذریعے کام کیا جا رہا ہے اس لئے صحیح تفصیلات کو سمجھنے کے لئے اس اعلان کا انتظار کرنا ہوگا۔ تاہم اس بات پر بحث کی جاسکتی ہے کہ دونوں صورت حال میں اس سے بینکوں کو فائدہ ہوگا کیوں کہ اس سے ان کی سرمایہ جاتی بنیاد میں اضافہ ہوگا۔ اس کے علاوہ ایک ایسی صورت حال میں جس میں حکومت بینکوں کو ثانوی مارکیٹ میں ان بونڈز کی تجارت کرنے کی اجازت دیتی ہے، اس سے انہیں پیسہ اٹھانے اور قرض

مضمون نگار بی ٹی وی آئی نیوز چینل میں اسسٹنٹ ایڈیٹر ہیں۔ انہیں بارہ سال کا صحافتی تجربہ ہے۔
kr.ashu09@gmail.com

کے اپنے کھاتے کو بچانے میں مدد ملے گی۔ دوسری جانب اگر بینکوں کو ثانوی مارکیٹ میں ان بانڈز کی تجارت کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے تو یہ سود کی آمدنی کمانے والی سرمایہ کاریوں کے طور پر کام کر سکتے ہیں۔ دونوں حساب سے بے خوف وخطر یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو کے لئے بانڈز کا اجرا بینک کاری کے نظام کے لئے مفید ہے۔

بونڈز کا اجرا جمع رقومات کا صحیح سمت میں استعمال کا ایک قدم بھی ہے جو نوٹ بندی کے بعد بینک کاری کے نظام میں ہوئی ہے۔ بصورت دیگر بینک سرمایہ کی مناسبت کی ضرورت کی وجہ سے پیسہ قرض پر نہیں دیتے۔ ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) کے مطابق چلن بند کئے گئے 500 روپے اور 1000 روپے کے نوٹوں میں سے 99 فی صد نوٹ بینک کاری کے چینل میں واپس آگئے ہیں۔

بونڈز کے اجرا کی اہمیت کا اندازہ دیوالیے پن سے متعلق ضابطے کے لحاظ سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ اب اس ضابطے کا استعمال جس کا مسودہ گزشتہ سال تیار کیا گیا تھا، تقریباً 300 کھاتوں کی تحلیل کے لئے کیا جارہا ہے۔ ان میں بارہ کھاتے تقریباً 2.55 لاکھ کروڑ روپے کی مالیت کے بڑے ٹکٹ این پی اے کھاتے ہیں، جنہیں آر بی آئی نے اس سال جون میں کمپنی قانون سے متعلق ٹربیونل (این سی ایل ٹی) کے پاس بھیجا تھا۔ اب بھی 29 کمپنیوں کی ایک اور فہرست اس مہینے کے آخر میں این سی ایل ٹی کے پاس اس صورت میں بھیجے جانے کا امکان ہے، اگر بینک اور قرض ادا نہ کرنے والی کمپنیاں خود سے معاملہ حل نہیں کرتی ہیں، چوں کہ اتنے بہت سے کارپوریٹ قرض دار معاملہ حل کرا رہے ہیں، اس لئے اس امکان سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ یہ کمی بینکوں کو برداشت کرنی پڑے گی۔ درحقیقت ماہرین کو 60 فی صد تک اثر کا ایک سلسلہ نظر آرہا ہے جسے بینکوں کو کچھ سرفہرست این پی اے کھاتوں کے سلسلے میں برداشت کرنا پڑے گا۔

جولائی میں جاری کردہ کریسل کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بینکوں کو دباؤ والے پچاس بڑے کھاتوں کی تحلیل کے معاملے میں 2,40,000 کروڑ روپے یا 60 فی صد تک کمی برداشت کرنی پڑسکتی ہے۔ یہ کمپنیاں معیشت کے بہت اہم شعبوں کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ان کمپنیوں کا تعلق دھاتوں کے شعبے جس کا حصہ کل قرض میں 30 فی صد ہے، تعمیراتی شعبے (25 فی صد) اور بجلی (15 فی صد) سے ہے۔ اس کے علاوہ اس سال 31 مارچ تک معیشت میں ان شعبوں کا حصہ کل این پی اے کا تقریباً نصف حصہ ہے۔

درجہ بندی کرنے والی ایجنسی کا کہنا ہے کہ بینکوں کو چار لاکھ کروڑ روپے کے قرض کے ساتھ دباؤ والے پچاس بڑے اثاثوں کا تصفیہ کرنے کے لئے 2.4 لاکھ کروڑ روپے کی مالیت، یا 60 فی صد تک کی کمی برداشت کرنی پڑسکتی ہے۔

اس ایجنسی نے چار زمروں میں اس کمی کی درجہ بندی بھی کی ہے۔ یہ زمرے عمیق (75 فی صد سے زیادہ)، جارحانہ (50 تا 75 فی صد)، معتدل (25 تا 50 فی صد) اور برائے نام (25 فی صد سے کم) ہیں۔ ان اعداد وشمار کو مزید تناظر میں رکھتے ہوئے تقریباً 25 فی صد قرض کے لئے برائے نام یا معتدل کی ضرورت ہوسکتی ہے، جب کہ ایک تہائی قرض کے لئے جارحانہ نیز تقریباً 40 فی صد قرض کے لئے عمیق کمی کی ضرورت ہے۔

درجہ بندی کرنے والی اس ایجنسی کے مطابق شعبوں کے لحاظ سے بجلی کے شعبے کو معتدل کمی کی ضرورت ہوگی جب کہ دھاتوں اور تعمیرات کے شعبوں کو جارحانہ کمی کی ضرورت ہوگی۔ کریسل نے کہا ہے کہ عمیق کمی کی ضرورت والے قرض کی اکثریت کا تعلق غیر پائیدار کاروباروں والی کمپنیوں سے ہے۔ اس لئے رقومات وصول کرنے کیلئے اثاثے کی فروخت ضروری ہے۔ معتدل یا جارحانہ کمی کی ضرورت والی کمپنیوں نے قرض سے رقم فراہم کردہ سرمایہ جاتی اخراجات کئے ہیں۔ لیکن مانگ میں یکا یک کمی یا زیادہ مدت اور اخراجات کا سبب بننے والے ضابطہ جاتی مسائل میں مبتلا پروجیکٹوں کی وجہ سے انہیں غیر پائیدار قرار دیا گیا تھا۔

اس کے علاوہ کریسل کی رپورٹ کے مطابق برائے نام کمی کی ضرورت والی کمپنیاں عارضی جھٹکوں کا سامنا کرنے والی کمپنیاں ہیں جنہیں آگے چل کر صحیح کیا جاسکتا ہے۔ درجہ بندی کرنے والی اس ایجنسی کا کہنا ہے کہ ''سڑک پر آجانے کی بجائے کمی کی کڑوی گولی نگلنا معیشت کے وسیع تر مفاد میں ہوگا''۔

لہٰذا دیوالیے پن کا حل کرنے کی وجہ سے کمیوں نیز بی اے اے سای ایل III کے تحت سرمایہ جاتی معیارات پورے کرنے کے لئے، پی ایس بی کو بھر دینے کی ضرورت ہے جو خود حکومت کی ابتدائی ذمہ داری ہے کیوں کہ یہ اکثریتی حصص دار ہے۔ سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو لازمی طور سے یہاں بل کے لئے موزوں ہے۔ لیکن زیادہ وضاحت صرف اسی وقت ہوگی جب حکومت رقم، اجرا کنندہ، چندہ دہندہ، ٹکٹ سائز، کوپن شرح وغیرہ کا اعلان کرے گی۔

تاہم یہ دیکھنا بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ بونڈ کے اجرا سے بڑی معیشت اور خاص طور سے مالی خسارے پر کس طرح اثر پڑتا ہے۔ اس بات کا امکان ہے کہ ان بونڈز کے سود کے سالانہ اخراجات 8000 کروڑ روپے سے لے کر 9000 کروڑ روپے تک رہیں گے۔ چیف اقتصادی مشیر اروند سبرامنین کے مطابق بونڈ کے اجرا سے افراط زر میں اضافہ یا مالی خسارہ وسیع تر نہیں ہوگا لیکن اس کا انحصار اس بات کا حساب کتاب لگانے کے طریقے پر منحصر ہے کہ آیا اس اجرا سے مالی خسارہ وسیع تر ہوگا یا نہیں۔

بونڈ کے اجرا کے اعلان کے ایک دن بعد دہلی یونیورسٹی میں ایک لیکچر میں چیف اقتصادی مشیر اروند سبرامنین نے کہا تھا کہ ''سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو کے لئے 1.35 لاکھ کروڑ روپے کے بونڈز جاری کرنے کے سالانہ سود کے اخراجات کے نتیجے میں نہ تو افراط زر ہوگا یا نہ ہی زیادہ اقتصادی سرگرمیوں اور اثاثے کی تشکیل نو کی وجہ سے مالی خسارے میں اضافہ ہوگا کیوں کہ اس ضمن میں 8000 کروڑ روپے سے لے کر 9000 کروڑ روپے تک کے سالانہ سود کے اخراجات عائد ہوتے ہیں''۔ مذکورہ لیکچر دیتے ہوئے سبرامنین نے کہا تھا کہ حساب کتاب کے ہندوستانی نظام کے تحت سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو کے لئے بونڈز سے قرض میں اضافہ ہوگا، جس سے مالی خسارے میں اضافہ ہوگا لیکن ایسا نہیں ہوگا اگر کھاتے آئی ایم ایف کے طریقوں کے تحت تیار کئے جاتے ہیں۔

دریں اثنا بونڈ کے اجرا کے ساتھ ساتھ بینک کاری کے شعبے کی وسیع پیمانے پر اصلاحات بھی کرنی ہوں گی جس کا اشارہ حکومت پہلے ہی دے چکی ہے نیز اس سلسلے

میں بہت پابند عہد ہے۔ گروگرام میں 12 نومبر کو منعقدہ ایک پی ایس بی منتھن میں بینک کاری اور مالی خدمات کے سکریٹری راجیو کمار نے بھی اس بات کا اشارہ دیا تھا کہ سرمایہ جاتی بنیاد کی توسیع جواب دہی کے عمل کے ساتھ ساتھ کرنی ہوگی۔ کمار نے کہا تھا کہ ہر ایک چیز بینک کاری کی اصلاحات سے وابستہ ہے جس پر ہر ایک بورڈ مختصر مدت میں غور کرے گی کہ کس قسم کا کاروبار کیا جائے نیز وہ آگے کس طرح بڑھنا چاہتے ہیں''۔ یہ ایک آسان پیسہ نہیں ہے جو آنے والا ہے۔ یہ ایک اہم معاملہ ہے۔ اسے تمام اصلاحات کے ساتھ کرنا ہوگا، کمار نے مزید کہا تھا کہ بینک کاری کی اصلاحات میں بینک سے متعلق بورڈوں کے ذریعے ایک موقف اختیار کرنا نیز استحکام کے سلسلے میں ایک واضح منصوبہ پیش کرنا بھی شامل ہے۔

کمار کے مطابق سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو خود سے نہیں ہو جاتی ہے۔ اس پر عمل کرنا ہوتا ہے نیز اس سے پہلے تمام تر اصلاحات کرنی ہوتی ہے۔ بونڈز کے بارے میں انہوں نے کہا تھا کہ اس منصوبے کا مقصد کا انہیں فرنٹ لوڈ کرنا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بیشتر کام موجودہ سال میں کیا جائے گا۔

دریں اثنا کارپوریٹ انڈیا نے بھی بینکوں کے سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو کرنے کے نظریے کی حمایت کی ہے۔ وزارت خزانہ ارون جیٹلی کے لئے بجٹ سے پہلے کی اپنی نمائندگی میں ہندوستانی صنعتوں کی کنفیڈریشن (سی آئی آئی) نے بینک کاری کے شعبے کو مزید مستحکم بنانے کے لئے نظریات پیش کئے تھے۔ سی آئی آئی نے کہا تھا ''بینکوں کو سرمایہ جاتی ڈھانچے کی تشکیل نو کرنے کے لئے بونڈز از سر نو جاری کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے جو اداروں اور سرمایہ کاروں نیز عام لوگوں کے ذریعے بھی خریدے جاسکتے ہیں''۔

☆☆☆

وزیر زراعت کسانوں کی سہولت کیلئے مٹی صحت کارڈ ایپ لانچ کیا

☆ زراعت اور کسانوں کی فلاح و بہبود کے وزیر رادھا موہن سنگھ نے عالمی یوم مٹی کے موقع پر کہا ہے کہ مٹی صحت کارڈ اسکیم کا مقصد ملک کے سبھی کسانوں کی 12 کروڑ جوتوں کی مٹی کی صحت کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔ مسٹر سنگھ نے یہ بات زرعی سائنس مرکز، جھجھر میں عالمی یوم مٹی کے موقع پر کسانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ قابل ذکر ہے کہ ہر سال 5 دسمبر کو عالمی یوم مٹی منایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں مٹی صحت کارڈ اسکیم کا آغاز فروری 2015 میں راجستھان میں کیا گیا تھا۔ مرکزی وزیر زراعت نے بتایا کہ کسانوں کی مدد کیلئے آج مٹی صحت کارڈ ایپ لانچ کیا گیا ہے۔ اس ایپ سے فیلڈ سطح کے کارکنوں کو فائدہ ہوگا۔ نمونہ جمع کرتے وقت فیلڈ سے نمونہ رجسٹریشن تفصیل قید کرنے میں یہ موبائل ایپ خودکار طریقے سے جی آئی ایس کوآرڈینیشن کو قید کرتا ہے اور اس مقام کی نشاندہی کرتا ہے جہاں سے فیلڈ سطح کے کارکنوں کے ذریعے مٹی کا نمونہ لیا جاتا ہے۔ یہ ایپ قومی زرعی ترقیاتی منصوبے کے لئے تیار کئے گئے دیگر جیو ٹیگنگ ایپ کی طرح کام کرتا ہے۔ ایپ میں کسانوں کے نام، آدھار کارڈ نمبر، موبائل نمبر، جنس، پتہ، فصل کی تفصیل وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ مسٹر رادھا موہن سنگھ نے کہا کہ مٹی صحت کارڈ کسانوں کو مٹی کے غذائی عناصر سے متعلق صورتحال کے بارے میں جانکاری دیتا ہے اور ساتھ ہی مٹی کی صحت و زرخیزی میں سدھار لانے کیلئے مناسب مقدار میں استعمال کئے جانے والے غذائیت بخش عناصر کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہر دو سال پر مٹی کی صورتحال کا تجزیہ کیا جاتا ہے تاکہ غذائی عناصر کی کمی کا پتہ لگایا جاسکے اور اس میں سدھار کیا جاسکے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ غیر متوازن کھادوں کے استعمال کے سبب بھی کھیت کی مٹی خراب ہو جاتی ہے اور اس کی پیداواری صلاحیت کم ہونے لگتی ہے۔ مرکزی وزیر زراعت نے اس موقع پر جانکاری دی کہ پہلے مرحلے (2015 سے 2017) میں ابھی تک 10 کروڑ مٹی صحت کارڈ (سوئل ہیلتھ کارڈ) تقسیم کئے گئے ہیں۔ وزارت زراعت کا ہدف دسمبر 2017 کے آخر تک سبھی 12 کروڑ کسانوں کو صحت مٹی کارڈ دینا ہے۔ اس اسکیم کا دوسرا مرحلہ یکم مئی 2017 سے شروع ہوا اور یہ سال 2017 سے 2019 کیلئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر دو سال کے بعد جدید کاری کے کام کا یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ مرکزی وزیر زراعت نے کہا کہ مٹی صحت کارڈ کی اہم خصوصیات میں، نمونے جمع کرنا اور تجربہ گاہ میں جانچ کیلئے یکساں نقطہ نظر اپنانا، ملک میں ساری زمین کو کور کرنا اور ہر دو سال میں مٹی صحت کارڈ جاری کرنا شامل ہیں۔ یہ اسکیم ریاستی حکومتوں کے تعاون سے چل رہی ہے۔ مٹی میں ہونیوالی تبدیلیوں کی نگرانی کرنے اور ان کا موازنہ گذشتہ برسوں سے کرنے کیلئے ایک مخصوص ڈاٹا بیس تیار کرنے کے واسطے جی پی ایس پر مبنی مٹی کا نمونہ جمع کرنے کو لازم بنا دیا گیا ہے۔ مسٹر سنگھ نے مزید بتایا کہ نمونوں کے آن لائن اندراج اور جانچ کے نتائج کو مٹی صحت کارڈ کے قومی پورٹل پر اپلوڈ کیا جاتا ہے۔ جانچ کے نتائج کی بنیاد پر اس سسٹم کے ذریعے خودکار طریقے سے سفارشات کی گنتی کر لی جاتی ہے۔ مسٹر رادھا موہن سنگھ نے کہا کہ مٹی صحت کارڈ چودہ مقامی زبانوں میں تیار کیا جاتا ہے اور کسانوں کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ مقامی بولی میں مٹی صحت کارڈ تیار کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اب مٹی صحت کارڈ کمایونی، گڑھوالی، کھاسی، گارو جیسی مقامی بولیوں میں بھی تیار کئے جاسکتے ہیں۔ مسٹر سنگھ نے کہا کہ کارڈ میں دی گئی صلاح کے مطابق کسانوں کو اپنے کھیتوں میں تغذیہ بخش عناصر کا استعمال کرنا چاہئے۔ اس سے کھیتی کی لاگت میں کمی آئے گی اور پیداوار نیز کسانوں کی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ مسٹر رادھا موہن سنگھ نے بتایا کہ مٹی صحت کارڈ پورٹل کو اب مربوط کھاد بندوبست نظام (آئی ایف ایم ایس) سے جوڑ دیا گیا ہے اور مٹی صحت کارڈ کی سفارش کے مطابق کھادوں کی تقسیم کا کام تجرباتی بنیاد پر 16 اضلاع میں شروع کر دیا گیا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ عالمی یوم مٹی کے موقع پر مٹی کی صحت کے بارے میں بیداری پیدا کرنے کیلئے ریاستی سطح پر سبھی اضلاع میں پروگراموں کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ ہریانہ میں مٹی صحت کارڈ کی پیش رفت کے بارے میں مرکزی وزیر زراعت نے بتایا کہ پہلے مرحلے میں 43 اعشاریہ چھ لاکھ کسانوں کو مٹی صحت کارڈ دیا جانا تھا جس کے تحت 28 اعشاریہ نو آٹھ کسانوں کے درمیان مٹی صحت کارڈ کی تقسیم کی جا چکی ہے۔ باقی کارڈ تقسیم کئے جارہے ہیں۔ مٹی صحت کارڈ اسکیم کی تشہیر کیلئے مختلف اقدامات ریاستی حکومتوں اور آئی سی اے آر، اس سے ملحق اداروں اور کرشی وگیان کیندروں کے ذریعے کئے جارہے ہیں۔

☆☆☆

چرن سنگھ اور شیوا کمارا ریڈی کیط

مالیاتی شمولیت میں بینکوں کا کردار

تجارتی بینکوں، خاص طور پر پبلک سیکٹر کے بینکوں نے ملک میں، خاص طور پر دیہی اور نیم شہری علاقوں میں مالی شمولیت کو بڑھانے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ بینکوں کی کامیاب توسیع اب دوسری مالیاتی مصنوعات جیسے انشورنس کی مصنوعات اور پنشن فنڈز کے بنیادی ڈھانچے کو فائدہ پہنچانے کے لئے استعمال کی جا رہی ہے۔

مالی شمولیت مناسب مالیاتی مصنوعات اور خدمات کو سماج کے سبھی طبقات کے لیے عمومی طور پر اور خاص گروپوں کے لیے خصوصی طور پر، مناسب اور شفاف انداز میں، کم قیمت پر، منظّم، اصل دھارے کے ادارہ جاتی شراکت داروں کے ذریعے دستیاب کرانے کو یقینی بنانے کا ایک طریقہ ہے۔(بھارت سرکار 2008) مالی شمولیت کا مقصد عام لوگوں بالخصوص غریبوں کی زندگی کو بینکنگ فنانس تک رسائی فراہم کرکے اور انہیں مستحکم آمدنی پیدا کرنے کے قابل بنا کر ان کی زندگیوں کو تبدیل کرنا ہے۔(ریڈی 2017)

دراصل، عام عقائد کے برعکس، تاریخی طور پر، بھارت مالی شمولیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹیز ایکٹ، 1904 نے بھارت میں تعاون کی تحریک (رائے، 2011) کو انگیز کیا ہے۔

کوآپریٹو بینکوں کا مقصد بینکنگ کی سہولتوں کو بڑھانے بنیادی طور پر پیسے دہندہ کے مقابلے میں آسان شرائط پر کریڈٹ کی دستیابی کے لئے تھا۔ بھارت میں، مالی شمولیت کا اظہار واضح طور پر 1955 میں اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے نیشنلائزیشن کے ساتھ شروع ہوا۔ 1967 میں، سماجی بینکنگ پر بحث شروع ہوئی اور اس کے نتیجے میں 1969 میں 14 نجی شعبے کے بینکوں کو نیشنلائزڈ کیا گیا۔ ترجیحی شعبے کے قرضے کا تصور 1974 تک اہم بن گیا جس میں غیر بینک شعبوں کو قرض دینے کی ہدایت دی گئی، اور 1980 میں، مزید آٹھ نجی بینکوں کو دیہی علاقوں میں بینکنگ کی سہولیات بڑھانے اور معاشرے کے غریب طبقات کے لئے نیشنلائز کیا گیا۔ اس کے بعد سے، ترقی کے عمل کو تیز کرنے کے لئے بینک قرض دینے پر کافی توجہ دی گئی، خاص طور پر معیشت کے ترجیحی شعبوں میں جس کو پہلے کافی توجہ نہیں ملی تھی۔

ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) اور نیشنل بینک برائے زراعت اور دیہی ترقی (نابارڈ) نے ملک بھر میں بینکوں کو بڑھانے میں مستحکم کوششیں بھی کی ہیں جن کے تحت مائکروفینانس کے اقدامات، اور کاروباری نمائندوں (بی سی) کا آغاز کیا گیا۔ دیگر اقدامات میں علاقائی دیہی بینکوں (1975) کی تشکیل، سروس علاقے کے نقطہ نظر کا انتخاب (1989) اور خود کار مدد گروپ بینک سے متعلق پروگرام (1989، 1990) بھی شامل ہیں۔

حالیہ برسوں میں، خاص طور پر نومبر 2005 کے بعد سے، اپنے گاہکوں کی ضروریات کو جاننے سے متعلق ضابطوں کو آسان بنا کر اور 'no-frills' اکاؤنٹ کو متعارف کرا کے آر بی آئی نے، مالی شمولیت کو یقینی بنانے کے لئے خصوصی کوششیں کی۔ مالیاتی فنڈز پر آر بی آئی کی

مصنف آئی آئی ایم بنگلور میں فل ٹائم وزیٹنگ فیکلٹی ہیں۔
charansingh@iimb.ac.in
آئی آئی ایم بنگلور میں تجزیہ کار ہیں۔
shivakumara.reddy@iimb.ac.in

محتاط پالیسی ایکویٹی اور کارکردگی کے درمیان توازن کے ساتھ ہی ساتھ ان کے قرضوں کی اہلیت پر غور کرتے ہوئے بینکوں کے مالیاتی صحت کو یقینی بنانا ہے۔ آر بی آئی نے بینک کے زیر اہتمام ایک نقطہ نظر کو اپنایا اور دور دراز مقامات میں بینکوں کے ذریعے استعمال کرنے کے لئے ہاتھ سے چلائے جانے والے آلات جیسی تکنیکی ایجادات کی حوصلہ افزائی کی۔

بینکنگ کی رسائی محدود تھی: بھارت میں اقتصادی منظرنامے کو تبدیل کرنے والے مالیاتی شمولیت کے مختلف اقدامات کے باوجود بینکنگ کی رسائی محدود تھی۔ اب بھی غربت، کم آمدنی کی سطح اور بینک کی شاخوں سے فاصلہ جو کمزور گروپوں کو باقاعدگی سے بینکنگ کے نظام تک رسائی حاصل کرنے سے روک دیتے تھے ، ایسے اہم عوامل موجود تھے۔ مردم شماری 2011 کے مطابق، بھارت میں صرف 58.7 فیصد گھروں اور صرف 54.4 فیصد دیہی علاقوں میں باضابطہ بینکنگ خدمات تک رسائی حاصل تھی۔ (ٹیبل 1)

بھارت میں بینکنگ کی توسیع اور قرض دہندہ کا کردار: حکومت اور آر بی آئی کی جانب سے کی جانے والی کوششوں کے نتیجے میں شاخ کی توسیع کی گئی لیکن قرض دہندہ ایک اہم کردار ادا کرتا رہا۔ 1935 میں آر بی آئی کے قیام کے موقع پر بھارت میں بینکنگ دفاتر کی تعداد 946 تھی۔ مارچ 1969 میں، جب بینکوں کو نیشنلائز کر دیا گیا اس وقت 8262 دفاتر میں سے صرف 1833 دیہی اور 3342 نیم شہری دفاتر تھے۔ ان میں سے، امپیریل بینک کی 160 شاخیں، 98 ایکسچینج بینک اور 688 بھارتی مشترکہ اسٹاک بینک تھے۔ یعنی 3 لاکھ آبادی کے لیے ایک بینک شاخ تھی۔ اس صورتحال میں قرض دہندہ کافی کاروبار کر رہا تھا اور دیہی علاقوں میں بینکوں کے نیشنلائزڈ کیے جانے کے بعد بھی اہم کردار ادا کرتا رہا، کیونکہ بینک شاخیں چند تھیں، اور بہت دور واقع تھیں۔ شاخوں کے نیٹ ورک کا پھیلاؤ وسیع تھا لیکن بینکنگ کی رسائی کو بڑھانے اور کریڈٹ بڑھانے کے لئے حکومت کی

چارٹ 1: ادارہ جاتی اور غیر ادارہ جاتی دیہی کریڈٹ

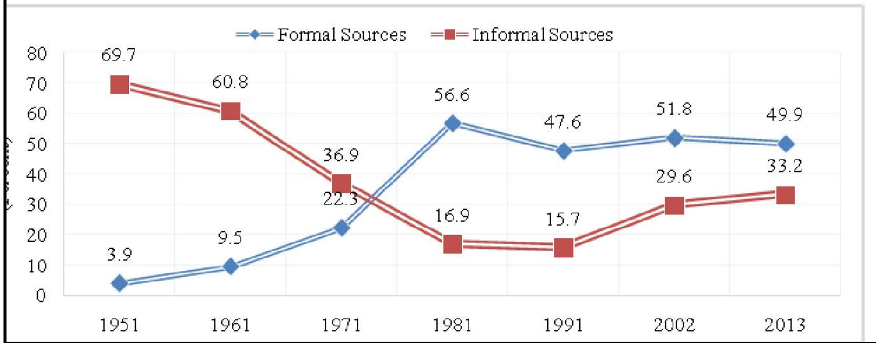

کوششوں کے باوجود، دیہی کریڈٹ میں پیشہ ورانہ قرضہ داروں کا حصہ 1991 سے بڑھنا شروع ہوا (چارٹ 1)

حکومت کی جانب سے خصوصی کوشش: وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالنے کے بعد 15 اگست، 2014 کو لال قلعے سے پہلی تقریر میں، وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ ہر گھر میں ایک بینکنگ اکاؤنٹ کو یقینی بنانے کے لئے مستحکم کوششوں کی ضرورت ہے۔ پردھان منتری جن دھن یوجنا (PMJDY) جس میں ہر گھر کے لئے کم سے کم ایک بنیادی بینکنگ اکاؤنٹ کے ساتھ بینکوں کی سہولتوں کی عالمگیر رسائی فراہم کی جاتی ہے، بینکنگ کی خدمات کا فائدہ پانے والے گھروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے حکومت کی کوشش کو مضبوط کرتی ہے۔ چھ دسمبر 2017 تک مجموعی طور پر 30.7 کروڑ اکاؤنٹس اس اسکیم کے تحت کھولے گئے ہیں جس میں سے 18.1 کروڑ دیہی علاقوں میں اور شہری علاقوں میں 12.7 کروڑ اکاؤنٹ شامل ہیں۔ Rupay کارڈوں کی تعداد بھی 23.1 کروڑ تک بڑھ گئی ہے۔ ترقی متاثر کن رہی ہے، اس بات کو دھیان میں رکھتے ہوئے کہ تجارتی بینکوں میں جمع کی گئی کل رقم 6 دسمبر 2017 تک 69,841.2 کروڑ تھی۔ (ٹیبل 2)

دیہی علاقوں میں شاخ نیٹ ورک میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اگرچہ شہری اور میٹروپولیٹن علاقوں میں ترقی کی شرح اس سے زیادہ تھی۔ (ٹیبل 3) 2015 میں، نیشنلائزڈ بینکوں، اور ایس بی آئی اور اس کے معاون بینکوں کی موجودگی دیہی علاقوں میں سب سے زیادہ تھی۔ (ٹیبل 4)

پبلک سیکٹر کے بینک روایتی طور پر سماجی بینکنگ میں مصروف ہوتے ہیں انہوں نے غیر بینک والے علاقے میں بینکوں کی خدمات کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے لیکن نجی بینکوں کا حصہ، اکاؤنٹس کی تعداد اور رقم دونوں کے لحاظ سے گزشتہ دہائی سے نمایاں طور پر بڑھ رہا

ٹیبل 1: بینکنگ خدمات کا فائدہ اٹھانے والے گھر (گھر کروڑ میں)

گھر	گھروں کی تعداد	بنک خدمات سے فائدہ اٹھانے والے گھر	فی صد	گھروں کی تعداد	فی صد	بینک خدمات سے فائدہ اٹھانے والے گھر
دیہی	13.8	4.2	30.1	16.8	9.1	54.4
شہری	5.4	2.7	49.5	7.9	5.3	67.8
میزان	19.2	6.8	35.5	24.7	14.5	58.7

ہے۔(ٹیبل 5) کچھ بینکوں کو انسٹی ٹیوشنل میموری سے فائدہ حاصل ہوا کیونکہ وہ پہلے چھوٹے پیمانے پر، شہد علاقوں میں۔(ٹیبل 6) مشرق اور شمال مشرق خطے میں شہری علاقوں میں کریڈٹ میں اہم اضافہ بھی ہوا ہے۔ شاخ میں داخل نہیں ہوئے ہیں اور بی سی چینل نے ان کو بینکنگ کی ثقافت کو فروغ دینے کے عمل سے متعارف کرایا۔

ٹیبل۔2۔پردھان منتری جن دھن یوجنا کی صورت حال(6دسمبر 2017تک)

(کروڑ میں)

بینک نام/قسم	صارفین کی تعداد: دیہی	شہری	کل	اکاؤنٹس میں جمع روپے	صارفین کو جاری کیے گئے
پبلک سیکٹر بینک	13.3	11.5	24.8	55646.6	18.6
علاقائی دیہی بینک	4.2	0.8	4.9	12033.9	3.6
نجی سیکٹر بینک	0.6	0.4	1.0	2160.6	0.9
مجموعی کل	18.1	12.7	30.7	69841.2	23.1

ماخذ: GoI - https://pmjdy.gov.in/account

ڈپازٹ یا جیون ندھی منصوبوں کو چلا رہے تھے جو حالیہ برسوں میں no-frill یا بنیادی بچت اکاؤنٹس میں تبدیل ہوئے ہیں۔

تجارتی بینکوں نے شمالی خطے میں کریڈٹ بڑھانے میں خاص کردار ادا کیا ہے، خاص طور پر دیہی اور نیم شہری

کریڈٹ بڑھانے میں اختراع: غیر بینک والی آبادی کے لئے بینکنگ کی خدمات کو بڑھانے کے لئے، تجارتی بینکوں نے موبائل وین، بینکنگ کیوسک اور بی سیز جیسے متبادل تلاش کیے۔ غیر بینک شدہ گاہکوں کی ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو کبھی بینک

بی سی کے ساتھ بینکنگ اس جگہ پر جو ان کے کاروبار کی جگہ یا رہائش گاہ کے قریب تھی صرف بینکنگ کی سہولت نہیں تھی بلکہ اس نے بینکنگ کے کاروبار میں کافی بچت کی پیشکش بھی کی۔ گاہکوں کے ٹرانزیکشن کے لئے ایک شاخ کا دورہ کرنے کے لئے نقل وحمل کی لاگت اور وقت/اجرت کی بچت ہوئی۔ دیہی علاقوں میں یہ بچت اکثر کافی ہوتی ہے کیونکہ ایک برانچ کا دورہ کرنے میں اسے کم سے کم دو سے چھ گھنٹے لگتے ہیں اور ایسے میں اسے دیگر کاموں سے چھٹی لینی ہوتی ہے۔ بی سی کیساتھ بینکنگ کے آؤٹ لیٹس، بیشتر دور دراز علاقوں میں یا جھگیوں کے درمیان قائم کئے گئے ہیں، جہاں بینکنگ کی رسائی کم یا موجود نہیں ہے۔ اس کے مطابق، تجارتی

ٹیبل3۔آبادی گروپ کے لحاظ سے بینک شاخوں کی تعداد

سال	دیہی	نیم شہری	شہری	میٹروپولیٹن	کل
1969	1833	3342	1584	1503	8262
1979	13337	7889	5037	3939	30202
1989	33014	11166	7524	5995	57699
1999	32857	14168	9898	8016	64939
2009	30943	19282	15356	14288	79869
2017	48806	38201	24574	26478	138059

Note: Data exclude 'administrative Offices'.

ماخذ: RBI, Handbook of Statistics on Indian Economy.

ٹیبل4۔بینک گروپ 2015 کے لحاظ سے بینک شاخوں کی تعداد

بینکوں کی قسم	دیہی	نیم شہری	شہری	میٹروپولیٹن	کل
ایس بی آئی اور معاون	8029	6593	4304	3622	22548
نیشنلائزڈ بینک	21605	16956	13083	11703	63347
علاقائی دیہی بینک	14613	3748	1071	228	19660
کل سیکٹر بینک	4302	6457	4521	4698	19978
غیر ملکی بینک	8	12	57	247	324
کل ہند	48557	33766	23036	20498	125857

بینک بالخصوص بی سی کے ذریعے بینکنگ تقریباً 6 لاکھ گاؤں تک بینکنگ کی خدمات کو بڑھانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ مالیاتی شمولیت کی پیشرفت ہوئی ہے اور وہ مارچ 2010 کے 33378 سے مارچ 2017 میں 50860 تک ہو گئی ہے، جبکہ بی سی کے ساتھ، 34316 سے 547233 تک کا اضافہ ہوا ہے۔ کاروباری تبدیلی کے ساتھ ساتھ اکاؤنٹس کی تعداد گزشتہ سات سال میں بڑھ گئی ہے۔ (ٹیبل 8) بی سی کے بنیادی بچت اکاؤنٹ میں جمع کردہ رقم میں تقریباً 26 گنا اضافہ ہوا ہے جبکہ شاخوں کے ذریعے اس مدت میں 15 گنا اضافہ ہوا ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے ٹرانزیکشن رقم میں اس مدت میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہوا۔ آخر میں PMJDY کے حوصلہ افزائی کے نتائج واضح ہیں۔ بنیادی بچت اکاؤنٹ میں رقم اور ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے ٹرانزیکشن میں 2014 کے بعد کافی اضافہ ہوا ہے۔

منتخب مسائل اور تجاویز: مالی شمولیت کو حاصل کرنے کے لئے کچھ ابھرتے ہوئے خلا کی جانچ پڑتال کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلے، معذوروں کے لئے مالی شمولیت کو بڑھانے کی ضرورت ہے، ان کے ساتھ ہی ان بزرگوں کے لیے بھی جو چلنے پھرنے، دیکھنے اور سننے سے محروم ہیں۔ آر بی آئی کی تمام قسم کے معذوروں تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بینکوں کو دی جانے والی ہدایت میں کچھ اے ٹی ایمز اور بینک شاخوں کو معذور دوست بنانے کے ساتھ ہی قابل ذکر پیش رفت نہیں کر سکتی۔

ٹیبل5۔بینک گروپ وار شیڈولڈ کمرشیل بینکوں کی بقایا کریڈٹ
(اکاؤنٹس ملین ملین میں اور رقم بلین روپے میں)

	1996 مارچ		2016 مارچ	
	اکاؤنٹ کی تعداد	بقایا رقم	اکاؤنٹس کی تعداد	بقایا رقم
ایس بی آئی اور معاون بینک	14.2	742	26.8	16113
نیشنلائز بینک	25.7	1300	56.4	35146
آر آر بی	13.1	73	23.4	2068
نجی سیکٹر کے بینک*	2.4	202	50.3	18129
غیر ملکی بینک	1.2	229	5.5	3770
تمام بینک	56.7	2547	162.4	75226

مالی شمولیت کے زیادہ توسیع امکان ہیں لیکن تکنیکی مسائل جیسے بار بار مشینوں کا خراب ہونا اور رابطے کی کمی کی وجہ سے، غیر رسمی بینکنگ کی طرف سے صارفین کے اعتماد پر منفی اثر پڑتا ہے۔ ہاتھ سے چلائے جانے والے آلات کے ساتھ مسائل مالی شمولیت میں مسلسل رخنہ ڈال رہے ہیں۔ یہاں بائیومیٹرک اور کثیر زبانوں والے ہاتھ سے چلنے والے آلات جیسی سہولیات کی ضرورت ہے جو کہ دیہی عوام کو اعتماد فراہم کر سکیں۔ تکنیکی ایجادات جیسے مربوط مشینیں جو نقد رقم نکالنے اور رقم جمع کرنے کی اہل ہیں؛ دستاویزات کی اسکیننگ کی سہولت، نئے اکاؤنٹ کھولنے اور قرض کی ادائیگیوں کی سہولت فراہم کرنے کے لئے؛ اور دستیاب سہولیات کے لئے آڈیو میں وضاحت؛ جیسی سہولیات بینکنگ کی رسائی بڑھانے میں مدد کر سکتی ہیں۔

مالی شمولیت کے تحت پیش کردہ آلات کو بھی توجہ کی ضرورت ہے۔ دیہی بھارت میں رہنے والے لوگوں کے سماجی اور معاشی پس منظر میں اہم فرق ہے اور اس وجہ سے غیر بینک والی آبادی کے مختلف حصوں کے لئے تیار مالیاتی منصوبوں میں لچک کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر، تجارتی بینکوں کی طرف سے پیش کردہ معیاری آلات معاشرے کے تنخواہ والے طبقے کے لئے تیار کیے گئے ہیں جیسے ریکرنگ ڈپوزٹ اسکیمز۔ اسے زرعی پیداوار پر مبنی آمدنی کے پیٹرن پر بھی منحصر کرنے کی ضرورت ہے۔

ٹیبل6۔تجارتی بینکوں کے بقایا کریڈٹ (ارب روپے)

	1996	2016						
	دیہی	نیم شہری	شہری	میٹروپولیٹن	دیہی	نیم شہری	شہری	میٹرو
شمالی علاقہ	77	53	85	261	1774	1990	2964	10502
شمال مشرقی علاقہ	12	8	8	-	181	252	220	-
مشرقی علاقہ	59	37	46	116	866	714	1351	2837
مرکزی علاقہ	66	58	71	47	1352	1226	2231	1708
مغربی علاقہ	64	57	60	646	913	1368	1414	20703
جنوبی علاقہ	109	155	172	278	2270	3813	4784	9789
کل ہند	386	369	444	1348	7358	9363	12966	45540

ٹیبل7: زرعی کریڈٹ کے لئے اہداف اور حصولیابیاں(ارب روپے)

سال	کمرشیل بینک		کوآپریٹو بینک		آر آر بی ایس		کل	
	ہدف	حصولیابی	ہدف	حصولیابی	ہدف	حصولیابی	ہدف	حصولیابی
2013-14	4,750	5,090	1,250	1,199	1,000	827	7,000	7,116
2016-17*	6,250	7,998	1,500	1,428	1,250	1,232	9,000	10,658

ٹیبل 8 بینکوں کی طرف سے مالیاتی شمولیت میں پیش رفت

(ختم ہونے والا مالی سال) رقم (ارب روپے میں)

سال	بی ایس بی ڈی اے شاخیں	او ڈی بی سیز	کے سی سی ایسیز	جی سی سیز	آئی سی ٹی	
2010	44	11	0.1	1,240	35	7
2014	273	39	16	3,684	1,097	524
2017	691	285	17	5,805	2,117	2,652
حجم (ملین)						
سال	بی ایس بی ڈی اے شاخیں	او ڈی بی سیز	کے سی سی ایسیز	جی سی سیز	آئی سی ٹی	
2010	60	13	0.2	24	1	27
2014	126	117	6	40	7	329
2017	254	280	9	46	13	1,159

نوٹ: بی ایس بی ڈی – بنیادی بچت بینک ڈپوزٹ اکاؤنٹ، او ڈی – اوور ڈرافت، کے سی سی – کسان کریڈٹ کارڈ، جی سی سی – جنرل کریڈٹ کارڈ، بی سی – کاروباری کراسپنڈنٹ، آئی سی ٹی – انفارمیشن اور مواصلاتی ٹیکنالوجی۔

پیسے بینکوں میں لائیں۔ مالی خواندگی کو بڑھانے کے لئے کچھ بینکوں نے کئی اقدامات کیے ہیں جیسے کالج کی سطح پر کوئز مسابقہ، مزاحیہ کتابوں کی تیاری، جادو کا شو وغیرہ۔ غیر بینک والوں کے درمیان مالی خواندگی کو بڑھانے کے لئے وہاں معیاری ادب / مواد کی ضرورت ہے۔

خاتمہ: الغرض، تجارتی بینکوں، خاص طور پر پبلک سیکٹر کے بینکوں نے ملک میں، خاص طور پر دیہی اور نیم شہری علاقوں میں مالی شمولیت کو بڑھانے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ بینکوں کی کامیاب توسیع اب دوسری مالیاتی مصنوعات جیسے انشورنس کی مصنوعات اور پنشن فنڈز کے بنیادی ڈھانچے کو فائدہ پہنچانے کے لئے استعمال کی جا رہی ہے۔

☆☆☆

مالی شمولیت کے بارے میں پیش رفت کی نگرانی کرنے کے لئے ایک خاص مالیاتی ادارے کو ذمہ داری کی تفویض کی ضرورت ہے۔ نیشنل بینک برائے زراعت اور دیہی ترقی، شاید سب سے مناسب ادارہ ہے جو دیہی علاقوں میں اپنی معلومات کا استعمال کر کے مالی شمولیت کی ترقی کو مزید آگے بڑھانے کے لئے جوابدہ ہو سکتا ہے۔

مالی خواندگی ایک مسلسل چیلنج ہے اور اس وجہ سے، بینکر معاشرے کے بڑے حصوں بنیادی طور پر گاؤں تک پہنچنے کے لئے مختلف حکمت عملی اختیار کر رہے ہیں۔ صارفین کے ساتھ، خاص طور پر دیہی عوام کے ساتھ تعلقات قائم کرنا ضروری ہے اس سے پہلے کہ وہ اپنے

روی شنکر پرساد نے پہلے نیشنل انفارمیٹکس سینٹر این آئی سی – سی ای آر ٹی کا آغاز کیا

☆ قانون اور انصاف اور الیکٹرانکس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے مرکزی وزیر جناب روی شنکر پرساد نے الیکٹرانکس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی وزارت کے نیشنل انفارمیٹکس سینٹر این آئی سی سی ای آر ٹی کا افتتاح کیا۔ افتتاح کے دوران وزیر موصوف نے کہا کہ اپنے ڈیجیٹل انڈیا اقدامات کے حصے کے طور پر حکومت نے اپنی بہت سی خدمات آن لائن شروع کی ہیں۔ حالانکہ ان چیزوں نے شہریوں تک خدمات کی رسائی کو آسان بنا دیا ہے تاہم اس نے ان خطرات بھی ظاہر کر دیا ہے جو سائبر اسپیس کا فطری نتیجہ ہیں۔ انھوں نے کہا کہ حال ہی میں سائبر کے حملوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے، جو ڈاٹا کی چوری کے خدشات کی وجہ سے ہے، جس کی وجہ سے حکومت کو ڈاٹا کے تحفظ سے متعلق قانون کا مسودہ بنانا پڑا ہے۔ انھوں نے کہا کہ این آئی سی کافی لمبے وقت سے سرکاری سائبر اسپیس کا تحفظ کرنے کا غیر معمولی کام انجام دے رہی ہے اور یہ سینٹر قائم کر کے انھوں نے اپنے تجربے اور مہارت کو اگلے سطح تک پہنچا دیا ہے۔

اندیوجل دھسمانا

کاروباری ادارے دیوالیہ پن کا مسئلہ حل کرنے کے نئے دور میں داخل

دیوالیہ پن کے معاملات میں جھگڑے والے مسائل سامنے آتے رہیں گے لیکن کمپنیوں کے لئے باہر نکلنے یا خود سے تشکیل نو کرنے کا معاملہ آسان بنانے کے تجربے سے ہندوستان میں کاروبار کرنا آسا ہوجائے گا۔ تاہم یہ خیال رکھنا ہوگا کہ کاروبار کرنے کے سلسلے میں اس عمل کو کمپنیوں کے لئے قدرے تھکادینے والا بنانے کی غرض سے یہ عمل طویل نہ ہوجائے ۔

عالمی بینک کے ذریعے جاری کردہ 2018 کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان نے کاروبار کرنے کی آسانی کے سلسلے میں اپنا مقام بہتر بنالیا ہے اور اب وہ 30 مقام اوپر اٹھ کر سوویں مقام پر پہنچ گیا ہے۔ اس کے لئے پیش کردہ وجوہات میں سے ایک وجہ دیوالیہ پن کا مسئلہ حل کرنے کے سلسلے میں اس کی کارکردگی تھی۔ اگرچہ وہ اس پیمانے پر اب بھی 103ویں مقام پر ہے لیکن 2017 کی رپورٹ میں 136ویں مقام کے مقابلے میں یہ کہیں بہتر ہے۔ اس کے علاوہ ہماری معیشت گزشتہ برسوں میں اس محاذ پر سست رفتار چل رہی تھی۔ مثال کے طور پر 2016 کی رپورٹ میں اس کا مقام 136 واں اور 2015 کی رپورٹ میں 137واں تھا۔

یہ بہتری بنیادی طور پر 2016 میں ایک ضابطہ کار یعنی ہندوستان میں دیوالیہ پن سے متعلق بورڈ (آئی بی آئی) کے ساتھ حکومت کے ذریعے دیوالیہ پن سے متعلق ضابطہ (آئی بی سی) نافذ کرنے کے بعد دیکھنے میں آئی تھی۔ یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ افراد اور ساجھے داریوں کے لئے دیوالیہ پن سے متعلق ضوابط کا ابھی اعلان کیا جانا باقی ہے کیوں کہ قواعد وضع نہیں ہوئے ہیں۔ دیوالیہ پن اس وقت ہوتا ہے جب ایک فرد یا تنظیم اپنے قرض دہندہ کو اپنے مالی واجبات ادا نہیں کرسکتی ہے، دیوالیہ پن کے مسئلے سے قرض کی تشکیل نو کے ذریعے نمٹا جاسکتا ہے یا اگر یہ مسئلہ اس طرح سے حل نہیں ہوتا ہے تو دیوالیہ ہوگئے فرد یا تنظیم کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے، متعلقہ کمپنی کی تشکیل نو کی جاتی ہے یا پھر قرض ادا کرنے کے لئے اس کے اثاثے فروخت کئے جاتے ہیں۔

کاروبار کرنے کی آسانی کے سلسلے میں داخلے اور نکاسی کے لئے بخوبی توضیح کردہ اور مقررہ مدتی معیارات کو کلید سمجھا جاتا ہے۔ اس ضابطے نے کاروباروں کی نکاسی یا تشکیل نو کے سلسلے میں اس خلا کو پر کیا ہے جو ملک میں تھی۔

مذکورہ قانون وضع کئے جانے سے پہلے دیوالیہ پن کا مسئلہ حل کرنے کے سلسلے میں لگنے والا وقت کافی طویل تھا۔ ابتدائی طور سے دیوالیہ پن کا مسئلہ حل کرنے سے متعلق مختلف قوانین کے اوور لیپنگ دائرہ کار کی وجہ سے پیسے کی وصولی کے لئے مقدمات زیر التوا تھے۔ اس ضابطے سے پہلے تقریباً 12 قوانین تھے، جن میں ٹھیکوں سے متعلق قانون، بینکوں اور مالی اداروں کے لئے واجب الادا قرضوں کی وصولی سے متعلق قانون، مالی اثاثوں کی سیکورٹی کاری اور تشکیل نو نیز سیکورٹی سود کے نفاذ سے متعلق قانون بھی شامل ہیں۔ ان قوانین کے وہ نتائج

مضمون نگار بزنس اسٹینڈر میں معاشیاتی امور کے ایڈیٹر ہیں۔
indivjal@gmail.com

برآمد نہیں ہوئے ہیں جو مطلوبہ تھے۔ اس کے علاوہ خستہ حال صنعتی کمپنیوں (خصوصی اہتمام) سے متعلق قانون نیز کمپنیوں سے متعلق قانون 1956 کی دفعات ختم کرنا بھی زیادہ موثر ثابت نہیں ہوا تھا۔

انفرادی دیوالیے پن سے متعلق قوانین مثلاً پریزیڈنسی ٹاؤنس دیوالیہ پن قانون اور صوبائی دیوالیہ پن سے متعلق قانون تقریباً ایک صدی پرانے ہیں جو بالترتیب 1909 اور 1920 میں وضع کئے گئے ہیں۔ یہ قوانین اب بھی اس ضابطے کی دفعہ 243 کے طور پر قوانین ہیں جس میں ان قوانین کی منسوخی کے لئے اہتمام کا اعلان نہیں کیا گیا ہے نیز جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، افراد اور ساجھے داریوں کے لئے دیوالیہ پن سے متعلق قواعد کا ابھی نافذ کیا جانا باقی ہے۔

کمپنی قانون سے متعلق قومی ٹریبونل (این سی ایل ٹی) کمپنیوں کے لئے دیوالیہ پن کے حل کے سلسلے میں فیصلہ کرتا ہے۔ قرض کی وصولی سے متعلق ٹریبونل (ڈی آر ٹی) افراد کے لئے دیوالیہ پن کے حل کے سلسلے میں فیصلہ کرتا ہے۔

یہ ضابطہ کمپنیوں کے دیوالیہ پن کے حل کے لئے مقررہ مدتی عمل فراہم کرتا ہے۔ اگر عدم ادائیگی ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہے تو قرض دہندہ دیوالیہ پن کے حل کا عمل شروع کرسکتا ہے نیز این سی ایل ٹی کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے۔

یہ ضابطہ حل کرنے سے متعلق پہلے والے نظاموں سے کافی مختلف ہے کیوں کہ یہ قرض دہندہ کی ذمہ داری کارپوریٹ قرض دار کے خلاف دیوالیہ پن کے حل کا عمل شروع کرنے کی طرف منتقل کرتا ہے۔ پہلے والے نظام کے تحت قرض دار ہی ابتدائی طور سے حل کا عمل شروع کرسکتا تھا جب کہ قرض دہندہ کو واجبات کی وصولی کے لئے علاحدہ سے کارروائیاں کرنی ہوتی تھی لیکن کارپوریٹ قرض دار بھی دیوالیے پن کے لئے معاملہ داخل کرسکتا ہے۔

این سی ایل ٹی کے ذریعے ایک معاملہ داخل کئے جانے کے بعد حل کے عمل کو 180 دنوں کے اندر مکمل کیا جانا ہوگا جو مزید 90 دنوں کے لئے قابل توسیع ہے۔

تاہم 90 دنوں میں اسے مکمل کرنے کے لئے حل کا تیز رفتار عمل کا اہتمام بھی ہے جس میں مزید 90 دنوں کے لئے قابل توسیع ہے۔

تاہم 90 دنوں میں اسے مکمل کرنے کے لئے حل کا تیز رفتار عمل کا اہتمام بھی ہے جس میں مزید 45 دنوں کی توسیع کی جاسکتی ہے لیکن صرف چھوٹی کمپنیاں (50 لاکھ روپے اداشدہ سرمایہ یا دو کروڑ روپے تک کے کاروبار والی نجی کمپنیاں) اور اسٹارٹ اپس اس طریقے کا انتخاب کرسکتے ہیں۔ پچھلے مالی سال میں ایک کروڑ روپے تک کے کل اثاثوں والی ایک غیر فہرست شدہ کمپنی بھی اس طریقہ کا انتخاب کرسکتی ہے۔

حل کے عمل کے دوران قرض دہندگان اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ آیا قرض دار کے کاروبار کی ازسرنو تشکیل نو کی جاسکتی ہے نیز بحالی کے انتخابات کیا ہیں۔ ان دنوں کے دوران قرض دہندگان کے دعووں کو منجمد کیا جائے گا۔ اگر دیوالیے پن کے حل کا عمل ناکام رہتا ہے تو اثاثوں بے باقی کا عمل شروع ہوتا ہے۔

حل کے عمل دیوالیے پن کے لائسنس شدہ پیشہ ور افراد (آئی پی) کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ یہ آئی پی چارٹرڈ اکاؤنٹس یا کمپنی سکریٹریز یا کوسٹ اکاؤنٹنٹس یا وکیلوں کے طور پر یا مینجمنٹ میں کم سے کم دس سال کے تجربے کے حامل ہوتے ہیں۔ انہیں لمیٹڈ دیوالیہ پن امتحان بھی پاس کرنا ہوتا ہے۔ قومی دیوالیہ پن امتحان پاس کرکے کوئی بھی دیگر شخص آئی پی بن سکتا ہے۔

این سی ایل ٹی درخواست قبول کرنے کے 14 دنوں کے اندر آئی بی بی آئی کے ذریعے تصدیق کرنے پر ایک عارضی آئی پی مقرر کرسکتا ہے۔ ایک عارضی آئی پی صرف تیس دنوں کے لئے اس عہدے پر فائز رہتا ہے۔ وہ قرض دار کے اثاثوں اور کمپنی کے کاموں کا کنٹرول اپنے اختیار میں لے لیتا ہے، اطلاعاتی افادیتوں سے قرض دار کی مالی معلومات جمع کرتا ہے۔ وہ قرض دہندگان کی کمیٹی تشکیل دیتا ہے۔ ان قرض دہندگان کو چھوڑ کر تمام قرض دہندگان کمیٹی کا حصہ ہوتے ہیں جو کارپوریٹ قرض دار کے متعلقہ فریق ہیں۔ عملی قرض دہندگان بھی ووٹ دینے کے حق کے بغیر اس کمیٹی کا حصہ ہونے چاہئیں لیکن ان کے مجموعی واجبات کل واجبات کے کم سے کم دس فی صد کے برابر ہونے چاہئیں۔

قرض دہندگان کی میٹنگ اس کی تشکیل کے سات دنوں کے اندر ہوتی ہے نیز 75 فی صد ووٹوں کے ذریعے اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ عارضی آئی پی کو بدلا جائے یا حل سے متعلق پیشہ ور شخص کے طور پر اسے برقرار رکھا جائے۔ اس کے بعد حل سے متعلق پیشہ ور شخص این سی ایل ٹی کے ذریعہ مقرر کیا جاتا ہے۔

یہ ضابطہ بے باقی کے دوران اثاثے تقسیم کرنے کے لئے ترجیح کی ایک درجہ وار ترتیب فراہم کرتا ہے۔ محفوظ کردہ قرض دہندگان کو ان کی متوازی مالیت کی بجائے ان کی تمام بقایا رقم ملے گی جب کہ غیر محفوظ کردہ قرض دہندگان تجارتی قرض دہندگان پر ترجیح کے حامل ہیں نیز سرکاری واجبات غیر محفوظ کردہ قرض دہندگان کے بعد ادا کئے جائیں گے۔

اس سے کچھ مسائل پیدا ہوئے تھے کیوں کہ گھروں کے خریدار اس نظام میں کچھ بلڈروں کو جگہ نہ ملنے کی وجہ سے پریشانیوں کا سامنا کررہے ہیں۔ کچھ احتجاجات کے بعد ضابطہ کارنے گھروں کے خریداروں کو نئے فارم ایف میں اپنے دعوے داخل کرنے کی اجازت دی ہے لیکن وہ اب بھی اس ترجیحی فہرست میں کسی بھی جگہ نہیں ہیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس ضابطے پر عمل درآمد کرنے کے سلسلے میں مسائل سامنے آرہے ہیں۔

مثال کے طور پر اس ضابطے کے تحت کارپوریٹ حل کے سلسلے میں ملک کے پہلے منصوبے کی وجہ سے اس وقت دشواریاں آئی تھیں جب این سی ایل ٹی نے سیز جیز کاسٹنگس کو 900 کروڑ روپے سے زیادہ کے اس کے کل واجبات میں سے اس کے قرض داروں کو 54 کروڑ روپے ادا کرنے کی اجازت دی تھی۔ سیز جیز کاسٹنگس نامی کمپنی سیز جیز ڈورے آٹو موٹیو کمپنی کی مالک ہے جو عالمی کارسازوں کے لئے ایلومینیم کی آمیزش والے پہیئے تیار اور سپلائی کرتی ہے۔

اس کے علاوہ شرائط بہت زیادہ پرکشش تھیں۔ 54 کروڑ روپے میں سے تقریباً 2.0 کروڑ روپے فوری

اور بقیہ رقم پانچ برسوں میں ادا کی جاتی تھی۔ قرض کی اصل رقم 215 کروڑ روپے تھی جب کہ بقیہ 685 کروڑ روپے میں سود، قانونی واجبات اور دیگر قرض داروں کو ادائیگیاں شامل تھیں۔

سیز جیز۔ ڈورے کا معاملہ ان 93000 معاملات میں سے ایک جو صنعتی اور مالی تشکیل نو سے متعلق بورڈ (بی آئی ایف آر) کے زیر غور تھے نیز آئی بی سی کے تحت این سی ایل ٹی کو منتقل کئے گئے تھے۔ یہ اس ضابطے کے تحت این سی ایل ٹی کے پاس داخل کئے گئے پہلے والے معاملات میں سے ایک معاملہ تھا۔

دیوالیہ پن کے عمل میں اس وقت زیادہ زور آیا تھا جب حکومت نے اس سال مئی میں ایک آرڈی نینس مشتہر کیا تھا جس میں ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) کو اس سلسلے میں وسیع اختیارات دیئے گئے تھے کہ وہ ناقابل وصولی قرضوں کی وصولی کے لئے دیوالیے پن کی کارروائیاں شروع کرنے کے سلسلے میں قرض دہندگان کو ہدایات جاری کرے۔ مذکورہ آرڈی نینس کی جگہ بعد میں بینک کاری ضابطے میں ترمیم سے متعلق قانون 2017 نے لی تھی۔

سرکاری شعبے کے بینکوں کے غیر پرفارمنگ اثاثے زیادہ سطحوں تک پہنچ گئے تھے جن کا بڑا حصہ بجلی، فولاد، سڑکوں کے بنیادی ڈھانچے اور کپڑے جیسے شعبوں میں ہے۔

اس آرڈی نینس پر عمل درآمد کرتے ہوئے آر بی آئی نے بینکوں سے کہا تھا کہ وہ 12 ناقابل وصولی سب سے بڑے قرضوں کا معاملہ اس ضابطے کے تحت حل کے لئے بھیجیں۔ اس مرکزی بینک نے اپنی اندرونی مشاورتی کمیٹی (آئی اے سی) کی سفارشات کی بنیاد پر یہ فیصلہ لیا تھا جس نے ان معاملات کے ایک مقررہ مدتی حل کو لازمی بھی قرار دیا تھا۔

یہ بارہ کھاتے ہیں: بھوشن اسٹیل، لینکو انفرا، ایسر اسٹیل، بھوشن پاور، آلوک انڈسٹریز، امٹیک آٹو، مونیٹ اسپات، الیکٹرو اسٹیلس، جے پی انفراٹیک، اے بی جی سپیارڈ اور جیوتی اسٹرکچرس۔ یہ کھاتے بینک کاری کے نظام کے عدم ادائیگی والے اثاثوں کے 25 فی صد حصے پر مشتمل ہیں۔ مارچ تک ہندوستانی بینک کاری کے نظام کے مجموعی ناقابل وصولی قرض کی رقم 7.11 روپے کروڑ روپے تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ 12 کھاتے تقریباً 1.78 کروڑ روپے کے لئے ذمہ دار ہوں گے۔

مالی خدمات سے متعلق فرم، موتی لال اوسوال کی ایک رپورٹ کے مطابق موجودہ کیلنڈر سال کے پہلے نو مہینوں میں این سی ایل ٹی کو کل 376 معاملات بھیجے جا چکے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر یعنی 187 معاملات آپریشنل قرض دہندگان کے ذریعے، 122 معاملات قرض دہندگان اور بقیہ معاملات کارپوریٹ قرض داروں کے ذریعے داخل کئے گئے ہیں۔

امید ہے کہ ان کھاتوں کا حل کارپوریٹ قرض دہندگان کے لئے ایک بڑی حوصلہ افزائی ثابت ہوگا۔ لیکن شروعات معمولی سی نظر آتی ہے۔ صرف دو کھاتے حل (بڑی کمیوں) کے لئے زیر بحث ہیں، سات کھاتوں کے سلسلے میں بے باقی کرنے کی ہدایت دی گئی ہے اور دیگر 14 معاملات مزید اپیلوں سے گزر رہے ہیں۔

آرسیلور متل نے دباؤ والے ان اثاثوں کے لئے بولی لگانے والی ایک اہل کمپنی کے طور پر ایک مضبوط دعوی کیا ہے۔ اس سلسلے میں اس نے کہا کہ اس کے پاس اتم گلوا میں غیر کنٹرول والے اقلیتی حصص ہیں، ڈائریکٹروں کے بورڈ میں اس کی کوئی نمائندگی نہیں ہے، نہ ہی انتظامی فیصلوں میں وہ کسی اثر کی حامل ہے۔ اس حیثیت سے وہ اتم کی ایک پروموٹر نہیں ہے اور اس لئے اس کے لئے کوئی ایسی واقعی وجہ نہیں ہے جس کے تحت تشکیل نو کرنے کے عمل کے تحت فولاد کے کسی بھی اثاثے کے لئے بولی لگانے سے اسے روکا جائے۔

آر بی آئی کی سفارش پر بھی این سی ایل ٹی کو بھیجے گئے بارہ معاملات میں کمیوں کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا ہے۔

دوسرا مسئلہ خود اپنی کمپنیوں کے لئے بولی لگانے والے پروموٹرس کا تھا۔ اس مسئلے سے نمٹنے کیلئے ضابطہ کار نے اس ضابطے کے تحت قواعد میں ترمیم کی تھی، جس سے مشتبہ پروموٹروں کے لئے کمپنیوں کو اپنے اختیار میں لینا مشکل ہو گیا تھا۔ اس کا مقصد قرض دہندگان کے ان خدشات کو دور کرنا تھا کہ اس طرح کی فرمیں کم قیمتوں پر ان لوگوں کے پاس واپس جا سکتی ہیں جو موجودہ ابتری کے لئے ذمہ دار تھے۔

اس حیثیت سے بالقصد ادائیگی نہ کرنے والا کوئی بھی شخص اب کمپنی کو واپس نہیں لے سکتا ہے کیوں کہ قرض دہندگان کی کمیٹی کے ذریعے ان کی چھان بین کی جائے گی۔ ضابطہ کار نے ان دوسرے لوگوں کے لئے معیارات کو سخت بھی بنایا ہے جو دیوالیہ پن والی کمپنیوں کے لئے بولی لگاتے ہیں۔ نظر ثانی کردہ ضابطوں میں مسئلے کا حل کرنے والے پیشہ ور شخص کے لئے اس بات کو یقینی بنانا لازمی کیا گیا ہے کہ پیش کردہ قرضہ جاتی منصوبے میں پروموٹروں سمیت، مسئلے کا حل چاہنے والے درخواست دہندگان کی معتبریت کی تشخیص کرنے کے لئے متعلق تفصیلات شامل ہوں۔ اس حیثیت سے پروموٹروں کی قرضہ جاتی اہلیت اور معتبریت کے سلسلے میں ان کی سخت آزمائش کی جائے گی۔

اثبات جرم، ناموزونیت، مجرمانہ کارروائیوں، آر بی آئی کے رہنما خطوط کے مطابق بالقصد باقی دار، سیبی کے ذریعے عائد کردہ روک کے لحاظ سے مسئلے کے حل کے درخواست دہندگان کی تفصیلات اب افشا کرنی ہوں گی۔

لیکن پروموٹروں کی بولی کے بارے میں امور اب بھی واضح نہیں ہیں۔ اس حیثیت سے حکومت نہ صرف بالقصد باقی داروں، مشکوک پروموٹروں، بلکہ ان کمپنیوں کے پروموٹروں یا ساتھی اداروں کو بھی ممنوع کر کے جن کے دیوالیہ پن کے معاملات کو این سی ایل ٹی کے ذریعے داخل کیا جا چکا ہے، آئی بی سی میں ترمیم کرتے ہوئے ایک آرڈی نینس لائی ہے۔ اس آرڈی نینس نے اس سلسلے میں اس ضابطے میں دفعہ 29 اے کا اضافہ کیا ہے۔

اس آرڈی نینس کے الفاظ کا مطلب ہے کہ یہ عدم

ادائیگی والے اثاثوں کی حامل کمپنیوں کے پروموٹروں یا ساتھی اداروں کو ایک سال زیادہ عرصے کے لئے ان کمپنیوں کے سلسلے میں بولی لگانے کی ممانعت کرتا ہے۔ یہ فی نفسہ نظریاتی طور سے پروموٹروں کو بازنہیں رکھتا ہے

کیوں کہ وہ اصل اور زائد المیعاد سود ادا کرتے ہیں اور ایک سال مکمل ہونے سے پہلے اثاثوں کا معیار بناتے ہیں۔

تاہم این سی ایل ٹی کے ذریعے حل کی درخواست قبول کئے جانے پر اس کی اجازت بھی نہیں دی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی پروموٹر یا ان کے ساتھ مذکورہ بالا 12 بڑے قرضہ جاتی کھاتوں کے دباؤ والے اثاثے خرید نہیں سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ کارپوریٹ ضامن بھی ان کمپنیوں کے لئے بولی لگانے کے اہل نہیں ہوں گے۔ اس میں اجارے دار کمپنی یا دباؤ والے اثاثوں کے پروموٹروں کا متعلقہ فریق بھی شامل ہے۔

یہاں پروموٹرس کے متعلقہ فریق کی توضیح کا مسئلہ سامنے آتا ہے مثال کے طور پر آیا آرسیلور متل جیسی ایک کمپنی اپنی قرضہ جاتی اہلیت کے باوجود اہل ہوگی، جس نے اتم گلوا کے دباؤ والے اثاثوں کے لئے بولی لگانے میں دلچسپی ظاہر کی ہے نیز جو ایک سال سے بھی زیادہ کے عرصے سے این پی اے کی فہرست میں شامل ہے۔

آرسیلور متل نے دباؤ والے ان اثاثوں کے لئے بولی لگانے والی ایک اہل کمپنی کے طور پر ایک مضبوط دعوی کیا ہے۔ اس سلسلے میں اس نے کہا کہ اس کے پاس اتم گلوا میں غیر کنٹرول والے اقلیتی حصص ہیں، ڈائریکٹروں کے بورڈ میں اس کی کوئی نمائندگی نہیں ہے، نہ ہی انتظامی فیصلوں میں وہ کسی اثر کی حامل ہے۔ اس حیثیت سے وہ اتم کی ایک پروموٹر نہیں ہے اور اس لئے اس کے لئے کوئی ایسی واقعی وجہ نہیں ہے جس کے تحت تشکیل نو کرنے کے عمل کے تحت فولاد کے کسی بھی اثاثے کے لئے بولی لگانے سے اسے روکا جائے۔

آرسیلو متل کمپنی اتم گلوا میں اقلیتی یعنی 29 فی صد حصص کی مالک ہے لیکن مگلانی کنبے کے ساتھ ساتھ اسے بمبئی اسٹاک ایکس چینج کے لئے انکشافات کرنے کے سلسلے میں اس کمپنی کے پروموٹروں میں سے ایک پروموٹر کے طور پر فہرست میں شامل کیا جاتا ہے۔

آئی بی سی نے اس کسی بھی شخص کے طور پر ایک متعلقہ فریق کی توضیح کی ہے جو دباؤ والی کمپنی میں ووٹ دینے کے 20 فی صد سے زیادہ پر اختیار رکھتا ہے نیز اس نے دو فی صد سے زیادہ کے حصص والی ایک سرکاری کمپنی میں ڈائریکٹروں کی بھی توضیح کی ہے۔

لیکن سیکورٹیز اور ایکس چینج بورڈ آف انڈیا سے متعلق قانون میں ایک پروموٹر اور ایک پروموٹر گروپ کی توضیح اس کسی بھی شخص کے طور پر کی گئی ہے جس کے پاس کمپنی کو چلانے کے سلسلے میں کنٹرول اور دس فی صد سے زیادہ اکویٹی ہے۔

اس حیثیت سے متعلقہ فریقوں کے بارے میں توضیح کئے جانے کی ضرورت ہے تا کہ یہ بات واضح ہو سکے کہ کس کس کو بولی لگانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

آئی بی سی کے تحت حل کے لئے این سی ایل ٹی کے پاس بھیجی گئی بارہ کمپنیوں میں سے فولاد کی پانچ کمپنیوں اور ایمٹیک آٹو نے امکانی خریدار سے تجاویز حاصل کی ہیں۔

ان بارہ کھاتوں کے علاوہ آر بی آئی نے بینکوں کو 29 کمپنیوں کی ایک اور فہرست دی ہے کہ وہ 13 دسمبر تک دوطرفہ طور سے این پی اے کا مسئلہ حل کریں، نہیں تو یہ کھاتے این سی ایل ٹی کو بھیجے جائیں گے۔

یہاں مساوات کا مسئلہ آتا ہے۔ اگر بینکوں کو یہ کھاتے این سی ایل ٹی کو بھیجنے سے پہلے دوسری فہرست میں دوطرفہ طور سے باقی دار کمپنیوں سے نمٹنے کے سلسلے میں کچھ وقت دیا جاتا ہے تو پہلی فہرست میں این سی ایل ٹی کو بھیجے گئے بارہ معاملات کے سلسلے میں اس طرح کا وقت کیوں نہیں دیا گیا تھا؟

دیوالیہ پن کے معاملات میں جھگڑے والے مسائل سامنے آتے رہیں گے لیکن کمپنیوں کے لئے باہر نکلنے یا خود سے تشکیل نو کرنے کا معاملہ آسان بنانے کے تجربے سے ہندوستان میں کاروبار کرنا آسان ہوجائے گا۔ تاہم یہ خیال رکھنا ہوگا کہ کاروبار کرنے کے سلسلے میں اس عمل کو کمپنیوں کے لئے قدرے تھکا دینے والا بنانے کی غرض سے یہ عمل طویل نہ ہوجائے۔

مثال کے طور پر سینرجی ڈورے معاملے میں ایڈل ویس اے آر سی نے بحث مباحثے کی تشکیل نو کے منصوبے کی مخالفت کرتے ہوئے اپیلیٹ ٹربیونل یعنی کمپنی قانون سے متعلق قومی اپیلیٹ ٹربیونل (این سی ایل اے ٹی) سے رجوع کیا تھا۔ خود اس آرڈی نینس میں ان مسائل میں سے اس مسئلے کا خیال رکھا گیا ہے کہ سینرجیز کاسٹنگس سینرجی ڈورے کے لئے متعلقہ فریق ہے۔ لیکن این سی ایل اے ٹی سینرجی ڈورے اور سینرجی کاسٹنگس کے درمیان مصنوعی لین دین کے سب سے بڑے الزام کی سنوائی کر رہا ہے۔

☆☆☆

سبرامنیا کمار

ڈیجیٹلائزیشن اور کم نقدی والی معیشت

دھوکہ دہی کو روکنے کے لئے سائبر سیکورٹی اور اس کے قوانین کی مضبوطی

سائبر سیکورٹی کو مضبوط بنانے کے لئے ان تمام اقدامات کے ساتھ، ہمارے ملک کو مکمل طور پر سائبر سیکور ٹی بنیادی ڈھانچہ فراہم کرناچاہیے جو ڈیجیٹل ٹرانزیکشن کے لئے محفوظ اور قابل اعتماد ہے۔ تاہم، نئے خطرات میں اضافہ ہونے کے سبب اسے مسلسل اپ گریڈ کیا جانا چاہیے۔ سیکورٹی ایک سفر ہے۔ آگاہی خطرے کا سامنا کرنے اور کم کرنے کا اہل بنائے گی۔

ڈیجیٹلائزیشن ڈیجیٹل ٹرانزیکشن کا عروج ہے جہاں بینک، گاہکوں، تاجروں، صنعتوں اور دیگر اسٹیک ہولڈرز کو ایک دوسرے سے متعلق مالیاتی نظام کے نیٹ ورک کی تشکیل ہوتی ہے۔ ڈیجیٹائزیشن بینکنگ کی صنعت کے لئے ایک اختیار نہیں ہے، بلکہ یہ ناگزیر ہے کیونکہ ہر صنعت کو ڈیجیٹل کیا جا رہا ہے اور بینکنگ شعبہ اس سے الگ نہیں ہے۔

ڈیجیٹلائزیشن: بینکنگ اور مالی ادائیگی ہماری روزمرہ کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ہم میں سے بہت سے لوگوں کا کوئی دن کاروباری اداروں یا بینکوں میں کم سے کم بغیر کسی مالی ٹرانزیکشن کے ختم نہیں ہوتا۔ لہذا مالیاتی اداروں کو جدید ترین ٹیکنالوجی کو اپنانے اور گاہکوں کے تجربے کو بڑھانے کے لئے سب سے آگے ہونا چاہئے تاکہ اس طرح سے دیہی اور شہری فرق کو ختم کیا جا سکے۔

مندرجہ ذیل عوامل بینکنگ میں ڈیجیٹلائزیشن کو متاثر کرتی ہیں:

ڈیجیٹائزیشن کے حق میں صارفین کے رویے کو تبدیل کرنا۔

مالیاتی شمولیت اور حکومت کے اقدامات۔

اسمارٹ فون کے استعمال اور موبائل رسائی میں اضافہ۔

کم نقد والی معیشت ایک ایسی معیشت ہے جس میں ڈیجیٹل ذرائع کے ذریعہ بہت ساری ادائیگیاں کی جاتی ہیں۔ اس میں مختلف طریقوں جیسے انٹرنیٹ بینکنگ، موبائل بینکنگ، ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ، کارڈ سوائپ یا سیلز پوائنٹ (پی او ایس) مشینیں، متحد ادائیگی انٹرفیس (یو پی آئی) -بھیم، QR کوڈ (کوئک رسپانس) پر مبنی ٹرانزیکشن، ٹچ این گو کارڈس۔

بھیم یو پی آئی - پیسے کے لئے بھارت انٹرفیس- یونیفائڈ پےمنٹ انٹرفیس۔

بھیم یو پی آئی بھارت میں متعارف کرایا ادائیگی کا انقلابی نظام ہے جو اپنی طرح کا دنیا بھر میں پہلا نظام ہے۔ بھیم یو پی آئی سے ساٹھ بینک وابستہ ہیں اور اب تک 21 ملین صارفین نے بھیم ایپلیکشن ڈاؤنلوڈ کیا ہے۔ بھیم کے پلیٹ فارم سے ہر مہینہ 82 لاکھ ٹرانزیکشن ہو رہا ہے۔

دسمبر 2016 کے مہینے میں بھیم ایپ کے آغاز کے بعد، ٹرانزیکشنز کی تعداد میں تقریباً دوسو گنا اضافہ ہوا اور وہ تقریبا 40 ہزار ماہانہ سے دو لاکھ سے لے کر 82 لاکھ ماہانہ تک پہنچ گئی ہے۔

بھیم آدھار ایک ڈیجیٹل ادائیگی کو قبول کرنے کا ذریعہ ہے جو تاجروں کو کاؤنٹر پر صارفین یا گاہکوں سے آدھار نمبر کی تصدیق کر کے ڈیجیٹل ادائیگیوں کو قبول کرنے کا وسیلہ فراہم کرتا ہے۔ صارفین اپنے آدھار نمبر اور بائیومیٹرک کی تصدیق فراہم کر کے ٹرانزیکشن انجام دے سکتے ہیں۔

سائبر سیکورٹی: بینکنگ انڈسٹری میں

مضمون نگار انڈین اوورسیز بینک میں مینجنگ ڈائریکٹر اور چیف ایگزیکٹو آفیسر ہیں۔

mdsec@iob.in

ڈیجیٹلائزیشن میں زبردست اچھال کے بعد ڈیجیٹل پلیٹ فارم میں سائبر سیکورٹی کے نفاذ پر زیادہ زور دیا ہے۔

ڈیجیٹلائزیشن کے پورے ماحول میں مندرجہ ذیل اسٹیک ہولڈرز شامل ہیں:

کسٹمر/موجد

اختراعی ادارہ

پروسیسنگ ایجنسی

فائدہ اٹھانے والا ادارہ

فائدہ اٹھانے والا

ڈیجیٹل ٹرانزیکشن کے تمام بیچ پوائنٹس پر سیکورٹی کو یقینی بنایا جانا ضروری ہے۔ مکمل ماحول کے نظام کو تمام ٹرانزیکشنز کے لئے سائبر-حساس بنانا ہوگا، اس کے لیے ان سہ رخی پیمانوں کو دھیان میں رکھنا ہوگا۔

رازداری

صداقت

دستیابی

آیئے دیکھیں کہ کس طرح اسٹیک ہولڈرز اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ ٹرانزیکشن اپنے پورے سفر میں نامکمل نہ ہو۔

کسٹمر/موجد: کسی بھی ٹرانزیکشن کو ابتدائی طور پر انجام دینے والے یعنی موجد کو اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ اس کا آلہ جس سے وہ ادائیگی کر رہا ہے وہ مکمل طور پر سائبر حساس ہو۔ اس کا آلہ تازہ ترین اینٹی وائیرس سے لیس اور محفوظ ہونا چاہئے۔ اگر یہ ایک آن لائن ٹرانزیکشن ہے تو وہ ویب سائٹ کے پتے کو ٹائپ کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے اور اسے ای میل سے کلک نہیں کرنا چاہیے۔

''کوئی لنچ مفت لنچ نہیں ہے''، کوئی بھی موبائل/آن لائن ٹولز، جو فری یا مفت فراہم کیے جاتے ہیں انہیں ڈیلیٹ کر دینا چاہیے یا بہت زیادہ احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے۔ پاس ورڈ/PIN جو موجد استعمال کرتا ہے اسے بہت حفاظت سے رکھنا ہوگا اور اسے کسی کے ساتھ بھی اور نہ ہی اسے کسی آن لائن لنک سے ساجھا کیا جانا چاہیے۔ یہ ٹرانزیکشن کی پروسیسنگ کو ٹرانزیکشن کی رازداری سے تصدیق کرنے میں مدد دے گا۔

اختراع/فائدہ مند ادارے:

ٹرانزیکشن، ٹرانزیکشن موجد سے اور جینیٹنگ انسٹی ٹیوشن کے پاس جاتا ہے جو کہ کسی مالیاتی ادارے کا آئی ٹی سسٹم ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی گھر، چاہے وہ ایک جھوپڑی ہو یا شاندار بنگلہ، تالا اور کنجی ضرور ہونا چاہئے۔ اسی طرح، کوئی آئی ٹی سسٹم ہو اسے مضبوط سیکورٹی کنٹرول کے ساتھ محفوظ ہونا چاہئے۔ محفوظ کنٹرول ٹرانزیکشن سائیکل کی سلامتی کو یقینی بنائے گا۔

صداقت اس کی پوری زندگی کے سائیکل پر اعداد و شمار کے استحکام، درستگی، اور اعتماد کو برقرار رکھتا ہے۔ ڈیٹا کو ٹرانزٹ میں تبدیل نہیں کیا جانا چاہئے، اور اس بات کا یقین کرنے کے لئے اقدامات کئے جانے چاہیے کہ اعداد وشمار غیر مجاز انداز میں تبدیل نہ ہوسکیں۔

پروسیسنگ ایجنسی: زیادہ تر ڈیجیٹل ٹرانزیکشن ایک مرکزی نوڈل ایجنسی سے گزرتی ہے جو یا تو این پی سی آئی، ممبئی - بھارت کا نیشنل پیمنٹ کارپوریشن یا آئی ڈی آر بی ٹی، حیدرآباد - بینکنگ ٹیکنالوجی میں ترقی اور ریسرچ کا ادارہ ہوسکتا ہے۔

ان اداروں کے ساتھ آن لائن بات چیت کر رہے ہیں جس میں مالیاتی اداروں کی آئی ٹی کی تعمیر، ان نوڈل اداروں کی طرف سے مقرر کے طور پر معیار اور طریقہ کار کے مطابق کریں گے. ان جماعتوں میں نظام کی دستیابی نوڈل ایجنسی کی طرف سے یقینی بنائی جاتی ہے.

فائدہ حاصل کرنے والا: فائدہ حاصل کرنے والا یعنی فنڈ ریسیو کرنے والا سائبر سیکیورٹی کے لیے کم ذمہ دار ہوتا ہے کیونکہ اسے فنڈ ریسیو کرنا ہوتا ہے۔ ایک ہی احتیاط ہے جو فائدہ حاصل کرنے والے کو کرنا چاہیے اور وہ ہے کہ وہ درست اکاؤنٹ نمبر/IFSC کوڈ یا VPA (ورچوئل پیمنٹ ایڈریس) فنڈ بھیجنے والے یا اوجنیٹر کو دے۔

بھارت سرکار مکمل ڈیجیٹل ماحول میں سائبر سیکورٹی کو مضبوط بنانے کے لئے مسلسل مختلف اقدامات کرتی رہی ہے۔

قومی سائبر سیکورٹی پالیسی

2013 (NCSP): نیشنل سائبر سیکورٹی پالیسی کو 2013 میں الیکٹرانکس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے محکمے کے تحت مواصلات اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی وزارت کی طرف سے سائبر سیکورٹی کی جانب ایک باضابطہ قدم کے طور پر جاری کیا گیا تھا۔ پالیسی شہریوں، کاروباریوں اور حکومت کے لئے محفوظ اور محیط سائبر اسپیس کی پیشکش کے لیے بنائی گئی ہے۔ اس کا مشن سائبر اسپیس کی معلومات اور انفراسٹرکچر کی حفاظت، سائبر حملوں کو روکنے اور جواب دینے کے لئے صلاحیتوں کی تعمیر، اور ادارجاتی ڈھانچے، افراد، عملوں اور ٹیکنالوجی کی امدادی کوششوں کے ذریعے نقصانات کو کم کرنا ہے۔

پالیسی کی طرف سے منظور کردہ چند حکمت عملی میں شامل ھیں:

• نیشنل نوڈل ایجنسی جیسے اقدامات کے ذریعہ ایک محفوظ سائبر نظام کی تشکیل، سینئر مینجمنٹ کے ایک رکن کو چیف انفارمیشن سیکورٹی آفیسر نامزد کرنا اور انفارمیشن سیکورٹی پالیسیوں کو فروغ دینے کے لئے تنظیموں کی حوصلہ افزائی کرنا۔

• آئی ٹی اور سیکورٹی کیلئے یقین دہانی کے فریم ورک کی تشکیل

• اوپن اسٹینڈرس یعنی عام معیار کی حوصلہ افزائی

• باقاعدگی سے جائزے، بین الاقوامی معیار کے ساتھ ہم آہنگی، اور قانونی فریم ورک کے بارے میں شعور کی توسیع کے ساتھ مل کر ریگولیٹری فریم ورک کو تقویت دینا

• قومی نظام اور عمل کے ذریعے اسی طرح کے سیکورٹی کے خطرات اور ان کے حل کے لئے میکانیزم بنانا

• نیشنل کمپیوٹر ایمرجنسی رسپانس ٹیم (CERT-in) تمام سائبر سیکورٹی کی کوششوں، ہنگامی ردعمل، اور بحران کے انتظام میں کوآرڈینیشن کے لیے نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کرتی ہے۔

• بہترین عالمی طریقوں کو نافذ کرکے اور اہم پبلک انفراسٹرکچر کے وسیع پیمانے پر استعمال کے ذریعے ای-گورننس کو محفوظ کرنا

• نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کرنے والے نیشنل کریٹیکل انفارمیشن انفراسٹرکچر پروٹیکشن سینٹر (NCIIPC) کے ساتھ اہم معلومات کے بنیادی ڈھانچے کی حفاظت

• سائبر سیکیورٹی ٹیکنالوجی کی جدید تحقیق اور ترقی کو فروغ دینا۔

• صلاحیت کی تعمیر کے لیے تعلیم اور تربیتی پروگرام کے ذریعے انسانی وسائل کا فروغ

سائبر سوچھتا کیندر (Botnet Cleaning and Malware Analysis Centre)

سائبر سیکورٹی کی خلاف ورزیوں کی روک تھام اور ان میں اضافے کی روک تھام کے لئے، فروری 2017 میں بھارت سرکار کی کمپیوٹر ایمرجنسی رسپانس ٹیم (سی ای آرٹی-اِن) نے سائبر سوچھتا کیندر (Botnet Cleaning and Malware Analysis Centre) شروع کیا۔ اس مرکز نے سائبر سیکورٹی کے لئے نئے ڈیسک ٹاپ اور موبائل سیکیورٹی سولیوشن تیار کیا۔

یہ مرکز انفارمیشن ٹیکنالوجی ایکٹ 2000 کے سیکشن 70B کے تحت کام کرتا ہے۔ یہ حل جو الیکٹرانکس اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی وزارت کے ڈیجیٹل انڈیا پہل کا حصہ ہے بھارت میں بوٹنیٹ انفیکشن کا پتہ لگائے گی اور مزید انفیکشن روکنے کے لیے کام کرے گا۔ یہ malware/BOTs خصوصیات کا تجزیہ کرنے کے لئے کام کرتا ہے، معلومات فراہم کرتا ہے اور شہریوں کو malware/BOTs کو دور کرنے اور شہریوں کے درمیان ان کے ڈیٹا، کمپیوٹر، موبائل فون اور آلات جیسے گھروں کے راوٹرز کو محفوظ کرنے کے لئے بیداری پیدا کرتا ہے۔

سائبر سوچھتا کیندر بھارت میں نیشنل سائبر سیکیورٹی پالیسی کے تحت تصور کردہ ملک میں محفوظ سائبر ماحولیاتی نظام بنانے کی سمت میں ایک قدم ہے۔

مرکز مندرجہ ذیل سیکیورٹی اور حفاظتی اوزار پیش کرتا ھے:

• یو ایس بی پرتیرودھ کو بھی حکومت کی جانب سے شروع کیا گیا تھا جیسا کہ اطلاعاتی ٹیکنالوجی اور الیکٹرانکس کے مرکزی وزیر شری روی شنکر پرساد نے کہا ہے کہ اس کا مقصد یو ایس بی اسٹوریج میڈیا آلات جیسے پین ڈرائیوز، ایکسٹرنل ہارڈ ڈرائیو اور یو ایس بی سپورٹ والے ماس اسٹوریج ڈوائس کو کنٹرول کرنا ہے۔

• 'Samvid' نامی ایک ایپلی کیشن بھی متعارف کرایا گیا تھا۔ یہ ونڈوز آپریٹنگ سسٹم کے لئے ایک ڈیسک ٹاپ پر مبنی وائٹ لسٹنگ حل ہے۔ یہ صرف پہلے ہی منظور شدہ فائلوں کو انسٹال کرنے کی اجازت دیتا ہے اور مشکوک ایپلی کیشن کو ڈیسک ٹاپ پر چلانے سے روکتا ہے۔

• M-Kavach، اینڈرائیڈ موبائل کے لیے ایک آلہ ہے جسے تیار کیا گیا ہے۔ یہ میلویئر سے متعلق مسائل کے خلاف تحفظ فراہم کرتا ہے جو ذاتی ڈیٹا اور اسناد کی چوری، وائی فائی اور بلوٹوتھ وسائل کا غلط استعمال، گمشدہ یا چوری شدہ موبائل ڈیوائس، اسپیم ایس ایم ایس، پریمیم شرح ایس ایم ایس اور ناپسندیدہ/ غیر متوقع آنے والی کالوں کے خلاف تحفظ فراہم کرتا ہے۔

• براؤزر JSGuard، ایک ایسا آلہ ہے جو براؤزر ایکسٹینشن کے طور پر کام کرتا ہے جو نقصاندہ ایچ ٹی ایم ایل اور جاوا اسکرپٹ حملوں کا پتہ لگاتا ہے اور ان کو روکتا ہے۔ یہ صارف کو متنبہ کرتا ہے جب وہ نقصاندہ ویب پیج پر جاتا ہے اور ویب پیج کے بارے میں تفصیلی رپورٹ پیش کرتا ہے۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی ایکٹ

2000، 2008: آئی ٹی ایکٹ، 2000 بھارت میں بنیادی قانون ہے جو سائبر جرائم اور الیکٹرانک تجارت سے متعلق ہے جس میں سال 2008 میں ترامیم ہو چکی ہیں۔

آئی ٹی ایکٹ مندرجہ ذیل کی وضاحت کرتا ہے:

ڈیجیٹل اور الیکٹرانک دستخط

الیکٹرانک گورننس

الیکٹرانک ریکارڈز کی تسلیم شدہ ڈسپیچ

محفوظ الیکٹرانک ریکارڈز اور محفوظ ڈیجیٹل دستخط

سرٹیفیکیشن حکام کے ضابطے

الیکٹرانک دستخط سرٹیفکیٹ

الیکٹرانک جرائم اور سزا کی وضاحت آئی ٹی ایکٹ میں تفصیل سے ہے۔ جرائم ذیل میں دیے گئے ہیں:

کمپیوٹر سورس ڈاکیومینٹ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ

کمپیوٹر سسٹم کے ساتھ ہیکنگ

چوری شدہ کمپیوٹر یا مواصلاتی آلہ وصول کرنا

کسی دوسرے شخص کا پاس ورڈ استعمال کرنا

کمپیوٹر وسائل کا استعمال کرتے ہوئے دھوکہ دہی

سائبر دہشت گردی کے اعمال

ریکارڈ کو برقرار رکھنے میں ناکامی

احکامات کے مطابق عمل میں ناکامی/ انکار

decrypt ڈیٹا کو خراب کرنے سے انکار/ ناکامی

رسائی کو محفوظ رکھنے یا محفوظ نظام میں رسائی کو محفوظ بنانے کی کوشش۔

دھوکہ۔

آن لائن فراڈ اور آئی ٹی ایکٹ۔

آئی ٹی ایکٹ نے مختلف سائبر جرائم کی وضاحت کی ہے اور آن لائن دھوکہ دہی کرنے والوں کے لیے سائبر غلطیوں کے لئے سزا کی بھی مقرر کی ہے۔ فشنگ سب سے زیادہ عام بینکنگ دھوکہ ہے جو آن لائن کیا جاتا ہے۔

فشنگ: فشنگ سوشل انجینئرنگ حملے کی ایک قسم ہے جو اکثر صارف کے اعداد وشمار چوری کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے جس میں لاگ ان کی تفصیلات اور کریڈٹ کارڈ نمبروں کی چوری شامل ہے۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب ایک حملہ آور، ایک بھروسے مند کا سوانگ بھرتا ہے اور ایک بھولے شخص کو ای میل کھولنے، فوری پیغام یا ٹیکسٹ پیغام میں شکار بناتا ہے۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی ایکٹ، 2000 کے مندرجہ

ذیل دفعات فشنگ فراڈ پر لاگو ہوتے ہیں۔

سیکشن 66-کمپیوٹر سسٹم کے ساتھ ہیکنگ

اگر کوئی شخص کسی پبلک یا کسی شخص کے کمپیوٹر سورس میں موجود تفصیلات، معلومات کو نقصان پہنچاتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ اس سے اس شخص کو نقصان پہنچے گا یا پہنچ سکتا ہے تو وہ ہیکنگ کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔

اس سیکشن کے لئے سزا تین سال تک قید ہے، یا/ اور پانچ لاکھ تک کا جرمانہ۔ سیکشن 66B- چوری شدہ کمپیوٹر یا مواصلاتی آلہ وصول کرنا۔

ایک شخص کمپیوٹر وسائل یا مواصلاتی آلہ وصول کرتا ہے یا اسے رکھتا ہے جس کے بارے میں چوری کا مال ہونے کا علم ہوتا ہے یا اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ یہ چوری کا ہوسکتا ہے۔ تین سال تک قید، یا / اور 100000 سے زائد تک جرمانہ کی سزا ہوگی۔

سیکشن 66C- کسی دوسرے شخص کا پاس ورڈ استعمال کرنا۔ کوئی شخص دھوکہ دہی سے کسی دوسرے شخص کا پاس ورڈ، ڈیجیٹل دستخط یا دوسری منفرد شناخت کا استعمال کرتا ہے۔ تین سال تک قید، یا/ اور 100000 سے زائد جرمانہ کی سزا ملے گی۔ سیکشن 66 ڈی۔ کمپیوٹر وسائل کا استعمال کرتے ہوئے دھوکہ۔

اگر کوئی شخص کسی کمپیوٹر وسائل یا مواصلات کا استعمال کرتے ہوئے کسی کو دھوکہ دیتا ہے، تو قید تین سال تک ہوتی ہے، یا/اور 100000 تک جرمانہ ہوتا ہے۔

کریڈٹ کارڈ فراڈ: کریڈٹ کارڈ فراڈ ایک اور آن لائن بینکنگ دھوکہ ہے جہاں ایک گاہک کے کارڈ کو جعلی تیار کیا جاتا ہے اور اس طرح آن لائن استعمال کیا جاتا ہے۔ اس دھوکہ میں آئی ٹی ایکٹ اور آئی پی سی ٹھگی کے شکار کو بچاتی ہے اور دھوکہ دہی کرنے والے کی سزا کو یقینی بناتی ہے۔ آئی ٹی ایکٹ کے درج ذیل دفعات کو لاگو کیا جاسکتا ہے۔

- سیکشن 66-کمپیوٹر سسٹم کے ساتھ ہیکنگ
- سیکشن 66C- کسی دوسرے شخص کا پاس ورڈ استعمال کرنا
- سیکشن 66 ڈی کمپیوٹر وسائل کا استعمال کرتے ہوئے دھوکہ۔

تعزیرات ہند کا دفعہ 420 کریڈٹ کارڈ دھوکہ دہی کے لئے بھی لاگو ہوتا ہے جو جائیداد کی ترسیل میں بے ایمانی اور دھوکہ دہی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ سزا جو دی جاسکتی ہے وہ 7 سال کے لئے قید ہے اور جرمانہ ہے۔

اگرچہ، ایک گاہک کو آئی ٹی ایکٹ 2000 /2008 کے تحت تحفظات حاصل ہیں، آر بی آئی نے بھی ملک کے تمام بینکوں کو سائبر دھوکہ دہی کے خلاف تحفظ کو از سر نو یقینی بنانے کی ہدایت دی ہے۔

آر بی آئی ہدایات: آر بی آئی نے کسٹمر پروٹیکشن کے سرکلر میں صارفین کے مفاد کے تحفظ کی ہدایات دی ہیں۔

> **آئی ٹی ایکٹ نے مختلف سائبر جرائم کی وضاحت کی ہے اور آن لائن دھوکہ دہی کرنے والوں کے لیے سائبر غلطیوں کے لئے سزا کی بھی مقرر کی ہے۔ فشنگ سب سے زیادہ عام بینکنگ دھوکہ ہے جو آن لائن کیا جاتا ہے**

اگر دھوکہ دہی کے واقعات فوری طور پر بینک میں رپورٹ کیے جاتے ہیں تو آر بی آئی نے بینک صارفین کے لیے کسی بھی فراڈ کے خلاف 'صفر ذمہ داری' اور 'محدود ذمہ داری' پر زور دیا ہے۔

اگر بینک کی جانب سے مدد یا غفلت کی وجہ سے دھوکہ ہوتا ہے تو ایک کسٹمر کی دھوکہ دہی کے ٹرانزیکشن کے سلسلے میں صفر ذمہ داری ہوگی۔ اگر کوئی تیسری پارٹی بغیر بینک کی شمولیت کے خلاف ورزی کرتی ہے تو بھی کسٹمر ذمہ دار نہیں ہوگا، البتہ بینک کو غیر مجاز ٹرانزیکشن کے بارے میں اطلاع ملنے کے تین دن کے اندر اندر رپورٹ کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ، دھوکے سے نکالی گئی رقم 10 دنوں کے اندر اندر متعلقہ اکاؤنٹس میں جمع کر دی جائے گی۔ آر بی آئی نے بینکوں کو ٹیکسٹ پیغام الرٹس کے لئے تمام گاہکوں کو رجسٹر کرنے کو لازمی قرار دیا ہے اور انتباہی پیغام پر جواب کے ذریعے غیر مجاز ٹرانزیکشنز کی رپورٹنگ کی اجازت دی ہے۔

بینکوں کو غیر مجاز ٹرانزیکشن کی رپورٹنگ کے لیے اپنی ویب سائٹ پر نظام بنانا چاہیے تا کہ صارفین کے لیے آسانی ہوسکے۔ فراڈ کو کسی بھی چینل بشمول فون بینکنگ، ایس ایم ایس، ای میل، کال سینٹر اور انٹریکٹیو وائس رسپانس نظام کے ذریعے رپورٹ کیا جاسکتا ہے۔

تاہم، اس صورت میں جہاں نقصان کسٹمر کے غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے، اسے پورے نقصان کو برداشت کرنا پڑے گا جب تک کہ وہ بینک میں غیر قانونی ٹرانزیکشن کی رپورٹ نہ کرے۔

کسی تیسرے فریق کی وجہ سے نقصان کی صورت میں، کسٹمر ٹرانزیکشن کی قیمت کے لئے خود ذمہ دار ہوگا اگر وہ بینک سے انتباہ حاصل کرنے کے 4-7 دنوں کے اندر دھوکہ دہی کی رپورٹ بینک میں دینے میں ناکام ہوتا ہے۔ اگر 4-7 کام کے دنوں کے اندر دھوکہ دہی کی اطلاع دی جائے تو، ایک کسٹمر کی زیادہ سے زیادہ ذمہ داری پانچ ہزار سے 25000 روپے تک ہوگی جو اکاؤنٹس اور کریڈٹ کارڈ کی قسم پر منحصر ہے۔

ایس ایم ایس الرٹ مل گیا

غائب پیسے؟

فوری بینک کو رپورٹ کریں

اختتامیہ: سائبر سیکورٹی کو مضبوط بنانے کے لئے ان تمام اقدامات کے ساتھ، ہمارے ملک کو مکمل طور پر سائبر سیکورٹی بنیادی ڈھانچہ فراہم کرنا چاہیے جو ڈیجیٹل ٹرانزیکشن کے لئے محفوظ اور قابل اعتماد ہے۔ تاہم، نئے خطرات میں اضافہ ہونے کے سبب اسے مسلسل اپ گریڈ کیا جانا چاہیے۔ سیکورٹی ایک سفر ہے۔ آگاہی خطرے کا سامنا کرنے اور کم کرنے کا اہل بنائے گی۔

☆☆☆

منجولا وادھوا

ہندوستان میں دیہی بینک کاری کا شعبہ

مسائل اور چیلنجز

بینکوں کے ذریعے مستحق افراد تک قرض کی سہولت حاصل نہیں ہے کیوں کہ زیادہ تر بینک غریبوں کو قرض فراہم کرنے میں کتراتے ہیں۔ اس کی وجہ سے بینک قرض کے نشانے کو پورا کرنے کے لئے غیر مستحق افراد کو قرض دیتے ہیں جو قرض حاصل کرنے کیلئے فرضی اور جعلی دستاویزات بنواتے ہیں۔ مثال کے طور پر سونے کے عوض کم شرح سود پر کسانوں کے لئے قرض دستیاب ہیں۔ لیکن اس قرض سے ایسے افراد استفادہ کرتے ہیں جو کھیتی باڑی نہیں کرتے۔ ایسے لوگ بینک میں کام کرنے والے عملے پہ اپنے اثرورسوخ کا استعمال کرتے ہیں۔

جیسا کہ ہمارے بابائے قوم نے کہا ہے "ہندوستان دیہاتوں پر مشتمل ملک ہے"۔ دیہی ترقی ہندوستان کی ہمہ جہت ترقی کی اولین شرط ہے۔ ملک میں آزادی کے بعد سے ہمارے پالیسی سازوں کی یہ اولین ترجیح رہی ہے کہ ہندوستان میں دیہی خوشحالی پر زیادہ سے زیادہ توجہ مبذول کی جائے۔ آزادی کے گزشتہ 70 برسوں کے دوران امداد باہمی قرض ڈھانچے کے قیام کے ساتھ اس ضمن میں کئی اہم اقدامات کئے گئے ہیں جن میں نجی زمرے کے بینکوں کو قومیانے اور دیہی علاقوں میں مذکورہ بینکوں کی شاخوں کے نیٹ ورک میں توسیع اور اس کے بعد 1976 میں علاقائی دیہی بینکوں کی شروعات بھی شامل ہے۔ ان اقدامات کے بعد رسمی دیہی ادارہ جاتی ڈھانچے کو فروغ ملا ہے اور اس میں کئی گنا وسعت ہوئی ہے۔ بدقسمتی سے ان توسیعی پروگراموں کے باوجود دیہی علاقے کی ایک بڑی آبادی ان کے افادے سے محروم ہے اور انہیں اپنی مالی ضرورتوں کے لئے سودخوروں کے چنگل میں پھنسنا پڑتا ہے جو کہ حقیقت میں باعث تشویش بات ہے۔

یہاں تک کہ آج بھی ملک میں ایسے افراد کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جو بینک خدمات سے محروم ہے۔ ان کی شرح عالمی پیمانے کے مقابلے میں 24 فی صد اور جنوبی ایشیا کی دوتہائی حصہ ہوتی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ملک میں دیہی علاقوں کے تقریباً 31 کروڑ افراد ایسے ہیں جن کو رسمی بینک کاری خدمات کی رسائی حاصل نہیں ہے۔ ایس ایل بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق ملک میں 30 جون 2016 تک 600000 گاؤں میں سے 452151 گاؤں میں بینک کاری کی خدمات فراہم کی گئیں۔ اس کے لئے 14976 شاخوں، بی سی کے توسط سے 416636 اور دیگر طریقوں مثلاً اے ٹی ایم، موبائل وین وغیرہ کے ذریعے 20539 کا سہارا لیا گیا۔ ناقص مادی و سماجی ڈھانچہ بندی سے بھی مالیاتی خدمات تک رسائی متاثر ہوئی جب کہ دیہی ہندوستان میں برق کاری کی حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے۔

اے جی ایم ۔ این اے بی اے آر ڈی۔
ہریانہ ، چنڈی گڑھ
manjula.jaipur@gmail.com

یہی ہندوستان میں 71 فی صد کی ایک اوسط خواندگی شرح کے ساتھ یہاں کے لوگوں کو ایک بینک کی شاخ تک پہنچنے کے لئے سفر کی حد میں پورے دن کی مزدوری کی قربانی دینی پڑسکتی ہے۔ یہ بینک صبح دس بجے

سے شام پانچ بجے کے درمیان کھلتے ہیں۔ بینک اپنے قرض اور بچت تک بہتر رسائی کے لئے ثالثوں جیسے غیر سرکاری اداروں (این جی او)، سیلف ہیلپ گروپ، مائکروفائنانس انسٹی ٹیوشنس، بینک سے تعلق رکھنے والے دیگر چینلوں کا استعمال کررہے ہیں۔ تاہم یہ چینل اپنی موجودہ شکل میں محدود خدمات پیش کررہے ہیں جس سے تسکین نہیں ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ متعدد بینک اس دیہی مارکیٹ کو ایک معاشی موقع کے بجائے ضابطے کی پابندی تسلیم کرتے ہیں۔ اس معاملے میں ان بینکوں کی اخراجات کا طریقہ کار بھی غیر ہموار ہوا ہے۔ دیہی علاقوں میں لوگوں کو مستقل آمدنی کا ذریعہ حاصل نہیں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے اخراجات کا طریقہ کار بھی غیر ہموار ہے۔ اس لئے بنکوں کو دیہی علاقوں میں قرض کے معاملے میں زیادہ خطرے کا سامنا رہتا ہے۔ ایسے میں مانسون کے مزاج پر مبنی حالات پر منحصر دیہی معیشت سے مشکلات میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ سیاسی ایجنڈے کے ذریعے قرض معافی معاملات بینکوں کی پریشانیاں اور بڑھاتے ہیں۔

دیہی علاقوں کے بینکوں میں بچت اور قرض کے معاملات چھوٹے ہی ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بینکوں کو ہر شاخ اور چینل میں زیادہ گراہکوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دیہی علاقوں میں بینکوں کو کم پڑھے لکھے لوگوں کا سامنا رہتا ہے جو ٹکنالوجی پر مبنی چینل جیسے اے ٹی ایم، فون بینکنگ یا انٹرنیٹ بینکنگ کا استعمال نہیں کرتے ہیں، اس لئے ناخواندہ افراد کا مکمل انحصار بینک کی شاخوں پر رہتا ہے جس سے بینکوں کی خدمات میں لاگت ہوجاتی ہے۔ دیہی علاقوں میں لوگوں کی غیر مستقل اور بے بغیر مزاج آمدنی اور طبی وسماجی ہنگامی حالات جیسے غیر معین اخراجات بینکوں کے لئے قرض کی مد میں خطرات بڑھاتے ہیں۔ اس ضمن میں نئی دیہی مالیاتی پالیسی اس طرح سے تیار کرنے کی ضرورت ہے جس پر دیہی عوام قادر ہوں۔ یہ طریقہ کار نہ صرف دیہی عوام اور ناخواندہ لوگوں کو نظر میں رکھتے ہوئے تیار کرنے ہوں گے بلکہ ایک ایسی نسل کو مدنظر رکھنا ہوگا جو ٹکنالوجی کو بہ آسانی اختیار اور استعمال کرسکیں۔ اس کے لئے کثیر مالیاتی پیداوار اور خدمات کی گنجائش وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اس پیداوار اور خدمات کے لئے مختلف دیہی گروپوں کے درمیان کام کرنے والے اداروں پر مشتمل ایک شمولی مالیاتی سیکٹر سے افادہ کی ضرورت ہے۔ پس ایک شمولی دیہی مالی نظام کو تیار کرنے میں زبردست چیلنجوں کا سامنا اور متعدد امور پر مفاہمت کی ضرورت ہے جنہیں 7 وسیع زمروں میں بانٹا جاسکتا ہے۔

☆**پیداواری زمرہ**: چھوٹے لین دین کی مختلف ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے آیا مختلف پیداوار اور خدمات کے ایک مجموعہ کو بینک سے سمجھوتہ کئے بغیر، مستقل دستیابی اور پیداواری سہولت کے بغیر تیار کیا جاسکتا ہے؟ کسی قسم کی مالی پیداوار کا دیہی علاقوں میں غریبی کو کم کرنے اور ترقی کی شرح بڑھانے میں زیادہ اہم کردار ہوسکتا ہے؟

☆**طریقہ کار**: کسی طرح کے تجارتی طریقہ کار بینکوں کو احساس محرومی کا شکار اور نادار لوگوں تک رسائی اور ان کے گھر تک سہولتیں فراہم کرنے اور گراہکوں کو بغیر کسی خطرے کے خدمات فراہم کرنے میں مدد کرسکتے ہیں؟ ہم ایک فعال مرکز کس طرح قائم کرسکتے ہیں اور ایجنسیوں کی زیر قیادت بغیر شاخ والی بینک کاری میں حائل رکاوٹوں کو دور کرسکتے ہیں؟

رفاقت: مختلف سروس پرووائیڈرز کی مالی خدمات تک رسائی میں بینک کاری سے محروم اور بینک کاری کے دائرے میں داخل ہونے کے خواہش مند افراد کو درپیش پریشانیاں کیا ہیں؟ آیا بینک اور غیر بینک کے درمیان رفاقت جیسے بزنس کرسپونڈنٹ، ایس ایچ جی، ایم ایف آئی وغیرہ مالی خدمات تک رسائی اور دستیابی کو سہل بنانے میں موثر طریقے سے کام کررہے ہیں؟

تحفظ: اس طرح کی خدمات کے غلط اور بے جا استعمال سے دیہی مالیات کے پرووائیڈرز اور ریسیور دونوں کے تحفظ کے لئے کن اقدامات اور طریقہ کار کی ضرورت ہے؟ آیا قرض کے لئے اس سیکٹر میں زیادہ جوکھم اور خطرات ہیں؟ آیا قرض دینے والوں کے لئے کریڈٹ کلچر میں نشیب وفراز پر تحفظ فراہم کیا گیا ہے؟

نفع بخش: آیا دیہی علاقوں میں مالیاتی خدمات فراہم کرنے والوں کو مستقل بنیاد پر منفعت بخش

کام کرنے کو یقینی بناتے ہوئے دیہی علاقے کے لوگوں کے لئے مناسب اور قابل قبول خدمات فراہم کرنے کے لئے تجارتی حکمت عملی اور رسد کے نمونے تیار کئے گئے ہیں؟ ہم کس طرح سے گراہک کی خواہش کے مطابق قیمتوں کے ایک مناسب ماڈل کے تحت ادائیگی کے طریقہ کار کو اختیار کر سکتے ہیں؟

زرخیزی: ہم دیہی علاقوں میں فراہم کی جانے والی مالیاتی خدمات کی زرخیزی میں کس طرح اضافہ کر سکتے ہیں؟ مالیاتی خدمات کے ثمر آور اور مثبت استعمال کو یقینی بنانے کے لئے مالیات سے متعلق دیگر وسائل کی تقویت کے لئے کیا حکمت عملی ضروری ہے؟

افراد: آیا جانکاری، صلاحیت اور روپے کے اعتبار سے دیہی علاقوں کی شاخوں میں بینک عملہ مالیاتی شمولیت کے عمل سے نمٹنے کا اہل ہے؟ آیا یہ عملہ باصلاحیت گراہک کی نشاندہی کی صلاحیت سے لیس ہے اور انہیں بینک کاری سے متعلق مختلف خدمات کی بروقت صلاح دینے کی صلاحیت ہے؟

جیسا کہ نیلسن منڈیلا کا کہنا ہے ’’ہماری ترقی کی جانچ کا پیمانہ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم نے اپنی طاقت اور فراوانی میں کتنا اضافہ کیا بلکہ اس کا پیمانہ یہ ہے کہ ہم کمزور اور ناداروں کو کس قدر زیادہ سے زیادہ مدد فراہم کرتے ہیں‘‘۔ اس لئے اب ہمیں اس جانچ میں اپنی حکومت کے ذریعے کی گئی پہل کے ساتھ شامل ہونا چاہئے تاکہ دیہی بینک کاری کو درپیش چیلنجوں کا سامنا کیا جا سکے۔

ہندوستان میں مالیاتی شمولیت کی جانب ڈھانچہ بندی کے اعتبار سے پہلی کوشش سال 2005 میں کی گئی تھی جب انڈین بینک کے چیئرمین کے سی چکرورتی کے ذریعے اس کا آغاز کیا گیا تھا۔ اس کے تحت منگلم گاؤں کو ہندوستان کے پہلے ایسے گاؤں ہونے کا اعزاز حاصل ہوا تھا جہاں ہر گھر میں بینک کاری کی خدمات فراہم کی گئی تھیں۔ آر بی آئی نے ایک مشن کے طور پر مالیاتی شمولیت کے اقدامات شروع کئے ہیں۔ اس کے تحت آر بی آئی نے نئے پروڈکٹ سے لے کر ضابطے کے خطوط رہنما میں نرمی اور دیگر موافق اقدامات کئے ہیں تاکہ جامع اور وسیع مالیاتی شمولیت کا نشانہ حاصل کیا جا سکے۔ ان میں سے چند اقدامات میں درج ذیل شامل ہیں۔ چھوٹی بچت اور قرض کے لئے ٹول فری اکاؤنٹ اور جنرل کریڈٹ کارڈ کی فراہمی، پچاس ہزار روپے سالانہ سے کم کے خواہش مند لوگوں کے لئے ضوابط میں نرمی، غریبی اور نادار لوگوں کو جی سی سی کا اجرا تاکہ انہیں آسان قرض میں مدد ملے۔ کسانوں کو بروقت بغیر کسی روک ٹوک کے آسان قرض فراہم ہو سکے۔ بینکنگ نظام کے ذریعہ ستمبر 2016 تک 50 ملین کسان کریڈٹ کارڈ (کے سی سی) جاری کئے جا چکے تھے۔ جنوری 2006 میں ریزرو بینک آف انڈیا نے کمرشیل بینکوں کو غیر سرکاری تنظیموں (این جی او، ایس ایچ جی)، مائیکرو فائنانس انسٹی ٹیوشنس اور دیگر سماجی تنظیموں کو مالیاتی اور بینک کاری خدمات ثالث کے طور پر فراہم کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ ثالث کی یہ خدمات کمرشیل بینکوں کی جانب سے ایک تجارتی فریضہ یا تجارتی عمل کے طور پر ہے۔ اس کے علاوہ ریزرو بینک آف انڈیا نے کمرشیل بینکوں کو مختلف خطوں میں 100 فی صد مالیاتی شمولیت کی مہم شروع کرنے کی ہدایت دی تھی جس کے نتیجے میں مرکز کے زیر انتظام علاقے جیسے پڈوچیری اور ہماچل پردیش، کیرل جیسی ریاستوں نے اپنے تمام اضلاع میں 100 فی صد مالیاتی شمولیت کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں ریزرو بینک آف انڈیا نے سال 2020 تک تقریباً 600 ملین نئے کھاتے کھولنے اور ان گراہکوں کو انفارمیشن ٹکنالوجی کی بنیاد پر مختلف چینلوں سے خدمات فراہم کرنے کا عزم بھی کیا ہے۔ تاہم دیہی علاقوں میں خواندگی اور کم اجرت، بچت اور بینک کی شاخوں کی کمی نے متعدد ریاستوں میں مالیاتی شمولیت کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں ان علاقوں میں ایک نامناسب قانونی اور مالی ڈھانچہ بھی ایک مسئلہ ہے۔

اب ان تمام تصفیہ طلب امور کو ایک ایک کرکے حل کرنے کی کوشش کریں۔

1۔ غریب گاؤں والوں تک پہنچنے کے لئے بی سی ماڈل کے موثر کام کے لئے درج ذیل تقاضوں کو پورا کرنا ہوگا۔

☆ بی سی کم آمدنی والے گراہکوں کو خدمات فراہم کرنے سے زیادہ آمدنی حاصل نہیں کر رہے ہیں کیوں کہ ایسے گراہکوں کے لین دین بھی کم ہیں۔ اس لئے بی سی

کے زیادہ سے زیادہ استعمال کی ضرورت ہے اور بینکوں کے ذریعے مناسب معاوضہ ہونا چاہیے تا کہ وہ گراہکوں کو ان کے گھر تک مناسب خدمات فراہم کرسکیں۔

بینکوں کو بی سی کے کام کاج کی موثر نگرانی، کیش مینجمنٹ سے متعلق امور کے تصفیے اور گراہکوں کی شکایات کی ازالے کے پیش نظر ایک مناسب فاصلے پر چھوٹی چھوٹی شاخیں کھولنی چاہئیں۔

مزید برآں بینکوں کو بی سی کے موثر کام کاج کے لئے مناسب تربیت اور صلاحیت سازی پروگراموں کو شروع کرنے کی ضرورت ہے۔

2۔غریب گاؤں والوں کی ضرورتوں کو مناسب شرح کے ساتھ پورا کرنے کے مقصد کے لئے مناسب اختراعی خدمات کی تکمیل نہایت ضروری ہے۔

☆ گاؤں والوں کو سودخوروں کے چنگل سے بچانے کے لئے بینکوں کے لئے ضروری ہے کہ قرضوں کی تقسیم کے عمل کو سہل تر بنائیں اور اپنے طریقہ کار میں لچک رکھیں۔

3۔آئی سی ٹی کے ماحول میں ٹکنالوجی کو جلد سے جلد کارکردگی کے شامل کرنے کے عمل کے بنیادی ہدف کو حاصل کرنے میں مرکزی درجہ حاصل ہے۔

☆ بینکوں کو دیہی علاقے کے لوگوں کی خدمت کے پیش نظر ایسے علاقوں میں بینک کاری کی خدمات اور اے ٹی ایم نیٹ ورک کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔اس کے ساتھ حفاظتی اقدامات اور مالی خواندگی مہم شروع کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

☆دیہی علاقوں میں چھوٹے لین دین سے وابستہ لاگت کے اخراجات میں کمی کے لئے گھریلو روپے (Ru Pay) کارڈ کو فروغ دینا چاہئے۔

☆روپے کے سی سی میں منتقلی کے اقدامات پہلے ہی شروع کردیئے ہیں تاہم اب بینک کثیر المقاصد کارڈ جاری کرنے کے امکانات کو مزید تلاش کرنا شروع کرسکتے ہیں جو کہ دیہی علاقوں میں ضرورت کے مطابق ڈیبٹ کارڈ، کے سی سی اور جی سی کے طور پر کام کرسکیں۔

☆دیہی ہندوستان میں مارچ 2017 تک موبائل فون استعمال کرنے والوں کی تعداد 5.6 ملین تھی۔اس کے مدنظر ایک ایسا طریقہ کار دریافت کیا جاسکتا ہے جس میں ایس ایم ایس کے استعمال سے فنڈ ٹرانسفر کی سہولت حاصل ہو اور یہ اپلی کیشن ہر طرح کی ہینڈسیٹ میں کام کرے۔

این اے بی اے آر ڈی کے حالیہ سرکولر کی دفعات کے مطابق بینک تجارتی مقاصد کے لئے امداد باہمی کے سب سے بڑے دیہی نیٹ ورک پی اے سی کا استعمال کرسکتے ہیں۔

☆جیسا کہ مہاجر آبادی کے لئے ترسیل رقم کی سہولت سب سے زیادہ اہم ہے۔ایسے میں مہاجرین کو ترسیل رقم کی آسان اور سستی فراہمی موجودہ وقت میں سب سے بڑی ضرورت ہے۔

☆ دیہاتوں کے غریب افراد کے ساتھ معاملات طے کرنے کے لئے بینکوں کے لئے اپنے عملے کے ساتھ بی سی کے لئے تربیتی پروگرام شروع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

☆بینکوں کو چاہئے کہ وہ بامعنی مالی شمولیت کے ہدف کو حاصل کرنے کے مقصد سے قرضوں کو منظوری دیتے وقت بڑے کسانوں کے مقابلے چھوٹے کسانوں کو ترجیح دیں۔

☆بینکوں کو اپنے سی بی ایس پلیٹ فارم کی بلندی کی قابلیت کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔

☆دیہی بینک کاری کو فروغ دینے کے لئے الیکٹرانک بینیفٹ ٹرانسفر سسٹم کی ترویج لازمی ہے۔

☆حکومت/بینکوں کو دیہی علاقوں میں روزگار اور دیگر مواقع کے فروغ کے ذریعے قرض کی گنجائش میں اضافے کے اقدامات کرنے چاہئیں۔

☆ تازہ ترین تفصیلات کے مطابق دیہی علاقوں میں بینک کی شاخوں کی تعداد مارچ 2016 میں 33378 سے بڑھ کر مارچ 2016 میں 51830 ہوگئیں ہے جب کہ دیہی ہندوستان میں بغیر شاخ والی بینک کاری والی آؤٹ لیٹس مارچ 2010 میں 34316 سے بڑھ کر مارچ 2016 میں 534474 ہوگئی ہیں۔اس سے بغیر شاخ والی بینک کاری کے توسط سے بینک خدمات کے تئیں متاثر کن رغبت کا اظہار ہوتا ہے۔اس کے باوجود نجی زمرے کے بینکوں کے معاملے میں دیہی شاخوں کی تعداد مارچ 2017 میں مجموعی شاخوں کی بیس فی صد ہے۔اس لئے نجی بینکوں کے ذریعے دیہی شاخوں کی تعداد بڑھانے کی سخت ضرورت ہے۔

☆اعداد وشمار کے مطابق ہندوستان کے مجموعی چھ لاکھ دیہاتوں میں سے 18000 گاؤں بجلی کی سہولت سے محروم ہیں۔اس لئے حکومت کو ان گاؤں میں مادی اور ڈیجیٹل روابط اور مسلسل بجلی سپلائی وغیرہ جیسی مناسب ڈھانچہ بندی کرنی چاہئے۔

☆بینک کاری کے تعلق سے تمام فارموں کی علاقائی زبانوں میں فراہمی کی اشد ضرورت ہے، کم سے کم یہ اہم زبانوں میں ہوں۔اس ضمن میں مالی خواندگی مہم کے ایک حصے کے طور پر بینکوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ انگلش فوبیا سے باہر نکل کر عام لوگ تک عام فہم زبان میں اپنی بات کو پہنچائیں۔ اس ضمن میں بینکوں کو ہنگامی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

☆ہندوستان کو دنیا میں سب سے بڑا پوسٹل نیٹ ورک کا امتیاز حاصل ہے۔ملک میں 154,882 سے زیادہ ڈاک خانے ہیں جن میں سے 139,82 (89.86) ڈاک خانے دیہی علاقوں میں واقع ہیں۔اس پس منظر میں اس امر کو یقینی بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ یہ ڈاک خانے اپنی اس خصوصیت کے سبب زیادہ اور اہم کردار ادا کریں۔ اس سمت میں

حکومت ہند کے ذریعے انڈیا پوسٹ بینک کا آغاز بلاشبہ اس سمت میں ایک اہم قدم ہے۔

☆ حالاں کہ این اے بی اے آر ڈی کے ساتھ ایس ایچ جی بینک لنکیج پروگرام دنیا کا سب سے بڑا مائیکرو کریڈٹ پروگرام بن گیا ہے۔ تاہم مائیکرو کریڈٹ انٹر پرائس سے متعلق امور ابھی بھی تصفیہ طلب ہیں۔

☆ بی سی خدمات حاصل کرنے والوں میں زیادہ تر ناخواندہ اور ٹکنالوجی سے غیر معروف ہیں۔ اس سبب بی سی کے ذریعے گمراہ ہوتے ہیں۔

حکومت کے ساتھ ساتھ ریزرو بینک آف انڈیا نے مذکورہ امور کے حل کے لئے حال ہی میں متعدد اقدامات کئے ہیں مثلاً:

1: جن دھن یوجنا کے تحت تقریباً 26 کروڑ کھاتے کھولنے میں زبردست کامیابی ۔ 2۔ چھوٹے قرضوں کی فراہمی کے لئے مائیکرو یونٹ ڈیولپمنٹ ریفائنس ایجنسی (ایم یو ڈی آر اے) کا قیام 3۔ مختلف سوشل سیکٹر اسکیمیں جیسے اٹل پنشن یوجنا، پردھان منتری سرکشا بیمہ یوجنا اور پردھان منتری جیون جیوتی بیمہ یوجنا جو کہ سماجی تحفظ فراہم کرتی ہیں 4۔ بینک کاری کے ذریعے بینکنگ خدمات کی فراہمی 5۔ کریڈٹ اور ڈیبٹ لین دین پر مجوزہ رعایت 6۔ نقد لین دین کی جگہ آدھار پر مبنی مائیکرو اے ٹی ایم اور روپے کارڈ 7۔ گیارہ پے منٹ بنکوں اور دس اسمال فائنانس بینکوں کو دیئے گئے لائسنس کے ذریعے مختلف بینک کاری کو فروغ۔

☆ تاہم ان اقدامات میں بھی متعدد چیلنجوں کا سامنا ہے۔ پی ایم جے ڈی وائی میں ایک سے زیادہ کھاتوں کی پیچیدگی ہے۔ پی ایم جے ڈی وائی کے تحت کھولے گئے کھاتوں کی ایک بڑی تعداد میں پیسے جمع نہیں کرائے جارہے ہیں۔ اس میں سے زیادہ تر خالی پڑے ہیں جس سے بینکوں کو ان کھاتوں کو برقرار رکھنے کے لئے زیادہ لاگت کا سامنا ہے۔ غریب لوگ اپنی کم آمدنی میں ہی اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ ان کے پاس مستقل آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، اس لئے اس کے پاس ان کھاتوں میں پیسے جمع کرنے کی گنجائش نہیں ہے جس کے نتیجے میں مالی شمولیت بے معنی ہوگئی ہے۔

☆ ٹکنالوجی پر مبنی خدمات جیسے جن دھن، آدھار اور موبائل (جے اے ایم) کے لنک کرنے کا عمل سست ہے جس میں تیزی آتی ہے۔ پے منٹ بینکوں کو گرچہ وسیع رسائل کا فائدہ حاصل ہوگا لیکن ان بینکوں کو گراہکوں کے ساتھ رابطے میں آنے والی پیچیدگیوں، انٹرنیٹ سے متعلق مسائل، شکایات کے ازالہ کے طریقہ کار کی کمی جیسے امور سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔ ان کے سبب ہی گراہک دور جاتے ہیں۔ مزید برآں ریزرو بینک آف انڈیا کو نئے پے منٹ بینکوں کی جانب ان کی بڑھتی ہوئی ذمہ داریوں کے تئیں زیادہ جوابدہی متعین کرنی ہوگی۔

☆ ڈائریکٹ بینیفٹ ٹرانسفر کے معاملے بچولیوں اور بینک افسران کی درمیان سازباز ہوسکتی ہے جس سے فوائد میں تاخیر ہوسکتی ہی۔

☆ پے منٹ بینکوں کے توسیعی پروگرام سے ریگولر بینک فیس کی مد میں ہونے والی آمدنی سے محروم ہوسکتے ہیں جو کہ ریگولر بینک گراہکوں سے ڈیمانڈ ڈرافٹ بنوانے، کیش ٹرانسفر، ترسیل رقم چیک اور اے ٹی ایم کے ذریعے پیسے نکالنے کی مد میں فیس کی شکل میں وصول کرتے ہیں۔

☆ پی ایم جے جے بی وائی، پی ایم ایس بی وائی، اے وائی وغیرہ جیسی اسکیمیں بہت حد تک بینک کاری کے غریبوں تک رسائی پر منحصر ہے اور ایسے وقت میں بینکوں پر زیادہ ذمہ داری بڑھ جاتی ہے جب لوگوں کو پنشن یا انشورنس کے امور سے آگاہی نہ ہو۔

☆ متعدد معاملات میں بزنس کورسپونڈنٹ کو رقم میں خرد برد کا مرتکب قرار دیا جارہا ہے۔ ☆ دھوکہ دہی کے تعلق سے بینکنگ ٹکنالوجی خطرناک حد تک بڑھ رہی ہے۔ ☆ دیہی اور دور دراز علاقوں میں موبائل کنکشن ابھی بھی بہت کم ہے۔ ☆ بینکوں کے ذریعے مستحق افراد تک قرض کی سہولت حاصل نہیں ہے کیوں کہ زیادہ تر بینک غریبوں کو قرض فراہم کرنے میں کتراتے ہیں۔ اس کی وجہ سے بینک قرض کے نشانے کو پورا کرنے کے لئے غیر مستحق افراد کو قرض دیتے ہیں جو قرض حاصل کرنے کیلئے فرضی اور جعلی دستاویزات بنواتے ہیں۔ مثال کے طور پر سونے کے عوض کم شرح سود پر کسانوں کے لئے قرض دستیاب ہیں۔ لیکن اس قرض سے ایسے افراد استفادہ کرتے ہیں جو کھیتی باڑی نہیں کرتے۔ ایسے لوگ بینک میں کام کرنے والے عملے سے اپنے اثر ورسوخ کا استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے حکومت کو اس جانب خصوصی توجہ دینی چاہئے اور اس امر کو یقینی بنانا ہوگا کہ یہ قرض مستحق افراد کو ہی ملے اور دھوکہ دہی کرنے والے درخواست دہندگان اور خاطی بینک افسران کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

اپنے اس مضمون کو اس امید پر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ ریزرو بینک آف انڈیا ایک ایسے ماحول کو سازگار کرنے کے لئے پرعزم رہے جہاں مالیاتی ادارے مالی استحکام کو نقصان پہنچائے بغیر غریبوں کی مالی خدمات انجام دیتے رہیں۔ علاوہ ازیں بینکوں کو اپنی خود کی مالی شمولیت کی حکمت عملی کے تعین کی آزادی دی جائے جہاں وہ اپنی تجارتی ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دے سکیں۔ مالی خدمات فراہم کرنے والے ادارے میں سے چند ایک کو بینک کی حیثیت اور درجہ دینے کی اجازت دی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر ملکی بینکوں کو بھی اس زمرہ میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ یہ بھی امید کی جارہی ہے کہ دیہی علاقوں میں جاری مالی نظام کا دائرہ کار اور وسیع ہو اور دیہی مالیاتی کو درپیش مسائل اور چیلنجز کا آسانی کے ساتھ سامنا کیا جاسکے اور دیہی علاقوں میں رہنے والے غریبوں کے معیار زندگی میں سدھار آئے۔ آیئے دیہی بینک کاری میں سدھار کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کی جانب پیش قدمی کریں۔

دیہی بینکنگ ویژن 2025

☆☆☆

کیا آپ جانتے ہیں

ہندوستان کے مخصوص بینک

مالی ادارے کسی بھی ملک کے مالی نظام کا ایک اہم حصہ ہیں کیوں کہ وہ معیشت کے مختلف شعبوں کے لئے طویل مدتی مالیہ فراہم کرتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ ادارے دیہی مکانات ، چھوٹی صنعتوں، برآمدات اور درآمدات جیسے مخصوص شعبوں کی بڑھتی ہوئی مانگیں پوری کرنے کی غرض سے قائم کئے جاتے ہیں۔ یہ ادارے ان شعبوں کے لئے قرض کی چینالائزنگ کے سلسلے میں ایک

اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں۔

ہندوستان میں چار ممتاز مخصوص بینک یا مالی ادارے ہیں: ہندوستان کا برآمداتی و درآمداتی بینک (ایگزم بینک)، زراعت اور دیہی ترقی کے لئے قومی بینک (نبارڈ)، مکانات سے متعلق قومی بینک (این ایچ بی) اور ہندوستان کا چھوٹی صنعتوں کا ترقیاتی بینک (سڈبی)

ہندوستان کا برآمداتی ودرآمداتی بینک

ہندوستان میں مخصوص مالی اداروں میں برآمداتی ودرآمداتی بینک کا درجہ بلند ہے۔ یہ بینک عالمی برآمداتی قرضہ جاتی ایجنسیوں (ای سی اے) کو منعکس کرتے ہوئے برآمداتی قرض کے ایک سامان رساں کے طور پر ہندوستان کے برآمداتی اور درآمداتی بینک سے متعلق قانون 1981 کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ اس ایگزم بینک نے 1982 میں اپنا کام کاج شروع کیا تھا۔ یہ بینک مصنوعات اور خدمات کے ایک وسیع سلسلے کے ذریعے صنعتوں اور ایس ایم ای کے لئے ترقی وفروغ کے ایک ذریعے کا کام کرتا ہے۔ اس میں ٹکنالوجی کی درآمدات اور برآمدات مصنوعات کا فروغ، برآمداتی پیداوار، برآمداتی مارکیٹنگ، مال جہاز پر چڑھانے سے پہلے اور بعد میں نیز سمندر پار سرمایہ کاری شامل ہے۔ یہ بینک برآمدات کنندگان اور درآمدات کنندگان کے لئے نیز مختلف مالی اداروں کے درمیان ایک رابطے کا کام کرکے بھی مالی اداروں کی پیش کش کرتا ہے۔ میعادی قرض جدید کاری، ساز وسامان کی خریداری، حصولی وغیرہ کے لئے جاری کئے جاتے ہیں۔

برآمدات کنندگان کے لئے بینک گوداموں کے لئے مالیہ، قرض کی آمداتی لائنوں کی سہولیات فراہم کرتا ہے۔ اس بینک کی فنڈ والی سرمایہ جاتی اسکیم میں طویل مدتی چالو سرمایہ، نقدرقم کی فراہمی کے لئے مالیہ شامل ہے۔ بینک کی غیر فنڈ والی اسکیم میں قرض کی حدیں، ضمانت کی حدیں شامل ہیں۔ فلم صنعت کے لئے بینک نے فلم بنانے کے لئے نقدرقم کی فراہمی کے لئے سمندر پار مارکیٹ میں نمائش کے لئے فنڈ کا انتظام کیا ہے۔ یہ بینک مخصوص خدمات ، انسانی وسائل کے انتظام ریسرچ اور منصوبہ بندی، اندرونی محاسبے وغیرہ کی پیش کش کرنے کے سلسلے میں مصروف ہے۔ ہندوستان کے اس برآمداتی اور درآمداتی بینک نے ہندوستان بھر میں نیز غیر ممالک میں دفاتر قائم کئے ہیں۔ اس بینک کا صدر دفتر ممبئی میں واقع ہے۔

زراعت اور دیہی ترقی کے لئے قومی بینک

دیہی ترقی کو فروغ دینے کے سلسلے میں ادارہ جاتی قرض کی اہمیت منصوبہ بندی کے اس کے ابتدائی مرحلوں سے ہی حکومت ہند کے لئے واضح رہی ہے۔ چناں چہ ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) نے حکومت ہند کی ایما پر زراعت اور دیہی ترقی کے لئے ادارہ جاتی قرض کے انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی (سی آر اے ایف آئی سی اے آر ڈی) قائم کی تھی تاکہ ان بہت ہی اہم پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے۔ یہ کمیٹی 30 مارچ 1979 کو تشکیل دی گئی تھی۔ اس کمیٹی کی رپورٹ میں دیہی ترقی سے وابستہ قرض سے متعلق مسائل پر غیر منقسم توجہ، موثر ہدایت اور مرکوز توجہ دینے کے لئے ایک نئے تنظیمی ذریعے کی ضرورت کو اجاگر کیا گیا تھا۔ اس کی سفارش ایک منفرد ترقیاتی مالی ادارے کی تشکیل تھی، جو ان

آرزوؤں پر توجہ دے گا۔ پارلیمنٹ نے 1981 کے قانون 61 کے ذریعے زراعت اور دیہی ترقی کے لئے قومی بینک (نبارڈ) کی تشکیل کو منظوری دی تھی۔ آر بی آئی زرعی قرضہ جاتی کام کاج منتقل کرکے نیز اس وقت کی زرعی ازسرنو مالیہ اور ترقیاتی کارپوریشن (اے آر ڈی سی) کے کاموں کے لئے ازسرنو مالیہ فراہم کرکے نبارڈ جولائی 1982 میں وجود میں آیا تھا۔ ایک سو کروڑ روپے کے ابتدائی سرمایے سے یہ بینک قائم کیا گیا تھا۔ 31 مارچ 2016 تک اس کا ادا شدہ سرمایہ 5000 کروڑ روپے ہوگیا تھا۔ حکومت ہند اور آر بی آئی کے درمیان سرمایہ حصص کی تشکیل پر نظر ثانی کے نتیجے میں حکومت ہند آج 4980 کروڑ روپے (99.60 فی صد) کی مالک ہے جب کہ ریزرو بینک آف انڈیا 20.00 کروڑ روپے (0.40 فی صد) کا مالک ہے۔

مکانات سے متعلق قومی بینک

مکانات سے متعلق قومی بینک (این ایچ بی) مکانات سے متعلق قومی بینک کے قانون 1987 کے رہنما خطوط کے مطابق 1988 میں قائم کیا گیا تھا تاکہ مکانات کے لئے مالیہ فراہم کرنے والے اداروں کو مالی اور دیگر مطلوبہ امداد فراہم کرکے ان کے فروغ کے عمل میں تیزی لائی جائے۔ یہ بینک تمام تر بنیادی ڈھانچے کی ترقی

وفروغ کے لئے مالی امداد فراہم کرتا ہے، مکانات کے لئے مالیہ فراہم کرنے والی موجودہ کمپنیوں وغیرہ کو ازسرنو مالیہ فراہم کرنے کی پیش کش کرتا ہے۔ اس بینک نے مخصوص ڈویژن مثلاً ترقی اور خطرے کے مینجمنٹ، پروجیکٹ مالیہ، ازسرنو مالیہ فراہم کرنے کے کام، وسائل اکٹھا کرنے اور انتظام وغیرہ کے ڈویژن قائم کئے ہیں۔ این ایچ بی ریزرو بینک آف انڈیا کی پوری ملکیت والا بینک ہے جس نے تمام اداشدہ سرمایے کا تعاون کیا ہے۔ مذکورہ قانون کے تحت این ایچ بی کی عام نگرانی، امور کی ہدایت اور انتظام نیز کاروبار کا کام ڈائریکٹروں کے ایک بورڈ کو دیا گیا ہے۔

ہندوستان کی چھوٹی صنعتوں کی ترقی و فروغ کا بینک (سڈبی)

ہندوستان کی چھوٹی صنعتوں کی ترقی وفروغ کا بینک (سڈبی) ہندوستانی پارلیمنٹ کے ایک قانون کے تحت 2 اپریل 1990 کو قائم کیا گیا تھا۔ یہ بینک بہت چھوٹی، چھوٹی اور درمیانہ درجہ کی صنعتوں (ایم ایس ایم ای) کے شعبے کے فروغ، مالیے اور ترقی کے لئے نیز اسی طرح کی سرگرمیاں انجام دینے والے اداروں کے کام کاج میں تال میل کرنے کے لئے اہم مالیاتی ادارے کے طور پر کام کرتا ہے۔ سڈبی کا کاروباری حلقہ بہت چھوٹی، چھوٹی اور درمیانہ درجہ کی صنعتوں (ایم ایس ایم ای) پر مشتمل ہے جو پیداوار، روزگار اور برآمدات کے لحاظ سے قومی معیشت کے لئے وقیع طور سے تعاون کرتی ہیں۔ ایم ایس ایم ای کا شعبہ ہندوستانی معیشت کا ایک اہم ستون ہے کیوں کہ یہ تقریباً 5.1 کروڑ یونٹوں کے ایک وسیع نیٹ ورک سے ہندوستانی معیشت کی ترقی و فروغ میں تعاون کرتا ہے، یہ بینک اشیاء کی پیداوار میں تقریباً 45 فی صد حصے اور مالیت کے لحاظ سے برآمدات کے تقریباً 40 فی صد حصے کا تعاون کرتا ہے جو جی ڈی پی کا تقریباً 37 فی صد ہوتا ہے۔

سڈبی کی کاروباری حکمت عملی ایم ایس ایم ای کے ماحولیاتی نظام میں مالی اور غیر مالی فرق کو دور کرنا ہے۔ ایم ایس ایم ای کے لئے مالی امداد (الف) ایم ایس ایم ای کو قرض دینے کے لئے براہ راست ربینکوں کو ازسرنو مالیے رمالی اداروں نیز خطرے والے سرمایے، پائیدار مالیے، قابل وصول مالیے، خدمات شعبے کے مالیے وغیرہ جیسے اہم شعبوں میں براہ راست مالیے کے ذریعہ فراہم کی جاتی ہے۔ ایم ایس ایم ای کے شعبے کی ترقی وفروغ کے لئے سڈبی 'زائد قرض' کا نظریہ اپناتا ہے جس کے تحت قرض کے علاوہ سڈبی ایم ایس ایم ای کے لئے اپنی ترقیاتی امداد کے ذریعے، ایم ایس ایم ای کے شعبے میں صنعت کی ترقی وفروغ، ہنرمندی کو بہتر بنانے، مارکیٹنگ کی امداد، کلسٹر ترقی وفروغ، ٹکنالوجی کی جدید کاری وغیرہ کے سلسلے میں مدد کرتا ہے۔ پی اور ڈی کی اس امداد سے ایم ایس ایم ای کے شعبے میں 2.3 لاکھ سے زیادہ افراد کو فائدہ ہوا ہے، روزگار کے 1.5 لاکھ سے زیادہ مواقع پیدا ہوئے ہیں نیز 80,000 سے زیادہ یونٹ، زیادہ تر دیہی صنعتیں قائم کرنے میں مدد ملی ہے۔

☆☆☆

میڈیکل طلبا کو اپنی میڈیکل پریکٹس کو اخلاقی پریکٹس میں تبدیل کرنا چاہیے: نائب صدر جمہوریہ

☆ نائب صدر جمہوریہ ایم ونکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ میڈیکل طلبا کو چاہئے کہ وہ مریضوں کی فلاح و بہبود کو نظر میں رکھتے ہوئے اپنی میڈیکل پریکٹس کو اپنی اخلاقی پریکٹس میں تبدیل کریں۔ وہ اتراکھنڈ کے شہر دہرہ دون میں سوامی راما ہمالین یونیورسٹی میں دوسرا کانووکیشن خطبہ دے رہے تھے۔ اتراکھنڈ کے گورنر جناب کرشن کانت پال، اتراکھنڈ کے وزیراعلی جناب تریویندر سنگھ راوت، اتراکھنڈ کے اعلی تعلیم کے وزیر مملکت ڈاکٹر دھن سنگھ راوت، سوامی راما ہمالین یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر وجے دھسمانا اور دیگر معزز افراد بھی اس موقع پر موجود تھے۔ نائب صدر جمہوریہ نے سوامی راما کے حوالے سے کہا کہ 'اگر میں آپ کے اندر کے خدا کی خدمت نہیں کرسکتا تو پھر مندروں، گرجا گھروں اور مسجدوں میں جانا سب ریاکاری ہے' انہوں نے مزید کہا کہ اس عزم نے سوامی راما کو یونیورسٹی کے محرک کے طور پر 'محبت کرو، خدمت کرو، یاد کرو' اپنانے میں مدد کی جس سے طلبا، اساتذہ اور عملے کو ایثار اور محبت کے جذبے کے ساتھ بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے فیضان حاصل ہوا۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہمالین انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسیز (ایچ آئی ایم ایس) صحت کی دیکھ بھال کے سلسلہ میں مربوط اور موثر حکمت عملی تیار کررہا ہے، جس میں نہ صرف مقامی آبادی کی ضرورتوں پر توجہ دی جاتی ہے بلکہ مجموعی طور پر ملک کے لئے بھی ایک ماڈل کا کام انجام دیا جاتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایچ آئی ایم ایس اتراکھنڈ اور آس پاس کے دیہی عوام کو ملٹی سپر اسپیشلٹی اور ثانوی صحت خدمات فراہم کررہا ہے۔ یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ 9 ہزار سے زیادہ ایسے بچوں کو جن کے ہونٹ کٹے ہوئے تھے اور جن کے تالو کٹے ہوئے تھے انہیں اسمائل ٹرین پروجیکٹ کے تحت پلاسٹک سرجری کی خدمات فراہم کی گئی ہیں۔ مسٹر ایم وینکیا نائیڈو نے کہا کہ یونیورسٹی کے کینسر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں کینسر پر قابو پانے کے لئے تمام پہلوؤں پر توجہ دی جارہی ہے اور یہ اس علاقے میں کینسر کے علاج کا بنیادی ادارہ بننے کے لئے پوری طرح تیار ہے اور اس قابل ہے کہ کینسر کے مریضوں کو دوسری جگہوں سے یہاں بھیجا جائے۔ انہوں نے مزید کہا کہ نرسیں مریضوں کی دیکھ بھال اور علاج میں ایک اہم رول ادا کرتی ہیں اور انہیں یہ سن کر خوشی ہوئی ہے کہ ہمالین کالج آف نرسنگ، نرسنگ کے معاملے میں ڈپلوما، انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ پروگرام فراہم کررہا ہے۔ نائب صدر جمہوریہ نے گریجویٹوں کو یقین دلایا کہ موثر بات چیت، خود اپنا بندوبست، جدت طرازی، جذباتی شعور اور خود آگہی جیسی ذاتی صلاحیتوں سے انہیں زندگی میں صحیح مقصد حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہندستان کی حکومت، اپنی معیشت کو متنوع بنا کر یعنی زراعت پر مبنی معیشت سے سامان کی تیاری اور خدمات پر مبنی معیشت بنا کر ہندستان کو ایک مقابلہ جاتی، تیزی سے ترقی کرنے والے اور زیادہ پیداواریت والے ملک میں تبدیل کرنے کے سرگرم منصوبے بنارہی ہے۔ انہوں نے طلبا کو مشورہ دیا کہ وہ روزگار حاصل کرنے والے نہ بنیں بلکہ روزگار دینے والے بنیں۔ انہوں نے گریجویٹوں کو مشورہ دیا کہ وہ لگن، محنت، جذبہ اور نظم وضبط کے ذریعے اپنے خوابوں کو پورا کرنے اور اپنے مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

☆☆☆

یدھ ویر سنگھ ملک

بھارت مالا پری یوجنا

بھارت مالا پری یوجنا کے پہلے مرحلے کے لئے تجویز کو اقتصادی امور سے متعلق کابینہ کمیٹی نے 24 اکتوبر 2017 کو منعقدہ اپنی میٹنگ میں منظوری دے دی ہے۔ بھارت مالا ملک کے لئے شاہراہوں کی بہتری اور فروغ کا ایک جامع پروگرام ہے۔ شاہراہوں کا شعبہ موجودہ فرق اور ٹرانسپورٹیشن کی بڑھی ہوئی ضروریات کی وجہ سے ہندوستان میں بنیادی ڈھانچہ کا ایک اہم شعبہ بنا ہوا ہے۔ بھارت مالا شاہراہوں کے بنیادی ڈھانچے کے لئے ایک نئے دور کی شروعات کی علامت ہے۔

شاہراہوں کی بہتری اور فروغ سے متعلق قومی پروجیکٹ (این ایچ ڈی پی) ملک میں شاہراہوں کی بہتری و فروغ کا پہلا اہم پروگرام تھا، جو 1998 میں این ڈی اے کی حکومت نے شروع کیا تھا۔ این ایچ ڈی پی پر عمل درآمد کرنے کے تجربہ کا استعمال کرتے ہوئے بھارت مالا میں منصوبہ بندی اور عمل درآمد کے راہداری نظریے پر مبنی ملک بھر میں قومی شاہراہوں (این ایچ) کی بہتری و فروغ، کام کاج اور دیکھ بھال کے لحاظ سے سڑکوں کی بہتری و فروغ کی از سر نو توضیح کرنے کے سلسلے میں آگے کی سمت ایک بڑی جست لگانے پر غور کیا گیا ہے۔

بھارت مالا کا مقصد مناسب مداخلتوں کے ذریعے ملک بھر میں قومی شاہراہوں پر مال اور مسافر دونوں کی نقل و حمل کے لئے لوجسٹکس کارگزاری میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنا ہے۔

بھارت مالا وضع کرنے کے سلسلے میں نظریہ

زیادہ گنجان اور منزل مقصود (او ڈی) جوڑوں کے درمیان سامان کی نقل و حمل کا ایک تفصیلی مطالعہ ایک سائنسی انداز میں کرایا گیا تھا۔ اس کے بعد نئی اقتصادی راہداریوں کی نشاندہی کرنے اور انہیں تیار کرنے کے لئے ایک بخوبی غور وخوض کردہ حکمت عملی تشکیل دی گئی تھی تا کہ اس اقتصادی خطے کی لوجسٹکس کارگزاری میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے جس کے نتیجے میں توقع ہے کہ معیشت پر ایک کثیر پہلوئی اثر پڑے گا۔ اس او ڈی مطالعے میں این ایچ ڈی پی کے تحت جاری پروجیکٹوں کے ساتھ اقتصادی راہداریوں کو مربوط کرنے کو اہمیت دی گئی تھی۔

اس مطالعے سے یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ ملک میں اقتصادی راہداریاں بنیادی ڈھانچے کی عدم موزونیت کی حامل ہیں۔ مثال کے طور پر ممبئی۔ کولکاتا راہداری میں، ریاست اوڈیشہ میں ایک اہم حصہ دو لین والا ہے نیز ایکسٹرلین کی تبدیلیاں بھی ہیں۔ اگر اس پورے حصے کو کم سے کم یکساں 4 لین والی سہولت کے لئے بہترین بنایا جاتا ہے تو ٹریفک کی آمدورفت میں رکاوٹ آتی رہے گی، جس کے نتیجے میں مال بھاڑے کے اخراجات میں اضافہ ہوگا جس کا منفی اثر حتمی مصنوعات مثلاً فولاد اور بجلی پر پڑے گا۔ چناں چہ ملک بھر میں راہداریوں میں اس طرح کی عدم موزونیت پر توجہ دینے کی فوری ضرورت ہے۔

نئی راہداریوں اور معاون راستوں کی بہتری اور فروغ کے علاوہ سڑک کے حصوں کے تھروپٹ کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے، شاہراہوں کی بہتری اور فروغ سے متعلق قومی پروجیکٹ (این ایچ ڈی پی) کے تحت پہلے ہی تیار کئے جا چکے ہیں۔ اس کے لئے بائی پاس سڑکوں، رنگ روڈس وغیرہ کے فروغ کے ذریعے حصوں پر بھیڑ بھاڑ کم کرنی ہوگی اور کثیر ماڈل لوجسٹکس پارکوں کو فروغ دینا ہوگا تا کہ مال جمع کیا جا سکے اور اسے الگ الگ کیا جا سکے نیز موثر ماڈل شفٹیں عمل میں آ سکیں۔

سرحدی اور ساحلی علاقوں کے ساتھ ساتھ بنیادی ڈھانچے کی ترقی و فروغ ہندوستان کی برآمداتی درآمداتی (ایکزم) تجارت کو فروغ دینے کے لئے اہم ہے۔ ہندوستان کے پڑوسی ملکوں، نیپال، بنگلہ دیش اور بھوٹان کے ساتھ تجارتی مقامات کے لئے رابطہ کو بہتر بنانے کے مقصد کے ساتھ ساتھ اسٹریٹیجک اہمیت کی بنیاد پر سرحدی سڑکوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ساحلی سڑکوں کے فروغ اور بندرگاہوں کے رابطہ والی سڑکوں میں اضافہ کرنے کو جہاز

مضمون نگار سڑک ٹرانسپورٹ اور شاہراھوں کے سکریٹری ھیں۔
Secy-road@nic.in

رانی وزارت کے ساگر مالا پروگرام کے ساتھ ہم آہنگ کر دیا گیا ہے۔

پروجیکٹ پر مبنی سڑکوں کے فروغ سے توجہ راہداریوں پر مبنی نظریے پر منتقل کرنے اور اس کے ذریعے اہم فرق کرنے کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے سڑک ٹرانسپورٹ اور شاہراہوں کی وزارت نے ''بھارت مالا پری یوجنا'' وضع کی ہے۔

بھارت مالا۔ چھ جزو

(i) اقتصادی راہداریاں: توقع ہے کہ اقتصادی اہمیت والی نشاندہی کردہ شاہراہوں والی

راہداریوں سے آنے والے برسوں میں 25 فی صد مال لایا جاسکے گا۔ ایک بار بن جانے پر توقع ہے کہ ان کی بین راہداریوں اور معاون راستوں کے ساتھ یہ قومی اور اقتصادی راہداریاں ہمارا 80 فی صد معاون راستوں کے ساتھ یہ قومی اور اقتصادی راہداریاں ہمارا 80 فی صد مال ٹریفک لالے جاسکیں گی۔ اقتصادی راہداریوں کے طور پر تیار کئے جانے کے لئے تقریباً 26200 کلومیٹر لمبی راہداریوں کی نشاندہی کی جاچکی ہے جس میں سے 9000 کلومیٹر لمبی راہداریوں کے سلسلے میں پہلے مرحلے میں کام شروع کیا جارہا ہے۔

(ii) بین راہداریاں اور معاون سڑکیں: تقریباً 8000 کلومیٹر لمبی راہداریوں اور تقریباً 7500 کلومیٹر لمبے فیڈر راستوں کی نشاندہی کی جاچکی ہے جس میں سے 6000 کلومیٹر لمبی راہداریوں اور معاون راستوں کے سلسلے میں پہلے مرحلے میں کام شروع کیا جارہا ہے۔

(iii) قومی راہداریوں کی کارکردگی کی بہتری: سنہری چوطرفہ نیز شمال۔ جنوب اور مشرق۔ جنوب راہداریاں ہندوستان کا 35 فی صد مال لاتی لے جاتی ہیں۔ انہیں قومی راہداریاں قرار دیئے جانے کی تجویز ہے۔ چھ قومی راہداریوں میں اوسط ٹریفک 30000 پی سی یو ہے۔ ضرورت کے مطابق ان راہداریوں کو 8/6 لین والی راہداریاں بنانے کا کام شروع کیا جائے گا۔ قومی راہداریوں میں تنگ جگہیں بن گئی ہیں جس سے لوجسٹکس کارکردگی اثر انداز ہو رہی ہے۔ ان قومی راہداریوں میں بھیڑ بھاڑ ختم کرنے کے لئے لین کی توسیع کرنے کے علاوہ رنگ روڈس اور بائی پاس سڑکیں، اونچی کی گئیں راہداریاں بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ اسٹریٹیجک مقامات پر لوجسٹکس پارک بنائے جانے کا منصوبہ بھی ہے تاکہ ماڈل کی موثر منتقلیاں نیز مال جمع کرنے اور الگ الگ کرنے کا کام عمل میں آسکے۔ پہلے مرحلے میں اس زمرے کے تحت تقریباً 5000 کلومیٹر پر کام شروع کیا جارہا ہے۔

(iv) سرحدی اور بین اقوامی رابطہ جاتی سڑکیں: ان کے اسٹریٹیجک اہمیت کے لئے بین اقوامی سرحدوں کے ساتھ تقریباً 3300 کلومیٹر لمبی سڑکیں بنائے جانے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ہندوستان کی بڑی شاہراہ راہداری کو بین اقوامی تجارتی مقامات سے جوڑنے کے لئے تقریباً 2000 کلومیٹر لمبی سڑکوں کی ضرورت ہے تاکہ اپنے پڑوسی ملکوں یعنی نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش اور میانمار کے ساتھ برآمداتی درآمداتی (ایگزم) تجارت کے سلسلے میں سہولت مہیا کی جائے۔ پہلے مرحلے میں اس زمرے کے تحت تقریباً 2000 کلومیٹر لمبی سڑکیں بنانے کا کام شروع کیا جارہا ہے۔

(v) ساحلی اور بندرگاہی رابطہ سڑکیں: ہندوستان کے ساحل کے ساتھ ساتھ تقریباً 2100 کلومیٹر لمبی ساحلی سڑکیں بنانے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ توقع ہے کہ ان سڑکوں سے ساحلی علاقوں کی سیاحتی اور صنعتی ترقی کو فروغ ملے گا۔ بڑی بندرگاہوں کے لئے رابطے کو بہتر بنانے پر زور دینے کے ساتھ ایگزم تجارت کے سلسلے میں سہولت بہم پہنچانے کے لئے تقریباً 2000 کلومیٹر لمبی بندرگاہی رابطہ جاتی سڑکوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ نشاندہی کردہ ان سڑکوں کو جہاز رانی کی وزارت کے ساگر مالا پروگرام کے ساتھ ہم آہنگ کر دیا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں اس زمرے کے تحت تقریباً 2000 کلومیٹر لمبی سڑکیں بنانے کا کام شروع کیا جارہا ہے۔

(vi) گرین فیلڈ ایکسپریس ویز: قومی اور اقتصادی راہداریوں کے کچھ حصے 50,000 پی سی یو سے متجاوز ٹریفک کے حامل ہیں اور ان میں بہت سی تنگ جگہیں بھی بن گئی ہیں۔ گرین فیلڈ ایکسپریس ویز کے فروغ کے لئے ان حصوں کے تقریباً 1900 کلومیٹر لمبے حصے کی نشاندہی کی گئی ہے جس میں سے تقریباً 800 کلومیٹر لمبے حصے پر پہلے مرحلے میں اس زمرے کے تحت کام شروع کیا جارہا ہے۔

بھارت مالا مرحلہ ا۔ جزو اور غور کردہ سرمایہ کاریاں: بھارت مالا کے پہلے مرحلے میں تقریباً 24800 کلومیٹر لمبی سڑکیں بنانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ پہلے مرحلے میں این ایچ ڈی پی کے تحت تقریباً 10,000 کلومیٹر لمبی بقیہ سڑکوں کی تعمیر کا کام بھی شامل ہے۔ پہلے مرحلہ کے لئے تخمینہ شدہ اخراجات پانچ برسوں پر محیط 5,35000 کروڑ روپے ہیں۔

24,800 کلومیٹر سے زیادہ کی نشاندہی کرنے کے لحاظ سے کافی لچک دار ہے کیوں کہ سڑک ٹرانسپورٹ اور شاہراہوں کے وزیر کو اس صورت میں دیگر مناسب پروجیکٹوں کے ساتھ اس لمبائی کے 15 فی صد حصے تک کا متبادل کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اگر کچھ نشاندہی کردہ حصوں کی تیاری کا کام زمین کی حصولی کے مسائل یا دیگر غیر متوقع عناصر کی وجہ سے شروع نہیں کیا جا سکتا ہے۔

پروجیکٹوں کے جائزے اور منظوری کے سلسلے میں تفویض اختیارات: انفرادی این ایچ پروجیکٹ حصوں کے جائزے رمنظوری کے سلسلے میں موثر تفویض اختیارات اس پروگرام کی ایک امتیازی خصوصیت ہے۔ اس سے نشاندہی کردہ پروجیکٹ آسانی سے اور مقررہ مدت میں دیئے جا سکیں گے جس کے نتیجے میں تیزی سے عمل درآمد کیا جائے گا۔ نیشنل ہائی ویز اتھارٹی آف انڈیا (این ایچ اے آئی) کو پروجیکٹوں کا جائزہ لینے اور انہیں منظور کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اس بات کو یقینی بنانے کا مناسب خیال رکھا گیا ہے کہ جائزے رمنظوری کے نظام میں شامل کردہ تعین کے معیار میں کوئی تخفیف نہ ہو۔ تمام پروجیکٹوں کا تکنیکی، مالی اور اقتصادی طور سے جائزہ پروجیکٹ کے جائزے اور تکنیکی جانچ پڑتال سے متعلق بخوبی لیس کمیٹیاں کریں گی، جو نیتی آیوگ کے ماہرین پر مشتمل ہوں گے نیز جنہیں این ایچ اے آئی اور سڑک ٹرانسپورٹ اور شاہراہوں کی وزارت قائم کریں گی۔ ٹھیکے دینے کے عمل میں تیزی لانے کے لئے پروجیکٹ تیار کرنے کی سرگرمیاں عمل درآمدی ایجنسیوں کے ذریعے پہلے ہی شروع کی جا چکی ہیں۔ نیتی آیوگ کے سی ای او کو این ایچ اے آئی بورڈ کے ایک جزو وقتی رکن کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔

بڑے چیلنج کا نظام

بڑے چیلنج کے نظام کے ذریعے ترقی کے عمل میں شرکت کرنے کے سلسلے میں ریاستی حکومتوں کی حوصلہ افزائی کرنا اس پروگرام کی ایک اور امتیازی خصوصیت ہے۔ اس نظام کے تحت ان پروجیکٹوں کو عمل درآمد کرنے کے لئے نشاندہی کئے جانے کے لحاظ سے ترجیح دی جائے گی جن کے سلسلے میں متعلقہ ریاستی حکومتیں، خاص طور سے تیز رفتاری سے پروجیکٹ کی زمین فراہم کرنے کے لحاظ سے سرگرم کردار ادا کرتی ہیں۔

ادارہ جاتی صلاحیت میں اضافہ

اس پروگرام پر موثر طور سے عمل آمد کرنے کی غرض سے سڑک ٹرانسپورٹ اور شاہراہوں کی وزارت نیز اس کی عمل درآمدی ایجنسیوں کی اندرونی صلاحیتوں میں اضافہ کرنے کے لئے مسلسل کوششیں کی جا رہی ہیں۔ سڑک ٹرانسپورٹ اور شاہراہوں کی وزارت اور اس کی عمل درآمدی ایجنسیوں کی تشکیل اور عمل کی تبدیلی' کے بارے میں ایک مطالعہ کیا گیا ہے نیز اس مطالعے کی کچھ سفارشات پر پہلے ہی عمل درآمد کیا جا چکا ہے۔ مثلاً زمین کی حصولی سے متعلق اصلاحات، پروجیکٹ ڈی پی آر کے معیار میں اضافہ کرنے کے لئے اصلاحات، آن لائن پروجیکٹ نگرانی اطلاعاتی نظام (پی ایم آئی ایس) کی تیاری اور عمل درآمد وغیرہ۔

بھارت مالا کا اثر

راہداری کے سلسلے میں ایک مربوط نظریہ اختیار کر کے ملک بھر میں سڑکوں پر ٹریفک کی آمد و رفت کی کارکردگی میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ نشاندہی کردہ یہ نیٹ ورک ملک میں مال کی بین ضلع تقریباً 80 فی صد نقل وحمل کی ضرورت پوری کرے گا۔ اس سے 20 تا 25 فی صد تک ملک میں گاڑیوں کی اوسط رفتار میں بہتری آ سکے گی۔

اقتصادی راہداریوں نیز وابستہ بین راہداریوں اور معاون سڑکوں کو فروغ دینے کے نتیجے میں سڑکوں کا بنیادی ڈھانچہ بہتر ہوگا، بائی پاس سڑکوں، رنگ روڈ وغیرہ کے ذریعے نیٹ ورک پر تنگ جگہوں کا خاتمہ ہوگا۔ راہداری اور داخلے رنکاسی پر مبنی محصول لینے کے ساتھ ساتھ کنٹرول کردہ ایکسپریس ویز تک رسائی جیسے اقدامات سے شاہراہوں پر اوسط رفتار میں مزید بہتری لائی جا سکے گی۔ اس کے نتیجے میں مال گاڑیوں کی اوسط رفتار میں بہتری کے تین کلیدی فوائد ہوں گے یعنی (i) گاڑیوں کے بہتر استعمال کے نتیجے میں تیز رفتار بریک ایون اور اس طرح فی کلومیٹر فی ٹن مال کے کم اخراجات (ii) گاڑی روک کر کھڑے رہنے کے وقت میں کمی آنے کی وجہ سے گاڑیوں کے ایندھن کی کارکردگی میں بہتری، جس کے نتیجے میں مال کے کم اخراجات ہوں گے اور (iii) مال کی تیز رفتار اور قابل اعتماد نقل وحمل، جس کے نتیجے میں مال میں لے جائی گئی اوسط انوینٹری میں کمی آئے گی۔ اس نیٹ ورک کے ایک بار تیار ہونے پر توقع ہے کہ اس سے معیشت میں سپلائی کے سلسلے کے مجموعی اخراجات میں تقریباً 5 تا 6 فی صد کمی آئے گی۔ ملک کے لوجسٹکس کارکردگی اشاریے پر اس کا مثبت اثر پڑے گا۔

قومی شاہراہوں کے رابطوں کے ذریعے ملک میں 550 اضلاع کو جوڑنا۔ اس وقت تقریباً 300 اضلاع این ایچ رابطوں کے حامل ہیں۔

شاہراہوں اور متعلقہ بنیادی ڈھانچے کے فروغ، کام کاج اور دیکھ بھال کے سلسلے میں سرمایہ کاری اور تعمیر کی سرگرمیوں کے لئے بڑے مواقع پیدا کرنا۔

توقع ہے کہ بھارت مالا کے پہلے مرحلے میں راہداریوں کے نیٹ ورک کے 24,800 کلومیٹر لمبے حصے کو بہتر بنانے سے تعمیر کے مرحلے کے دوران روزگار کے تقریباً 34 کروڑ افرادی دن فراہم ہوں گے نیز اقتصادی سرگرمیوں کی بڑھتی ہوئی سطح کی وجہ سے روزگار کے تقریباً 22 ملین مستقل مواقع پیدا ہوں گے۔

☆☆☆

ڈی ایس ملک

مشن اندردھنش:

ہندوستان میں پبلک سیکٹر بینکنگ کی اصلاح

گزشتہ دومہینوں میں فائنانشیل سروسز سیکٹر کو حکومت کے اس اعلان سے کافی تقویت حاصل ہوئی ہے جس میں آئندہ دو برسوں کے دوران پبلک سیکٹر بینک (پی ایس بی) کے لئے 2.11 لاکھ کروڑ روپے کے بڑے سرمایہ منصوبے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کے تحت قرض نادہندہ کے معاملات اور دیوالیہ سے متعلق ضابطوں میں ترمیم کی جانی ہے اور پی ایس بی کے انضمام پر خاص توجہ دی جانی ہے جس کے لئے پی ایس بی میں مزید استحکام کے مقصد سے ایک متبادل میکنزم تیار کیا گیا ہے۔ یہ پبلک سیکٹر بینکنگ سسٹم میں اصلاح کے لئے اچانک کی گئی پہل اور اقدامات ہو سکتے ہیں۔ تاہم حکومت نے ان اقدامات کو حکمت عملی کے طور پر منصوبہ بند کیا ہے۔ اب اس کے اثرات سیکٹر پر مرتب ہونے لگے ہیں۔ موجودہ حکومت نے سال 2014 میں اقتدار سنبھالا تھا اور اسی وقت سے پی ایس بی کی کارکردگی پر بحث و مباحثہ کا سلسلہ جاری ہے کیوں کہ اس کا ہندوستانی معیشت میں اہم کردار ہے۔ گزشتہ چند برسوں میں پی اے بی کئی اسباب کی بنا پر بہت زیادہ متاثر رہی ہے جن میں منظوری ملنے میں تاخیر اور اراضی کی تحویل، گھریلو اور عالمی مانگ میں کمی اور دیگر امور شامل ہیں۔ واضح رہے کہ پی ایس بی کا انفرااسٹرکچر فائنانسنگ میں ایک بڑا حصہ ہے۔ اس سب کی وجہ سے اس کے منافع میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اس طرح کے چیلنجوں سے نمٹنے کے لئے حکومت نے سال 2015 میں ایک منصوبہ تیار کیا ہے جسے اندردھنش 2015 پلان کا نام دیا گیا ہے۔ اس منصوبہ کا مقصد پی ایس بی میں ازسرنو سرمایہ کاری اور اصلاحات ہے۔ حکومت نے اس ضمن میں اس کا اعلان 14 اگست 2015 کو کیا ہے اور جو کہ حکومت کے ذریعے بینکوں کو قومی دائرے میں لانے کے سال 1970 کے اعلان کے دوسرا جامع منصوبہ ہے۔

مضمون نگار ٹرانسپورٹ اور ہائی وے،
حکومت ہند کے سکریٹری ہیں۔
dprfinance@gmail.com

☆ **تقرری**: حکومت نے چیرمین اور منیجنگ ڈائریکٹر (ایم ڈی) کی آسامی کو الگ الگ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ حکومت نے ہدایت دی ہے کہ متعلقہ اسامیاں پر کرتے وقت سی ای او کو ایم ڈی اور سی ای او کا عہدہ حاصل ہوگا اور اس کے علاوہ ایک اور شخص ہوگا جسے پی ایس بی کا غیر ایگزیکٹو چیرمین مقرر کیا جائے گا۔

☆ **بینک بورڈ بیورو (بی بی بی)**:
بی بی بی پیشہ ور ماہرین اور افسران کی ایک کمیٹی ہوگی جو کل وقتی ڈائریکٹروں کے ساتھ پی ایس بی کے غیر ایگزیکٹو چیرمین کا تقرر کرنے والے تقرر بورڈ کی جگہ لے گی۔ یہ عہدہ داران تمام پی ایس بی کے بورڈ آف ڈائریکٹر کے ساتھ اپنی ترقی اور فروغ کے لئے مناسب حکومت عملی تیار کرنے میں مصروف عمل رہیں گے۔

☆ **سرمایہ کاری**: موجودہ وقت میں پی ایس بی کو مناسب سرمایہ کاری کی سہولت حاصل ہے اور وہ باسل III اور آر بی آئی کے ضابطوں کی پوری طرح تعمیل کر رہے ہیں تاہم حکومت ہند چاہتی ہے کہ باسل III کے ضوابط کے مطابق تمام بینکوں کو مناسب سرمایہ سے مزین کیا جائے۔ اس ضمن میں مالی سال 2019 تک آئندہ برسوں کے لئے اضافی سرمایہ کی ضرورت ایک اندازہ کے مطابق 1,80,000 کروڑ روپے ہو سکتی ہے۔ یہ تخمینہ رواں مالی سال قرض کی فروغی شرح 12 فی صد اور آئندہ تین برسوں کے لئے 12 تا 15 فی صد پر بینک کی گنجائش اور ان کی ترقی کرنے کی صلاحیت پر مبنی ہے۔ مجموعی مطلوبہ مانگ میں سے حکومت ہند نے آئندہ چار برسوں کے لئے بجٹ میں مختلف رقم میں سے 70,000 کروڑ روپے درج ذیل کے مطابق دستیاب کرانے کی تجویز دی ہے۔

☆ **(اے) پی ایس بی کو دباؤ سے آزاد کرنا**: گزشتہ دہائی کے دوران انفرااسٹرکچر سیکٹر کو اور کور سیکٹر کے پروجیکٹ بی ایس بی کے فنڈ کے بڑے وصول کنندہ رہے۔ تاہم مختلف وجوہات سے ان پروجیکٹوں میں رخنہ پڑا جس کی وجہ سے بینکوں پر این پی اے کا بوجھ بڑھ گیا۔ حالیہ تجزیہ میں توانائی، فولاد اور شاہراہ زمروں میں دباؤ کے اسباب کا جائزہ لیا گیا۔ ان متعلقہ زمروں کے متعلقین کے ساتھ اس سلسلے میں بات چیت کی گئی ہے۔ ان ملاقاتوں کے بعد چند اقدامات جو اٹھائے

گئے ہیں، وہ درج ذیل ہیں۔

☆پروجیکٹ مانیٹرنگ گروپ (کابینی سکریٹریٹ) متعلقہ وزارتیں زیر التوا منظوری/اجازت کی جلد سے جلد دستیابی کے بارے میں متعلقہ ایجنسیوں سے رابطہ قائم کریں گی۔

☆متعلقہ وزارتیں/محکمے پروجیکٹ کی تکمیل/نفاذ سے متعلق زیر التوا پالیسی فیصلوں پر کارروائی کریں گے۔

☆کوئلہ/پی این جی کی وزارت ان پروجیکٹوں کے لئے طویل مدتی بنیاد پر ایندھن کی دستیابی کے لئے پالیسیاں تیار کرے گی۔

☆متعلقہ ڈسکام جلد سے جلد اصلاحات کو یقینی بنانے کے لئے ہر ممکن تعاون فراہم کریں گی۔

☆ان پروجیکٹوں کی ابتر ہوتی صورت حال سے نمٹنے کے لئے پروموٹر کو اضافی اکویٹی کی ہدایت کی جائے گی۔ ایسی صورت میں کہ اگر پروموٹرز تقاضے کے مطابق کارکردگی انجام دینے میں ناکام رہتے ہیں تو بینک متبادل انتظامات پر غور وخوض کر سکتے ہیں یا مینجمنٹ پر کنٹرول کر سکتے ہیں۔

☆حکومت صنعتوں کی کارکردگی کو متاثر کئے بغیر ڈیوٹی کی شرح میں تبدیلی کے امکانات پر غور وخوض کر سکتی ہے۔ اس ضمن میں اسٹیل پر امپورٹ ڈیوٹی میں اضافے کا فیصلہ پہلے ہی کیا جا چکا ہے۔

☆ریزر بینک آف انڈیا سے قرض کے موجودہ ڈھانچے اور ضابطوں میں مزید رعایت دینے سے متعلق بینکوں کی تجاویز پر غور وخوض کرنے کی درخواست کی جا رہی ہے۔

(بی) جوکھم سے نمٹنے کے اقدامات اور این پی اے کی اظہار کے عمل میں استحکام

ڈی آر ٹی اور ایس آے آر ایف اے ایس آئی میکنزم کے تحت وصولی کی کوششوں کے علاوہ این پی اے معاملات کے تصفیے کے لئے درج ذیل اضافی اقدامات کئے جا رہے ہیں:

☆ریزروبینک آف انڈیا نے سال 2014 میں مالی خسارے کی قبل از وقت نشاندہی، اس کے لئے تدارکی اقدامات اور قرض نادہندہ سے مناسب وصولی سے متعلق رہنما خطوط جاری کئے تھے۔ اس کے علاوہ معیشت میں ڈوبے ہوئے قرض کی وصولی کے ذریعے استحکام کی تجاویز دی تھیں اور ڈوبے ہوئے قرض کی بروقت آگاہی اور اس کے تصفیے کے لئے متعدد اقدامات کی تجویز دی تھی۔

☆ریزروبینک آف انڈیا نے اب ایسے قرض دہندگان کے لئے ایک نئی زمرہ بندی کی ہے اور انہیں غیر معاون قرض دہندگان قرار دیا ہے۔ اس نئی زمرہ بندی کے اعتبار سے غیر معاون قرض دہندگان کے لئے سخت شرائط کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔

☆**اسیٹ ری کنسٹرکشن کمپنی (اے آر سی)**: ریزروبینک آف انڈیا نے ری کنسٹرکشن کمپنی (اے آر سی) کے لئے ضوابط سخت کر دیئے ہیں جہاں سیکورٹی رسید میں کم سے کم سرمایہ کاری 15 فی صد ہونی چاہئے جو کہ اس سے قبل پانچ فی صد تھی۔ اس قدم سے ان کے ذریعے خریدی جانے والے اثاثوں میں اے آر سی کی مد میں لگی رقم میں اضافہ ہوگا۔ مزید برآں بینکوں کو نقدی کے محاذ پر بہتر صورت حال کے سبب اپنی بیلنس شیٹ کلیر کرنے کا موقع ملے گا۔

☆**چھ نئے ڈی آر ٹی کا قیام**: مرکزی حکومت نے بینکنگ سیکٹر کے ڈوبے ہوئے قرض کی تیز تر وصولی کو یقینی بنانے کے لئے ملک کے چھ مختلف شہروں چنڈی گڑھ، بنگلور، ایرناکولم، دہرہ دون، سلی گوڑی اور حیدرآباد میں قرض وصولی کے نئے ٹربیونل (ڈی آر ٹی) قائم کئے ہیں۔

☆**تفویض اختیارات**: حکومت نے ایک سرکولر جاری کر کے واضح کیا ہے کہ اب حکومت کی جانب سے کوئی دخل اندازی نہیں کی جائے گی اور بینکوں کے ذریعے ادارے کے تجارتی مفاد کو ذہن میں رکھتے ہوئے آزادانہ فیصلے کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

جواب دہی فریم ورک:

☆سرکاری زمرے کی بینک کاری کی کارکردگی کی پیمائش کے لئے کی پرفارمنس انڈیکیٹرز (کے پی آئی) کا ایک نیا فریم ورک۔

☆**ڈیپارٹمنٹ آف فائنانشیل سروسز (ڈی ایف ایس)**: وزارت مالیات نے سرکاری زمرے کی بینک کاری کو ایک سرکولر جاری کیا ہے جس میں دھوکہ دہی کے معاملوں کی سی بی آئی میں شکایت درج کرنے کی وقت کی پابندی پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر معاملے کی روزمرہ کی بنیاد پر نگرانی پر زور دیا گیا ہے۔

☆دھوکہ دہی کے بڑے معاملات بشمول عملہ کی کوتاہی والے معاملات میں تیز تر کارروائی کے لئے نگرانی کا فعال اور موثر عمل۔ ریزروبینک آف انڈیا نے اس ضمن میں سال 2015 میں قرض سے متعلق دھوکہ دہی کے معاملات سے نمٹنے کے لئے رہنما خطوط جاری کئے تھے۔

گورننس اصلاحات

گورننس اصلاحات کا عمل پنے میں سال 2015 کی ابتدا میں پی ایس بی اور ایف آئی کے مشترکہ زیر اہتمام گیان سنگم کانفرنس کے انعقاد کے ساتھ شروع ہوگیا تھا۔ اس کانفرنس میں ریزر بینک آف انڈیا کے گورنر اور تمام پی ایس بی اور ایف آئی کے سی ایم ڈی سمیت تمام متعلقین نے شرکت کی تھی۔ وزیراعظم شری نریندر مودی، وزیر مالیات شری ارون جیٹلی اور اس وقت کے وزیر مملکت برائے مالیات شری جینت سنہا نے کانفرنس کے شرکاء کو خطاب کیا تھا اور ان کے مسائل کو سمجھنے اور انہیں حل کرنے کے لئے شرکاء کے ساتھ تبادلہ خیال کیا تھا۔ وزیراعظم نے بینکنگ نظام میں سدھار کے لئے حکومت کی ترجیحات پر زور دیا تھا جس میں بینکوں کو مالی خودمختاری دی گئی تھی اور انہیں یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ بینکوں کے روزمرہ کے تجارتی معاملات میں حکومت کی کوئی دخل اندازی نہیں ہوگی۔ تاہم یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ اس معاملے میں ان کی جواب دہی برقرار رہے گی۔ اس کے ساتھ ان سے نقصانات کے بارے میں بھی بتا دیا گیا تھا۔ گیان سنگم کانفرنس میں کئی سفارشات پیش کی گئی جن میں جوکھم سے نمٹنے کے طریقہ کار کو مستحکم کرنا بھی شامل ہے۔ علاوہ ازیں ایچ آر مینجمنٹ کے طریقہ کار میں سدھار اور حائل رکاوٹوں کو دور کرنے پر خاص توجہ دی گئی تاکہ بینک مشترکہ وسائل کے ساتھ کام کرسکیں۔ بینک بورڈ کو تفویض

اختیارات کئے لئے متعدد اقدامات کئے گئے ہیں۔

گزشتہ ایک سال میں بینک کاری کی فعالیت بڑھانے کے لئے کئی اہم اقدامات کئے گئے ہیں:

ڈوبے ہوئے قرض اور دیوالیہ ضابطہ: ڈوبے ہوئے قرض اور دیوالیہ ضابطہ 2016 (ضابطہ) 28 مئی 2016 کو کمپنیوں کے ڈوبے ہوئے قرض سے متعلق قوانین کو مستحکم کرنے کے مقصد سے وضع کئے گئے تھے جن میں کئی معاملات سے متعلق مختلف ضابطوں کو شامل کیا گیا تھا۔ ان سب کو اب ایک قانون میں شامل کردیا گیا ہے۔ حال ہی میں جان بوجھ کر ضابطہ

شکنی کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کے لئے آئی بی سی میں کئی ترمیمات کی گئی ہیں۔

☆ **پی ایس بی کی از سر نو سرمایہ کاری**: حکومت نے قرض اور روزگار کے مواقع کے فروغ کے پیش نظر پی ایس بی کی سرمایہ کاری کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے سرمایہ کے متحرک ہونے کی راہ ہموار ہوگی، رواں سال میں اس مد میں زیادہ سے زیادہ رقم مختص ہوگی، آئندہ دو برسوں کے دوران یہ مد تقریباً 2,11000 کروڑ سے زیادہ ہوگی، اسے 18,139 کروڑ روپے کی بجٹ گنجائش کے توسط سے کی جائے گی۔ اس ضمن میں 1,35,000 کروڑ روپے کے مساوی بونڈ سے از سر نو سرمایہ کاری کی جائے گی جب کہ باقی رقم بینک مارکیٹ سے حاصل کریں گے جب کہ سرکاری ایکویٹی (تخمیناً گنجائش 38,000 کروڑ روپے) قرض اور روزگار کے مواقع کے فروغ کے پیش نظر شامل کی جائیں گی۔

☆ **بینکوں کا استحکام**: حالاں کہ گزشتہ چند برسوں سے بینکوں کا استحکام ریزرو بینک آف انڈیا کے ایجنڈے میں شامل ہے، تاہم بینک کاری کے زمرے میں کوئی اہم انضمام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس دوران چھ ایس بی آئی ایسوسی ایٹ بینکوں اور بھارتیہ مہیلا بینک کا ایس بی آئی کے ساتھ انضمام ہوا ہے۔ استحکام کا عمل نجی زمرے میں چند انضمام اور خاص طور پر ایس بی آئی کے ایسوسی ایٹ کے درمیان انضمام پر محدود ہے۔ ریزرو بینک آف انڈیا کے گورنر ڈاکٹر ارجیت پٹیل کا کہنا ہے کہ اگر پبلک سیکٹر بینکنگ کو مستحکم کردیا جائے تو ہندوستانی بینکنگ نظام بہتر ہوسکتا ہے اور کئی مسائل کے حل مل سکتے ہیں۔

دریں اثنا مرکزی حکومت نے مالیات اور تجارتی امور کے مرکزی وزیر شری ارون جیٹلی کی زیر صدارت سرکاری زمرے کے بینکوں میں استحکام کے لئے ایک متبادل میکنزم تیار کیا ہے۔ متبادل میکنزم کا مجموعہ درج ذیل کے مطابق ہے۔

چیئرپرسن: شری ارون جیٹلی، وزیر برائے مالیات و تجارتی امور

ممبر: شری پیوش گوئل۔ ریلوے و کوئلہ کے وزیر

ممبر: شریمتی نرملا سیتارمن۔ وزیر دفاع

مختلف بینکوں سے مختلف اسکیموں کی منظوری کے لئے موصول ہونے والی تجاویز کو اس متبادل میکنزم کے سامنے رکھا جائے گا۔ متبادل میکنزم کے ذریعے منظور کی گئی تجاویز سے متعلق ایک مفصل رپورٹ ہر تین مہینے میں کابینہ کے پاس بھیجی جائے گی۔ میکنزم انضمام کے لئے تجاویز کے معائنے کے لئے بینکوں کو ہدایت دے سکتا ہے۔ میکنزم کو منظوری سے قبل ریزرو بینک آف انڈیا سے تفصیلات حاصل ہوں گی۔

متبادل میکنزم بینکوں کو قومی دائرے میں شامل کرنے والے قوانین (بینکنگ کمپنیز (ایکویزیشن اینڈ ٹرانسفر آف انڈرٹیکنگ) قوانین 1970 اور 1980 کے مقاصد کے تحت اور ان کی دفعات کی رہنمائی میں بینکوں کے ذریعے انضمام سے متعلق تجاویز کی جانکاری اور انہیں منظور کرنے کے لئے اپنے خود کا طریقہ کار اختیار کرسکتا ہے۔

اس ضمن میں طے پائی جانے والی کسی اسکیم کو مرکزی حکومت منظور کرے گی اور اس کی منظوری کے لئے اسے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں بحث کے لئے پیش کیا جائے گا۔ متبادل میکنزم اس مقصد کے لئے ڈیپارٹمنٹ آف فائنانشیل سروسز کی جانب سے خدمات انجام دے گا۔

مذکورہ بالا کے علاوہ مرکزی حکومت نے مستقبل قریب میں سرکاری زمرے کے قرض دینے والے اداروں کو بھرپور سرمایہ کاری کے ایک جامع منصوبہ 'اندردھنش 2.0' کی منصوبہ بندی کی ہے تاکہ قرض خواہوں کو قرض سے متعلق عالمی ضابطوں بیسیل III پر عمل درآمد کرنے اور قرض چکانے کا اہل بنایا جاسکے۔ تاہم اندردھنش 2.0 کو ریزرو بینک آف انڈیا کے زیر اہتمام اسیٹ کوالٹی ریویو (اے کیو آر) کے ایک مفصل تجزیے کے بعد ہی حتمی شکل دی جاسکے گی۔ اس ضمن میں اندردھنش 2.0 کی تکمیل کا عمل جاری ہے۔

☆☆☆

پرواکر ساہو ر بھاویش گرگ

ہندوستان کی قرضہ جاتی درجہ بندی

قابل جواز اضافہ

اس سال کے شروع میں اقتصادی جائزے 2016-17 میں قرضہ جاتی درجہ بندی سے متعلق بین ایجنسیوں (سی آر اے) کے ذریعے ہندوستانی معیشت کے بارے میں تصور کے سلسلے میں تعصب برتے جانے کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اس بحث ومباحثہ کے پس منظر میں کہ آیا ہندوستان کی قرضہ جاتی درجہ بندی اضافے کی مستحق ہے یا نہیں، موڈیز نے بالآخر ہندوستان کی درجہ بندی بی اے اے تین سے بڑھا کر بی اے اے دو کردی ہے۔ نیز نظریہ مثبت سے مستحکم کردیا ہے۔ یہ اضافہ تیرہ سال سے بھی زیادہ کے وقفے کے بعد ہوا ہے۔ موڈیز نے اس اضافے کے لئے مختلف وجوہات کی نظیر دی ہے، مثلاً اشیاء اور خدمات ٹیکس (جی ایس ٹی) شروع کرنے سے ٹیکس کے نظام میں تبدیلی، ایک کم نقد والی معیشت کے لئے ہندوستان کے جارحانہ اقدام کی شکل میں ادارہ جاتی اصلاحات، مختلف شعبوں پر ایف ڈی آئی کی اکویٹی کی حد میں اضافہ کرنا، ہندوستان کے سڑک اور بندرگاہ کے نیٹ ورک میں اضافہ کرنے کے لئے اعلان کئے جارہے مختلف پروجیکٹوں کے ساتھ بنیادی ڈھانچے کی ترقی وفروغ پر زور دینا نیز مالی استحکام کے راستے پر چلنا۔ ایک سال میں 30 مقام بڑھ کر کاروبار کرنے کی آسانی کے سلسلے میں عالمی بینک کے اشاریوں میں ہندوستانی معیشت کو سو کا درجہ دیئے جانے کے بعد یہ ہندوستانی معیشت کے بارے میں دوسری مثبت خبر ہے۔ اس کے برخلاف ایک اور ایجنسی اسٹنڈرڈ اینڈ پوور (ایس اینڈ پی) نے گزشتہ کچھ برسوں میں ہندوستانی معیشت کی مجموعی صحت میں قابل ذکر بہتریوں کے باوجود ہندوستان کے لئے ایک مستحکم درجہ بندی تفویض نہیں کی۔

قرضہ جاتی درجہ بندی کی اہمیت اور اضافہ کرنے کے فوائد

سرمایہ کاریوں کی درجہ بندی کرنے کی غرض سے سی آر اے قرض لینے والے ملک میں مالی، بڑے اقتصادی اور استحکام کے وسیع اشاریوں نیز اس کے اقتصادی نظریے پر غور کرتی ہیں تاکہ اس کے قرض ادا کرنے (اور قرض ادا نہ کرنے کے اس کے امکان) کے سلسلے میں اس کی صلاحیت اور آمادگی کا اندازہ لگایا جائے۔ تین بین اقوامی سی آر اے بیشتر عالمی مارکیٹ کو منضبط کرتی ہیں یعنی اسٹینڈرڈ اینڈ پوور (ایس اینڈ پی)، موڈیز اور فیچ نیز اس بات کو برقرار رکھتی ہیں کہ قرض کی درجہ بندی کا مقصد قرض کی کوالٹی کی ضمانت نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ مستقبل کے بارے میں صحیح طور سے پیشین گوئی نہیں کی جاسکتی ہے نیز درجہ بندی کو محض ایک مارکیٹ اشارہ سمجھا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ مختلف سی آر اے قرضہ جاتی درجہ بندی کے بارے میں فیصلے کرنے سے قبل اسی طرح کی چیزوں کا اندازہ نہیں لگاتی ہیں۔ خاص طور سے ایس اینڈ پی قرض لینے والے لوگوں کی قرضہ جاتی اہلیت یعنی قرض ادا نہ کرنے کے امکان کے بارے میں سب سے زیادہ دلچسپی رکھتی ہے۔ دوسری طرف موڈیز متوقع نقصانات کا جائزہ لیتی ہے جو قرض ادا نہ کرنے کے وسیع تر امکان کا ایک حصہ ہے۔ اگرچہ درجہ بندی کرنے والی ایجنسیوں کی معتبریت مالی بحران کے بعد معتدل ہوئی، جہاں اے اے درجے والی سرمایہ کاریاں ادا نہیں ہوئی ہیں، ان کی اہمیت کسی بھی طرح سے کم نہیں ہوئی ہے۔ قرضہ جاتی درجہ بندی کے سلسلے میں قاعدے پر مبنی طریقہ استعمال نہیں کیا جاتا ہے نیز یہ درجہ بندی موضوعاتی ہوتی ہے۔ لیکن اس سے قرض لینے کے اخراجات نیز بین اقوامی سرمایہ جاتی مارکیٹوں تک رسائی پر اثر پڑتا ہے۔ اس لئے یہ بات اہم رہتی ہے نیز ملک درجہ بندی پر منحصر رہتے ہیں۔

بین اقوامی مالی مارکیٹوں میں سرمایہ اٹھانے اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کرنے کے لئے ہندوستان جیسی ابھرتی ہوئی مارکیٹ والی معیشتوں (ای ایم پی) میں حکومتیں اور کمپنیاں بین الاقوامی سی آر اے کی درجہ بندی پر

مصنفین بالترتیب دہلی میں واقع انسٹی ٹیوٹ آف اکونومکس گروتھ میں پروفیسر نیز حیدرآباد میں واقع انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی میں ڈوکٹورل پروفیسر ہیں۔

Secy-road@nic.in

pravakarfirst@gmail.com

انحصار کرتی ہیں۔ چناں چہ یہ قرضہ جاتی درجہ بندیاں سرمایہ کاری لانے اور اس کی بدولت ملک کی اقتصادی ترقی میں اضافہ کرنے کے سلسلے میں ایک محوری کردار ادا کرتی ہیں۔ سرمایہ کاریوں کی درجہ بندی کرنے کے لئے سی آر اے کل اور بیرونی قرض اور جی ڈی پی کے تناسب، جی ڈی پی میں اضافے، جی ڈی پی فی کس، سرمایے اور ایف ڈی آئی کی آمد، مالی اور چالو کھاتے کے خسارے اور ایک معیشت کی عدم ادائیگی کی تاریخ جیسے اشاریوں پر غور کرتی ہیں۔

موڈیز کے ذریعے درجہ بندی میں اضافے سے ہندوستان کو کئی طرح سے فائدہ ہوگا۔ ہندوستان سرمایے کی قلت والی معیشت ہے اور درجہ بندی میں بہتری کے پیش نظر غیر ممالک سے سرمایے کو راغب کرنا آسان تر ہوگا جس کے نتیجے میں اقتصادی ترقی میں مزید اضافہ کرنے میں مدد ملے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ سرمایہ کاریاں اب قرض لینے کے کم اخراجات پر حاصل کی جاسکتی ہیں کیوں کہ قرض پر جوکھم والا پریمیم کم ہوجائے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ بیرونی خساروں کے سلسلے میں اب آسانی سے اور کم اخراجات پر مالیہ فراہم کیا جاسکتا ہے۔ سرمایہ کاری میں اضافے سے معیشت کی اسٹاک مارکیٹ کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔

ہندوستانی معیشت کی کارکردگی

ہندوستانی معیشت نے گزشتہ دہے میں نسبتاً اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ معیشت گزشتہ دس برسوں میں اوسطاً 7.68 فی صد بڑھی ہے۔ درحقیقت ہندوستان سب سے تیزی سے ترقی کرتی ہوئی ابھرتی ہوئی معیشت ہے نیز مالی سال 18-2017 میں 7.2 فی صد پر بڑھنے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ معیشت کی ترقی کے سلسلے میں اس بہتری کی زیادہ تر وجہ برآمدات اور سرکاری اخراجات میں اضافہ ہے۔ ہندوستان دیگر ابھرتی ہوئی اور ترقی پذیر معیشتوں سے آگے نکل گیا ہے جن کے صرف 4.1 فی صد پر بڑھنے کی توقع ہے۔ (عالمی بینک 2017)

ٹیبل 1 میں ہندوستانی معیشت کے لئے اہم بڑے اقتصادی اشاریوں کے بارے میں اعداد وشمار پیش کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ دیکھا جاسکتا ہے، چالو کھاتے کی صورت حال میں عالمی مالی بحران کے پھوٹ پڑنے کے بعد سے نمایاں طور سے بہتری آئی ہے۔ چالو کھاتے کا خسارہ بھی جی ڈی پی کے 7 فی صد کے زیادہ مالی خسارے کے ساتھ 2013 میں جی ڈی پی کی 4.8 فی صد کی بے مثل سطح پر پہنچ گیا تھا جس سے غیر پائیداری کے خدشات پیدا ہوگئے تھے۔ روزگار کے مواقع پیدا کرنے نیز زیادہ ترقی کے لئے ہندوستان میں اشیاء سازی کے شعبے کو فروغ دینے کی غرض سے ستمبر 2014 میں وزیر اعظم نریندر مودی کی زیر قیادت حکومت ہند کے ذریعے اہم پروگرام 'میک ان انڈیا' کی شروعات کے بعد ہندوستانی معیشت نے خساروں کی زیادہ سطح کو برداشت کیا ہے نیز مستحکم سرمایہ جاتی آمد کے ذریعے مالیہ حاصل کیا ہے۔ ایف ڈی آئی کی آمد کے رجحان میں جو سرمایہ جاتی آمد کی سب سے زیادہ مستحکم شکل ہے نیز اچانک بند ہونے سے نسبتاً محفوظ ہیں، دگنا اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ سرمایہ جاتی آمد 2007 میں 22.826 ارب امریکی ڈالر سے بڑھ کر 2016 میں 55.558 ارب امریکی ڈالر ہوگئی تھی۔ میک ان انڈیا کے پروگرام میں 2020 تک ہندوستان کی جی ڈی پی میں اشیاء سازی کا حصہ بڑھا کر 25 فی صد کرنے کے مقصد سے روزگار کے 100 ملین مواقع پیدا کرنے کے لئے 25 امکانی شعبوں پر توجہ مرکوز کی جارہی ہے۔ اس پروگرام کی شروعات کے بعد سے حکومت ہند نے بنیادی ڈھانچے کی ترقی وفروغ سے متعلق اصلاحات، ماحولیاتی منظوریوں کو آسان بنانے، کاروبار کرنے کی آسانی، املاک دانشوراں کے حقوق کے تحفظ، ٹیکس کے نظام کو سادہ وآسان بنانے، چھوٹے اور درمیانہ کاروباروں کے لئے ترغیبات دینے، ایف ڈی آئی کے معیارات کو آسان بنانے اور موثر تجارتی پالیسی اصلاحات کے ذریعے کھلی معیشت کو فروغ دینے کا ایک وسیع سلسلہ شروع کیا ہے۔ حکومت ہند کی اقتصادی پالیسیاں گزشتہ کچھ برسوں میں یکساں اور ترقی پذیر رہی ہیں، جن سے سازگار اور مستحکم کاروباری ماحول پیدا ہوا ہے۔ سرمایے کی آمد میں اضافے سے پتہ چلتا ہے کہ سرمایہ کاری زیادہ یقینی ہوگئی ہے نیز ایف ڈی آئی کی آمد میں اضافہ کرنے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں مثبت رہا ہے۔ مالی صورت حال کسی قدر خراب ہوئی ہے لیکن مالی استحکام کی شکل میں مالی توازن کو بہتر بنانے کے لئے متعدد اقدامات کئے گئے ہیں۔

مجموعی قرض اور جی ڈی پی کا تناسب ملک کی درجہ بندی کے سب سے زیادہ اہم عناصر میں سے ایک عنصر ہے۔ یہ 2003 میں 84.2 فی صد پر پہنچ گیا تھا لیکن رفتہ رفتہ ہر سال اس میں بہتری آئی ہے۔ نیز 2016 میں 69.5 فی صد رہا تھا۔ سرکاری قرض ہندوستان کے کل قرض کا صرف 42 فی صد ہے نیز اس کا بیشتر حصہ اندرونی ہے۔ 2007 میں جب ایس اینڈ پی نے ہندوستان کی درجہ بندی میں اضافہ کیا تو مجموعی قرض اور جی ڈی پی کا تناسب 77.1 فی صد تھا۔ 2016 میں یہ کم ہوکر 69.5 فی صد ہوگیا تھا۔

اس کے علاوہ مالی ذمہ داری اور بجٹ انتظام (ایف آر بی ایم) سے متعلق کمیٹی قرض اور جی ڈی پی کا تناسب 2023 تک 60 فی صد سے کم کرنے کی پابند عہد ہے۔ درحقیقت یہ دلیل دی جاتی ہے کہ ابتدائی خسارہ جس سے مالی عمل کا اندازہ لگایا جاتا ہے، اس وقت بہت مظاہرہ کرتا ہے جب مالی استحکام کے لئے ہندوستان کی راہ کی بات آتی ہے لیکن ایف آر بی ایم کا کہنا ہے کہ سود کی ادائیگیاں ایک بڑے حصے پر مشتمل ہوتی ہیں نیز معیشت کی مالی صحت کا اندازہ لگانے کے لئے مالی خسارے سے جڑے رہنا مصلحت اندیشی ہے۔

بیرونی قرض کے اشاریوں کے سلسلے میں طویل مدتی قرض کل بیرونی قرض کے تقریباً 83 فی صد حصے پر مشتمل ہوتا ہے جب کہ مختصر مدتی قرض کل بیرونی قرض کے 17 فی صد حصے کے آس پاس چل رہا ہے (ٹیبل 2) قرض اور سروس کا تناسب 2014 میں 5.9 سے بڑھ کر 2016 میں 8.8 ہوگیا تھا جو معمولی باعث تشویش ہوسکتا ہے۔ ہندوستان میں بیرونی قرض اور جی ڈی پی کے تناسب میں 2007 اور 2016 کے درمیان تقریباً 6 فی صد نکات کا اضافہ ہوا ہے۔ لیکن کل بیرونی قرض میں مختصر مدتی اور طویل مدتی قرض کے تناسب میں اسی مدت کے دوران ایک فی صد عدد سے کم کی تبدیلی آئی ہے۔ کل بیرونی قرض میں طویل مدتی اور مختصر مدتی قرض کی تشکیل

کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ حالات بہت کم پریشان کن ہیں جیسا کہ قطعی اعداد و شمار سے نتیجہ نکل سکتا ہے۔ درحقیقت کل بیرونی قرض میں طویل مدتی قرض کے تناسب میں 2013 اور 2016 کے درمیان چھ فی صد نکات کی بہتری آئی ہے جس کا مطلب بیرونی استحکام کے لئے مختصر مدت میں کم پریشانی ہے۔

غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر قرض کی درجہ بندی سے متعلق استحکام کا ایک اور اشاریہ ہیں۔ ہندوستان کے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر 2007 میں 199.179 ارب امریکی ڈالر سے بڑھ کر 2016 میں 360.176 ارب امریکی ڈالر کے بقدر ہوگئے ہیں جس کا مطلب اس صورت حال میں بھی قابل اطمینان صورت رہے گی۔ اگر سرمایے کی آمد اور زرمبادلہ کی شرح کا دباؤ مستقبل میں بڑھ جاتا ہے۔ غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کی ایک بہتر صورت حال ہونے کی وجہ سے درآمداتی احاطہ (مہینوں کے لحاظ سے) بھی 2013 میں سات مہینوں کے لئے گرنے کے لئے بعد 400 ارب ڈالر سے تجاوز کرنے والے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کے ساتھ بڑھ کر 2017 میں تقریباً 12 مہینوں کے لئے ہوگیا ہے۔

مجموعی بڑے اقتصادی اشاریوں میں بہتری کے علاوہ سرمایہ کاری اور ترقی کے لئے حکومت کے ذریعے اصلاحات شروع کی گئی ہیں مثلاً بنیادی ڈھانچے کے شعبے کے لئے مزید وسائل مختص کرنا، بہت سے اہم شعبوں میں ایف ڈی آئی کی اکویٹی میں اضافہ کرنا، تیزی سے منظوریوں کے سلسلے میں شفافیت لانا، لیبر اصلاحات کرنے کے سلسلے میں ریاستوں کی حوصلہ افزائی کرنا، دیوالیہ سے متعلق ضابطے سمیت کاروبار کرنے کے سلسلے میں سہولت مہیا کرنے کے اقدامات اور بالآخر اشیاء اور خدمات ٹیکس۔ حکومت نے سرمایہ کاریوں کو فروغ دینے، روزگار کے لئے اشیاء سازی کے شعبے میں مزید سرمایہ کاریوں کے لئے 'میک ان انڈیا' جیسے اہم پروگرام نیز اسٹارٹ اپ انڈیا، ڈیجیٹل انڈیا ہنرمند ہندوستان وغیرہ جیسے اضافی پروگرام بھی شروع کئے ہیں۔ بہترین چیزوں میں سے کچھ چیزیں جن سے سرمایہ کاری کی درجہ بندی کرنے میں مدد ملتی ہے، رکے ہوئے پروجیکٹوں کو بحال

باکس 1: کاروبار کرنے کی آسانی کے لئے کئے گئے حالیہ اقدامات

☆ کثیر پیشگی اجازتوں کا معاملہ ختم کرنے کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی قائم کرنا۔

☆ ایک 24*7 ای کاروبار پورٹل قائم کرنا، جس میں ایک ہی جگہ ضابطہ جاتی اجازتیں ہوتی ہیں۔

☆ آئندہ چار برسوں میں کارپوریٹ ٹیکس کی شرح 30 فی صد سے کم کرکے 25 فی صد کرنا۔

☆ مزید دو برسوں کے لئے تمام ٹال مٹول مخالف قوانین کو ملتوی کیا گیا نیز تناظری ٹیکس تقریباً ختم ہوگیا ہے۔

☆ سرمایہ کاروں کے لئے آسان نکاسی کے سلسلے میں دیوالیہ پن سے متعلق ایک نیا قانون تجویز کیا گیا ہے۔ 2016 میں دیوالیے پن سے متعلق جامع قانون دیوالیہ پن سے متعلق 2015 کے ضابطے کے علاوہ ہے۔

☆ تجارتی تنازعات کے جلد سے جلد حل کے لئے نئے قانونی نظاموں کا قیام تجویز کیا گیا۔

☆ ٹیکس تنازعات کا ایک وقتی تصفیہ

☆ کمپنیوں سے متعلق قانون میں تقریباً 5 ترامیم کی گئیں۔

☆ ایک دن میں ہی کسی کمپنی کا رجسٹریشن کیا جانا تجویز کیا گیا جس میں اس وقت اوسطاً 15 سے 20 دن لگتے ہیں۔

☆ نوجوان ہندوستانیوں کو ہنرمند بنانے کے لئے ہنرمندی کے فروغ کی قومی کونسل کے علاوہ مختلف ہنرمندی کی تربیت کے 1500 اداروں کے لئے مزید تخصیص زر۔

☆ یکم مارچ 2016 کے بعد رجسٹر کردہ نئی فرموں کے لئے 25 فی صد کی کارپوریٹ ٹیکس شرح اور اسٹارٹ اپس کے لئے پانچ برسوں میں سے تین برسوں کے لئے ٹیکس استثنا۔

☆ اسکیل معیشتوں اور میک ان انڈیا کے لئے درمیانی ساز و سامان اور اجزا کی درآمدات پر ٹیکس اور محصول کٹوتی۔

☆ ایگزیکٹیوز اور عدلیہ کی جواب دہی کو بہتر بنانے کے لئے ٹکنالوجی کا استعمال کرنا۔

☆ برآمدات اور درآمدات کے لئے دستاویزات گیارہ سے کم کرکے تین کردیئے گئے۔

☆ دفاعی اشیاء کا لائسنس ختم کرنا۔ 56 فی صد دفاعی اشیاء کے لئے لائسنس کی ضرورت ختم کردی گئی۔

☆ این آر آئی کی سرمایہ کاریوں کو ہندوستانی سرمایہ کاریاں سمجھا جائے گا۔

کرنے کے لئے دیوالیہ پن سے متعلق ضابطے کی شروعات کرنا نیز کارپوریٹ اور بینک کاری کے شعبے کے بیلنس ضابطہ کی شروعات کرنا نیز کارپوریٹ اور بینک کاری کے شعبے کے بیلنس شیٹ کے مسائل حل کرنے میں مدد کرنا ہے۔

تعصب کو ختم کرنا: چین بمقابلہ ہندوستان

ہندوستان میں پالیسی سازوں نے خاص طور سے ہندوستان اور چین سے معاملہ کرتے وقت سی آر اے کے معیارات کو بے میل پایا ہے نیز قرض کی درجہ بندیوں سے عدم اتفاق کیا ہے۔اس بحث و مباحثے میں اس سال کے شروع میں اس وقت اضافہ ہو گیا تھا جب اسٹینڈرڈ اینڈ پوور (ایس اینڈ پی) نے چین کی درجہ بندی +A سے کم کر کے -AA یعنی مستحکم سے کم کر کے منفی کر دی تھی۔لیکن بڑی بنیادوں میں نمایاں بہتریوں کے باوجود ہندوستان کی درجہ بندی میں اضافہ نہیں کیا تھا۔حکومت ہند کے چیف اقتصادی مشیر نے خاص طور سے ایس اینڈ پی کی درجہ بندی کو خراب، کہتے ہوئے سی آر اے کے بے جوڑ معیارات کی طرف اشارہ کیا تھا۔2007 میں ایس اینڈ پی نے ہندوستان کی قرضہ جاتی درجہ بندی میں اضافہ کر کے اسے -BBB کر دیا تھا۔تب سے ایس این ڈی پی نے گزشتہ دس برسوں (فروری، 2009، مارچ 2010، اپریل 2012 اور ستمبر 2014) میں ہندوستان کی درجہ بندی میں چار گنا اضافہ کیا ہے اور جوں کی توں حالت برقرار رکھی ہے۔موڈی نے بھی اس درجہ بندی میں اضافہ کرنے کے لئے تیرہ سال سے زیادہ کا وقفہ لیا ہے لیکن پالیسی تجزیہ کاروں اور مارکیٹ ماہرین کا تیقن ہے کہ یہ اضافہ اب بھی کم ہے اور اس درجہ بندی میں پہلے ہی نیز ایک اور نشان کا اضافہ کیا جانا چاہئے تھا۔

دیگر ای ایم ای کے مقابلے میں ایس اینڈ پی نے کچھ دیگر ابھرتی ہوئی مارکیٹوں (ای ایم ای) کی درجہ بندی BBB - کی ہے۔لیکن انہوں نے ہندوستانی معیشت کی نسبت سے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا ہے۔2014-16 میں جی ڈی پی نمو اوسطاً ہنگری میں 3.06 فی صد، انڈونیشیا میں 4.96 فی صد، روس میں 0.79 فی صد اور یوروگوئے میں 1.88 فی صد تھا۔(وہ تمام ای ایم ای، جن کی درجہ بندی ایس اینڈ پی نے -BBB کی ہے) لیکن ہندوستان میں یہ تقریباً 7.3 فی صد تھا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان نے درجہ بندی کے ایک سے بریکٹ میں دیگر ملکوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

افراط زر کی جانب بھی ہندوستان نے انڈونیشیا، روس اور یوروگوئے کے مقابلے میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔سرکاری قرض اور جی ڈی پی کے تناسب کے سلسلے میں ہندوستان کو ہنگری (2016 میں 74.19) اور اٹلی (2016 میں 132.60) جیسے ملکوں کے مقابلے میں بہتر مقام پر رکھا جاتا ہے لیکن بیرونی شعبے کے محاذ پر ہنگری، اٹلی، روس اور یوروگوئے چالو کھاتے میں زائد کے حامل ہیں۔ہندوستان میں چالو کھاتے کا خسارہ 2013 میں 4.8 فی صد سے تھا، سے کم ہو کر 2016 میں صرف ایک فی صد رہ گیا ہے جو ان تمام ای ایم ای کے ساتھ قابل موازنہ ہے۔اس بات کے پیش نظر کہ ہندوستان اپنے بدترین بحران میں بھی اپنی ذمہ داریوں کے سلسلے میں کبھی بھی غافل نہیں رہا ہے۔اس سے اپنے قرضوں کی ادائیگی کرنے نیز قرض ادا کرنے کا مقدور رکھنے کے سلسلے میں ہندوستان کی صلاحیت کا واضح طور سے مظاہرہ ہوتا ہے۔اس کے علاوہ ہندوستان نے غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاریوں جیسی مزید مستحکم سرمایہ جاتی آمد سے مالیہ حاصل کر کے بڑے بیرونی خساروں کے سلسلے میں مالیہ فراہم کرنے کی اپنی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔

اگرچہ ایس اینڈ پی نے بڑھتے ہوئے قرض کا حوالہ دیتے ہوئے چین کی درجہ بندی اے پلس سے کم کر کے -AA، یعنی مستحکم سے کم کر کے منفی کر دی ہے۔لیکن اس کے بعد بھی کہ ہندوستان نے اپنی اقتصادی ترقی کی شرح،

ٹیبل۔ہندوستان کے بیرونی قرض کے کلیدی اشارے اور تناسب

سال	بیرونی قرض (ملین امریکی ڈالر میں)	بیرونی قرض / جی ڈی پی	طویل مدتی قرض / کل بیرونی قرض	مختصر مدتی قرض / کل بیرونی قرض	قرضہ جاتی سروس تناسب
2007	172.36	17.5	83.7	16.3	4.7
2008	224.407	18.0	79.6	20.4	4.8
2009	224.498	20.3	80.7	19.3	4.4
2010	260.935	18.2	79.9	20.1	5.8
2011	317.891	18.2	79.6	20.4	4.4
2012	360.766	21.1	78.3	21.7	6.0
2013	409.374	22.4	76.4	23.6	5.9
2014	446.178	23.8	79.5	20.5	5.9
2015	474.675	23.8	82.0	18.0	7.6
2016	485.023	23.7	82.8	17.2	8.8

ماخذ: آر بی آئی

چالو کھاتے کے خساروں، سرمایے کی آمد، قرض کے تناسب کے سلسلے میں بہتریوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہندوستان کے لئے جوں کی توں حالت برقرار رکھی ہے۔ ہندوستان اور چین غیر ملکی سرمایہ کاری کے لئے مقابلہ کرنے والے بڑے ابھرتے ہوئے ممالک ہیں لیکن ان کی بڑی اقتصادی بنیادیں اور بین اقوامی سرمایہ کاری کی صورت حال اتنی مختلف ہے کہ ان دونوں کا موازنہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

چین کے برخلاف ہندوستان نے نرم کاری کے بعد مارکیٹ پر مبنی شرح تبادلہ کے ایک نظام پر عمل کیا ہے نیز اپنی اقتصادی ترقی میں اضافہ کرنے کے لئے 1990 کی دہے کے شروع سے زیادہ تر برسوں کے لئے مالی اور چالو کھاتے کا خسارہ چلایا ہے۔ اس کے بعد سے ہم اس بارے میں بات کرتے ہیں کہ متعدد کلیدی بڑے اشاریوں کے سلسلے میں اس کی کارکردگی پر پورے طور پر مبنی اس کی درجہ بندی میں اضافہ کرنے کے لئے اب بھی ایک ٹھوس معاملہ کیوں ہے۔

سب سے زیادہ اہم پیمانوں میں سے ایک پیمانہ یعنی مجموعی قرض اور جی ڈی پی کا تناسب بہت سے ملکوں میں بگڑا ہے۔ یہ جاپان میں بڑھ کر 239.2، فی صد، سنگاپور میں 112 فی صد، امریکہ میں 107 فی صد اور اسپین میں 99 فی صد ہوگیا ہے۔ لیکن سی آر اے نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی ہے اور اپنی شرح بندیاں برقرار رکھی ہیں۔ ہندوستان میں مجموعی قرض اور جی ڈی پی کا تناسب ان حکومتوں کے مقابلے میں واقعی طور پر کم ہے لیکن چین کے مقابلے میں زیادہ ہے جس کی نظیر سی آر اے ہندوستان کی موجودہ قرضہ جاتی درجہ بندی کو بجا ثابت کرنے کے لئے پیش کرتی ہیں (خاکہ 1) لیکن حقیقت میں عالمی بینک کے گروپ کے بین اقوامی قرضہ جاتی اعداد وشمار 2016 قطعی بیرونی قرض کے لحاظ سے ہندوستان کو چین اور برازیل کے بعد پیش کرتے ہیں۔ تاہم ہندوستان نے نہ تو اپنے مالی اور نہ ہی اپنے بیرونی قرضوں کے سلسلے میں کبھی بھی غفلت کی ہے جس کی وجہ سے اضافہ کا ایک بجا اور مضبوط معاملہ بنتا ہے۔

مالی خساروں اور چالو کھاتے کے لحاظ سے موازنہ کرنے پر بھی یہ فرق گزشتہ کچھ برسوں میں کم ہوا ہے جس سے ان پیمانوں میں بہتری کا پتہ چلتا ہے (خاکہ 2) ملے جلے مجموعی مالی خسارے اور چالو کھاتے کے خسارے گزشتہ کچھ برسوں میں 10 فی صد کی سطح سے کم رہے ہیں جب کہ چین کا چالو کھاتے کا زائد 2007 میں تقریباً 10 فی صد سے کم ہوکر 2016 میں تقریباً دو فی صد ہوگیا ہے۔ اگرچہ ہندوستان کے مقابلے میں چین کو بہتر مقام پر رکھا جاتا ہے لیکن ہندوستانی معیشت میں بہت سی مثبت تبدیلیاں قرضہ جاتی درجہ بندی میں اضافے کو بجا ثابت کرتی ہیں۔ ایف ڈی آئی کی آمد 2007 میں 23 ارب ڈالر سے دگنی سے بھی زیادہ بڑھ کر 2016 میں 56 ارب ڈالر ہوگئی تھی جو اب تک کی سب سے زیادہ سالانہ ایف ڈی آئی تھی۔ ہندوستان کے کل قرض میں سے سرکاری قرض جی ڈی ایف کا صرف 42 فی صد ہے جس میں سے بیرونی قرض محض 4 فی صد ہے۔ قرض اور جی ڈی پی کا تناسب چین میں 2010 میں 142 فی صد سے بڑھ کر 2016 میں 2.5 فی صد ہوگیا تھا۔ لیکن یہ ہندوستان میں 70 فی صد پر قابل ذکر طور سے کم رہا تھا۔ اس کے باوجود بھی ان دونوں ملکوں کا موازنہ کرنا گمراہ کن ہوسکتا ہے۔

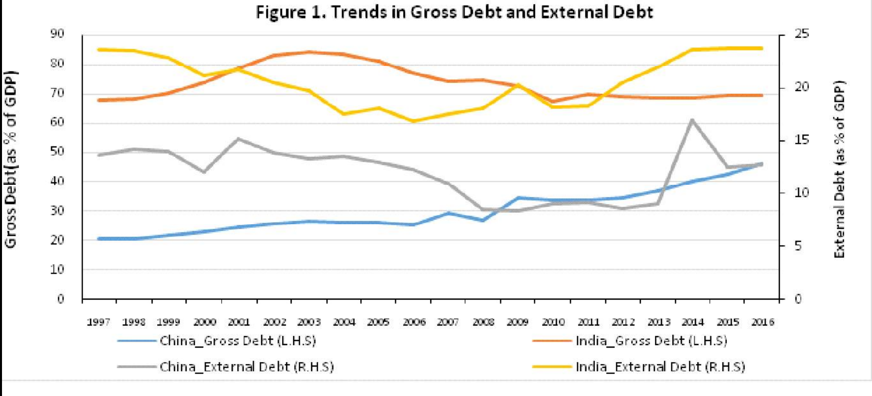

Figure 1. Trends in Gross Debt and External Debt

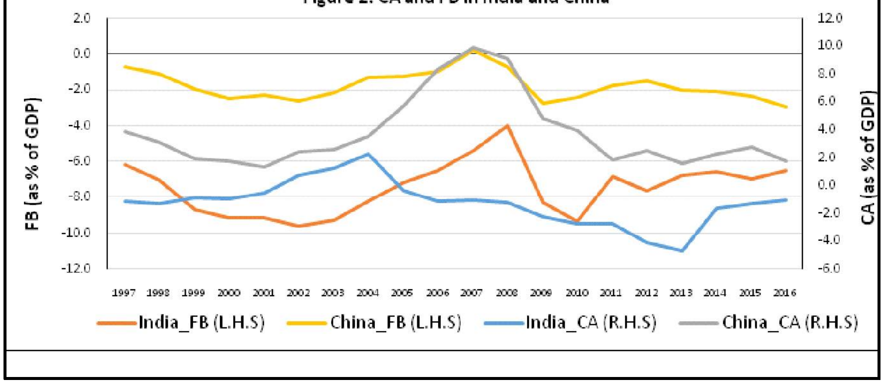

Figure 2. CA and FB in India and China

اختتام

ہندوستان کی بڑی اقتصادی صحت خاص طور سے سرمایہ کاری کی اس کی صورت حال اور قرض کے اشاریے (اقتصادی ترقی، چالو کھاتے کا توازن، ایف ڈی آئی کی آمد اور غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر) 2013 کے بعد سے بہتر ہوئے ہیں۔ ہندوستان نے اپنے قرض کی ادائیگی کی اپنی صلاحیت کا واضح طور سے مظاہرہ کیا ہے نیز ادائیگی کرنے کے سلسلے میں ہمیشہ ہی قابل ذکر طور سے زیادہ آمادگی دکھائی ہے۔ اس نے کبھی بھی اپنی ذمہ داریوں کے سلسلے میں غفلت نہیں برتی ہے۔ یہ مستحکم ہے نیز دنیا بھر میں سب سے زیادہ تیزی سے ترقی کرنے والی معیشتوں میں سے ایک معیشت ہے۔ ہندوستان میں بڑا قرض برداشت کرنے کی صلاحیت ہے نیز اسی کے ساتھ ساتھ قرض ادا کرنے کا مقدور رہنے کے لئے مالیہ حاصل کرسکتا ہے۔ یہ چیز گزشتہ کچھ برسوں میں سرمایہ کار کے مثبت جذبے میں منعکس ہوئی ہے۔

لیکن درجہ بندی سے متعلق بین اقوامی ایجنسیاں اب تک ہندوستان کے تئیں غیر منصفانہ رہی ہیں نیز موڈی کے ذریعے موجودہ اضافہ سے ہندوستانی معیشت کے استحکام اور ایک مستحکم سیاسی ماحول کے ساتھ سرمایہ کاروں کے مثبت جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔ ایس اینڈ پی نے ان بہتریوں کو نظر انداز کیا ہے نیز ہندوستان کی قرضہ جاتی درجہ بندیوں کے سلسلے میں جوں کا توں حالت برقرار رکھی ہے۔ چناں چہ یہ تشویش کہ سی آر اے ہندوستان کے خلاف تعصب رکھتی ہیں، بخوبی بجا ثابت ہوتی ہے۔ اس تعصب سے ہندوستان کو چوٹ پہنچی ہے کیوں کہ اس کی معیشت ترقی کر رہی ہے نیز بیرونی شعبے کے قرض ادا کرنے کے مقدور اور متعلقہ خطرات کے بارے میں پریشان ہوئے بغیر اس سے بھی زیادہ ترقی حاصل کرنے کے لئے جارحانہ طور سے ملکی سرمایہ کاری کی طلب گار ہو رہی ہے۔ قرضہ جاتی درجہ بندی سے متعلق دیگر ایجنسیوں کے ذریعے قرض کی درجہ بندی میں واجب اضافے سے ہندوستان کو نسبتاً قلیل سرمایہ حاصل کرنے میں بہت زیادہ مدد مل سکتی ہے۔ مستحکم بیرونی شعبے اور افراط زر کی سرگرم نشانہ بندی کے ساتھ اقتصادی ترقی کے سلسلے میں اس کے اوپر کی طرف سفر کے پیش نظر ہندوستان اپنی انفرادی خوبی نیز ان دیگر ملکوں سے موازنے دونوں کے لحاظ سے اضافے کا مستحق ہے جنہوں نے عالمی معیشت میں کمزوری کا مظاہرہ کیا ہے۔

☆☆☆

سیمی کنڈکٹر ڈیوائسیز کی طبیعیات سے متعلق بین الاقوامی ورکشاپ: آئی ڈبلیو پی ایس ڈی 2017

☆ دفاعی تحقیق و ترقی سے متعلق تنظیم (ڈی آر ڈی او) کی اہم سیمی کنڈکٹر ریسرچ لیباریٹری، سولڈ اسٹیٹ فزیکس لیباریٹری (ایس ایس پی اے)، سوسائٹی فار سیمی کنڈکٹر ڈیوائسیز، سیمی کنڈکٹر سوسائٹی (انڈیا) اور سوسائٹی فار انفارمیشن ڈسپلے کے اشتراک و تعاون سے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (آئی آئی ٹی)، دہلی کے ساتھ مشترکہ طور پر 19 ویں سیمی کنڈکٹر ڈوائسیز کی طبیعیات سے متعلق بین الاقوامی ورکشاپ (آئی ڈبلیو پی ایس ڈی 2017) کا انعقاد کر رہی ہے۔ خلا کے محکمے کے سکریٹری اور خلائی تحقیق سے متعلق ہندوستانی تنظیم (اسرو) کے چیئر مین ڈاکٹر اے ایس کرن کمار، ڈی آر ڈی او کے چیئر مین اور محکمہ دفاع (تحقیق و ترقی) کے سکریٹری ڈاکٹر ایس کریسٹوفر کی موجودگی میں 12 دسمبر 2017 کو آئی آئی ٹی نئی دہلی میں باقاعدہ طور پر اس ورکشاپ کا افتتاح کریں گے۔ ہر دو سال میں ایک مرتبہ منعقد ہونے والا پروگرام آئی ڈبلیو پی ایس ڈی کو جدید ترین سیمی کنڈکٹر ٹیکنالوجیوں سے متعلق ایک نمایاں بین الاقوامی فورم تصور کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں منعقدہ یہ پروگرام ہندوستانی محققین کو بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ ماہرین کیساتھ تبادلہ خیال کرنے کیلئے ایک موقع فراہم کرتا ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی سطح کے تعلیمی اداروں، سرکاری لیباریٹریوں اور سرکردہ صنعتوں سے تعلق رکھنے والے اساتذہ اور سائنس داں اعلیٰ ترین سیمی کنڈکٹر تحقیق و ترقی میں جدید ترین آلات کیلئے آپس میں تبادلہ خیال کرتے ہیں۔ اس ورکشاپ میں ہمیشہ بڑی تعداد میں بین الاقوامی شرکاء شریک ہوئے ہیں اور یہ ورکشاپ جنوب ایشیائی خطے میں سیمی کنڈکٹر ریسرچ کے سلسلے میں تبادلہ خیال کیلئے بنیادی فورم ثابت ہوا ہے۔ سیمی کنڈکٹر ڈیوائسیز دفاع اور خلائی ایپلی کیشنز کیعلاوہ صارفین کیلئے روزمرہ الیکٹرانکس سے متعلق ٹیکنالوجیکل معاون کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ 4 روزہ اس ورکشاپ میں نہایت اہم ٹیکنیکل پروگراموں کا انعقاد کیا جائیگا۔ اس میں سیمی کنڈکٹر تحقیق و ترقی کے ابھرتے شعبوں کا احاطہ کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں اس میں 5 متوازی اجلاسوں کا بھی انعقاد کیا جائیگا، جن میں موجودہ دلچسپی کے حامل موضوعات بشمول وی ایس ایل آئی ٹیکنالوجیوں، سینسرز، جی اے این (گیلیم نیٹرائٹ) میٹریئلس اور ڈیوائسیز، آپٹو الیکٹرانکس، کرسٹل گروتھ این ای پی ٹیکسی، فوٹو وولٹائکس، ڈسپلے ٹیکنالوجیوں، 2 ڈی میٹریئلس اینڈ آرگینک سیمی کنڈکٹرس اور کیمت کو شمار کرنے کیلئے سیمی کنڈکٹرس وغیرہ پر تبادلہ خیال کیا جائیگا۔ امریکہ، یوروپ، ایشیاء بحرالکاہل اور دیگر ملکوں کے متعدد مایہ ناز سائنسداں اور ٹیکنالوجی کے ماہرین اس ورکشاپ میں شرکت کر رہے ہیں۔ بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ 130 سے زائد مدعو مقررین اپنی اپنی مہارت کے شعبوں میں تحقیق کے موضوع پر اظہار خیال کریں گے۔ مزید برآں قومی اداروں، مثلاً آئی ایف آر، این پی ایل، آئی آئی ایس سی، آئی آئی ٹی، سی ای ای آر آئی کے علاوہ اہم مرکزی اور ریاستی یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً 500 محققین اس ورکشاپ میں شرکت کریں گے۔ 500 سے زائد تحقیقی مقالات بھی اس ورکشاپ میں پیش کئے جائیں گے۔ اس موقع پر سیمی کنڈکٹر تحقیق و ترقی کے شعبے کی متعدد اہم صنعتیں اپنے پروڈکٹس کی نمائش کریں گی۔ میک ان انڈیا کے مرکزی خیال کو فروغ دینے کیلئے ایک خصوصی صنعتی اجلاس کا بھی اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اس ورکشاپ کیذریعے ملکی اور بیرونی کمپنیوں کے ذریعے ہندوستان میں سیمی کنڈکٹر مینوفیکچرنگ کے قیام کے امکانات تلاش کرنے کیلئے ایک پلیٹ فارم بھی فراہم ہوگا۔

چتر بھج بارک، شری کانت شرما

بینکاری کی صنعت میں بڑی معلومات کا تجزیہ

جب ہم ماضی پر نظر ڈالتے ہیں تو 1990 کے دہے میں اگر ہمیں کیلوری کی اپنی روزمرہ کھپت کا حساب لگانے کی ضرورت ہوتی تھی تو ہمیں اپنے روزمرہ کے اقدامات اور پھر انہیں کیلوری میں تبدیلی کرنے پر توجہ دینی ہوتی تھی، جسے تحقیقی طریقوں سے معیار کے موافق بنایا گیا تھا۔ اس طرح سے ہمیں باقاعدگی سے ہر ایک چیز کو تجزیہ کرنے اور ایک مناسب نتیجہ نکالنے پر توجہ دینی ہوتی تھی۔ لیکن 2017 میں ہمیں محض اپنے موبائل میں صحت سے متعلق ایپلی کیشن نصب کرنے کی ضرورت ہے جو ہماری نقل و حرکت کو ٹھیک طرح سے ریکارڈ کرے اور اسے کیلوری میں تبدیل کرے، اپنی یادداشت میں معلومات کا ذخیرہ کرے اور پھر ایک صحیح نتیجہ حاصل کرنے کے لئے تجزیہ کرے۔ چناں چہ ان برسوں میں جہاں اس کے پیچھے سائنس ویسی ہی رہی ہے جو تبدیلی آئی ہے، وہ یہ ہے کہ ہم مزید معلومات جمع کرسکتے ہیں۔ مزید معلومات کا ذخیرہ کرسکتے ہیں نیز ان کا تجزیہ کرسکتے ہیں۔ تکنیکی معنوں میں اسے بڑی معلومات کہا جاتا ہے۔ جو دو چیزیں ان بڑی معلومات میں اضافہ کررہی ہیں۔ وہ یہ حقیقت ہیں کہ ہمارے پاس کسی بھی چیز کے بارے میں زیادہ معلومات نیز معلومات کا ذخیرہ کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے کی ہماری صلاحیت بہتر ہے۔ بڑے معلومات کا استعمال گراہکوں کے رویوں اور ترجیحات کو بہتر طور سے سمجھنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ کمپنیاں سوشل میڈیا کی معلومات، براؤزر لوگوز نیز متن کے تجزیے اور سینسر کی معلومات سے اپنی روایتی معلومات کے مجموعوں کی توسیع کرنے کے آرزومند ہیں تاکہ وہ اپنے گراہکوں کی زیادہ مکمل تصویر حاصل کرسکیں۔ بڑی معلومات کا تجزیہ بڑی اور گوناگوں معلومات کے مجموعوں کا جائزہ لینے کا عمل ہے یعنی چھپے ہوئے طریقوں، نامعلوم آپسی تعلقات، بازار کے رجحانات، گاہک کی ترجیحات نیز دیگر مفید معلومات کا پتہ لگانے کے لئے بڑی معلومات عمل میں لائی جاتی ہیں جن سے تنظیموں کو زیادہ باخبر کاروباری فیصلے کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ بڑی معلومات، کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے بہت سی بڑی کمپنیوں/تنظیموں میں عمل میں ہیں مثلاً وال مارٹ، نیٹ فلکس، مائیکروسافٹ، رائل بینک آف اسکاٹ لینڈ، حکومت امریکہ وغیرہ۔ حال ہی میں معلومات سے امریکہ اور ہندوستان کے انتخابات میں ان کی فی الواقع کارکردگی ثابت ہوئی ہے۔ امریکہ اور ہندوستان میں حالیہ انتخابات سے ان کی رسائی اور ان کا اثر ثابت ہوا ہے۔

بڑی معلومات عملاً کس طرح استعمال کی جاتی ہیں؟

ایسے کئی بڑے شعبے ہیں جن میں اس وقت بڑی معلومات کا استعمال عملاً بہت زیادہ فائدے کے لئے کیا جارہا ہے لیکن ان شعبوں میں معلومات لگ بھگ کسی بھی مقصد کے لئے استعمال کی جاسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر:

1۔ گاہکوں کو سمجھنا اور انہیں نشانہ بنانا۔

2۔ کاروباری عمل کو سمجھنا اور اس میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنا۔

3۔ صحت دیکھ بھال اور صحت عامہ کو بہتر بنانا۔

4۔ سائنس اور تحقیق کو بہتر بنانا۔

5۔ شہروں اور ملکوں کو بہتر بنانا نیز انہیں امید افزا بنانا۔

6۔ سیکورٹی اور قانون کے نفاذ کو بہتر بنانا وغیرہ

ہماری روزمرہ کی زندگی میں کچھ نتائج

بڑی معلومات کے تجزیے سے ہماری ڈیجیٹل زندگی میں اور اس کے ارد گرد کئی طرح سے ہم پر اثر پڑتا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا سے ہمارے ایک بار جڑ جانے پر ہم مختلف ویب سائٹوں پر جاکر اس نظام میں کافی تعداد میں معلومات پھیلاتے ہیں مثلاً خرچ کرنے کی ہماری عادتیں اور ہمارا سماجی رویہ۔ اگر ہم قریبی طور سے نشان لگاتے ہیں تو ہمیں اس صورت میں اپنی فیس

اول الذکر مضمون نگار بینکر ہیں جب کہ آخر الذکر ماہر تعلیم ہیں۔
chatupnb@gmail.com
shreekant21@gmail.com

بک میں ای میل یا نجی کردہ اشتہار ملتا ہے، اگر ہم قیمت میں فرق کا ذکر کرتے ہوئے امیزون میں ایک چیز تلاش کرتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں ہے بلکہ انٹرنیٹ میں آپ کے رویے کو اہمیت دیتے ہوئے ایک گاہک کے طور پر آپ کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ چناں چہ ڈیجیٹل انقلاب سے توقع ہے کہ 2020 تک 1.7 ایم بی فی سکنڈ، نئی معلومات اس کرہ ارض فی بنی نوع انسان تیار کی جائیں گی۔ یہ

معلومات محض فیس بک، وہاٹس اپ سے ہی نہیں بلکہ ان تمام سینسروں سے بھی آرہی ہیں جن سے ہم گھرے ہوئے ہیں مثلاً فون پر جی پی ایس، وہ لاکھوں فوٹوگراف جو ہم اپ لوڈ اور ڈاؤن وغیرہ کرتے ہیں۔ ہندوستانی منظر میں آدھار سے ہر ایک چیز کو جوڑنے سے بلاشبہ آدھار کے حامل شخص کی منظوری سے گاہکوں کی مارکیٹنگ اور انہیں نشانہ بنانے کی معلومات کی باضابطگی عمل میں آتی ہے۔

بینک کاری کا ہندوستانی منظر

1990 کے دہے میں اہم بینک کاری کے ظہور سے پہلے، بینک اپنی شاخ کے عملے اور منیجروں کی ایجنسی کے توسط سے انفرادی طور سے اپنے گاہکوں کو جانتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ وہ کون ہیں، وہ کس طرح موزوں ہیں، ان کا کنبہ کون ہے اور وہ کیا کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اہم بینک کاری پر عمل درآمد نیز تیسرے فریق کی مصنوعات کی جانب تھوڑے سے جھکاؤ سے خردہ کاروبار پر دباؤ کے بعد ہم نے وہ بصیرت کھودی ہے جس کے ہم حامل تھے۔ گزشتہ منظر میں ہم گراہکوں کی توقعات پوری کررہے تھے اور اب ہم نے اپنی توجہ 'دروازے کے باہر مصنوعات حاصل کرنے' کی طرف منتقل کردی ہے۔ تبدیلی کے اس مرحلے میں ہمیں بینک کاری کے اصولوں کے اچھے پرانے دنوں کی طرف واپس جانے کی ضرورت ہے۔ اس بینک کاری کو 'شناختی معاشیات' کہا جاسکتا ہے۔ جہاں انفرادی ضروریات پیشگی معلوم کرنی ہوتی ہیں نیز مصنوعات کو آگے بڑھانے کی بجائے ہمیں وہ فروخت کرنا چاہئے جس کی گاہک کو ضرورت ہے۔ اس بڑے ٹیکس پر بڑی معلومات کے تجزیے کی مدد سے عمل درآمد کیا جاسکتا ہے۔ بنیادی طور سے بینکوں کے پاس کسی بھی دیگر صنعت کے پاس معلومات ہونے کے مقابلے میں زیادہ معلومات ہونی چاہئیں لیکن اب بھی ہم نے ان کا استعمال شروع نہیں کیا ہے۔ گاہکوں کی اہم معلومات سے ہم کسی بھی تنظیم کے مقابلے میں اپنی مصنوعات بہتر طور سے فروخت کرسکتے ہیں۔

اس وقت ہم کھاتوں کے اپنے ورثے اور عملے کے رویے کی وجہ سے معلومات کے بحران سے گزر رہے ہیں جہاں ہمارے نظام کے ذریعے مناسب معلومات نہیں رکھی جاتی ہیں، جس سے ہمارا سفر مشکل ہوجاتا ہے، لہذا اگر ہم بڑی معلومات کا نظریہ اپنانا چاہتے ہیں تو ہمیں مندرجہ ذیل عمل سے گزرنے کی ضرورت ہے۔

1۔ معلومات جمع کرنا 2۔ معلومات کا ذخیرہ کرنا۔

3۔ معلومات کا تجزیہ کرنا۔ 4۔ معلومات کا استعمال کرنا۔

موجودہ گاہک

معلومات جمع کرنا: مندرجہ ذریعہ مختلف ذرائع سے معلومات جمع کرنے کی جگہیں قائم کرنا۔

1۔ شاخیں۔ 2۔ ایپس بینک کاری۔ 3۔ انٹرنیٹ بینک۔ 4۔ ایس ایم ایس اور ای میل۔ 5۔ قرضہ جاتی درجہ بندی اور قرضہ جاتی معلومات کی کمپنیاں۔

1۔ **شاخیں**: ہماری تنظیم کا سب سے بڑا فائدہ اس برصغیر میں شاخوں کا اس کا پھیلاؤ ہے۔ صرف جس چیز کی ہمیں ضرورت ہے، وہ عملے کے افراد کی مناسب مصروفیت کے ذریعے معلومات جمع کرنے کی ثقافت کو فروغ دینا ہے۔

2۔ **ایپس بینک کاری اور انٹرنیٹ بینک کاری**: یہ ہمارے لئے ایک بڑا موقع ہے کیوں کہ پہلے ہی سے ہماری سہولیات حاصل کررہے ہیں۔ صرف اپنے ایپس میں کچھ خصوصیات شروع کرکے بڑی تعداد میں معلومات جمع کی جاسکتی ہیں جو لازمی طور سے گاہک پر مبنی خصوصیات ہوں گے۔ ان خصوصیات میں ایک ٹیکس کیلکولیٹر، ایک مالی منصوبہ ساز اور ایک ماڈل پروڈکٹ شامل ہوسکتے ہیں جو چیک بک کے اخراجات میں ایک خصوصی منہائی یا اسی طرح کے کچھ فوائد دیں گے۔ بنیادی طور سے ہمیں ان طریقوں کے بارے میں سوچنے کی ضرورت ہے جن سے گاہک میں دلچسپی پیدا ہوگی اور نتیجتاً وہ آمدنی اور بچتوں کی اپنے اہم معلومات فراہم کریں گے۔

3۔ **ایس ایم ایس اور ای میل**: یہ معلومات اکٹھا کرنے کا ایک عام طریقہ ہے۔ بینک ایس ایم ایس بھیج سکتے ہیں نیز گاہکوں سے ان کو حاصل ہونے والی خدمات کے بارے میں ردعمل بھیجنے کی درخواست کرسکتے ہیں۔ نتیجتاً بینکوں کے پاس گاہک کی معلومات جمع ہوں گی۔

4۔ قرض کی درجہ بندی کرنے والی ایجنسیاں: قرض دینے کے لئے درکار معلومات جمع کی جاسکتی ہیں، جن سے ہم ان کی درجہ بندیوں کے مطابق گاہکوں کے بارے میں تمام معلومات رکھ سکتے ہیں۔

5۔ قرض جاتی معلومات سے متعلق کمپنیاں: یہ گاہکوں کی جغرافیائی منتقلی، رابطے کی تبدیلی، کریڈٹ کارڈ یا کوئی دیگر ضرورت جیسی موجودہ گاہکوں کی معلومات جمع کرنے کا ایک عمدہ طریقہ ہیں۔

6۔ معلومات کا ذخیرہ: بینک ان تنظیموں سے رابطہ قائم کرسکتے ہیں یا ان کی پیروی کرسکتے ہیں جو بڑی معلومات کا تجزیہ کرتی ہیں۔

7۔ معلومات کا تجزیہ اور استعمال: وہ معلومات بے کار ہیں جن کا تجزیہ اور استعمال بینکوں کی مصنوعات کے لئے نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بینک معلومات کے استعمال کے کچھ پہلوؤں پر توجہ مرکوز کرسکتے ہیں۔ جیسے کہ ہم نے شناختی معاشیات کے بارے میں پہلے تبادلہ خیالات کیا ہے۔ ان معلومات سے اس سلسلے میں زیادہ بصیرت مل سکتی ہے۔

کچھ استعمالات جن کے بارے میں ہم سوچ سکتے ہیں

اپنے کاروبار کے لئے اعلی تعاون کاروں کی معلومات حاصل کرکے بینک مزید سرپرستی اور اپنے برانڈ کی سفارش کرنے کے سلسلے میں ان کے تعاون کے لئے درخواست کرتے ہوئے کیلنڈر، سالگرہ پر نیک خواہشات کے کارڈ وغیرہ جیسے شخصی تحفے بھیج سکتا ہے۔ ان کے ساتھ جوابی ڈاک میں اپنی ضروریات کی فہرست بھیجی جاسکتی ہے۔ اس سے بینکوں کو نہ صرف شناختی معاشیات کے طرز میں کام کرنے بلکہ کاروبار پیدا کرنے اور شکایات کا ازالہ کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ ستائے گئے گاہکوں کو ٹھنڈا کرنے کے بہتر طریقوں میں سے ایک طریقہ انہیں کسی بھی مواصلات کے ذریعے اپنے غصے کا اظہار کرنے کی اجازت دینا ہے۔

☆ قرض کی درجہ بندی کرنے والی ایجنسیوں سے معلومات حاصل کرنے سے بینکوں کو تعاقب کئے جانے کے لئے مطلوبہ درجہ بند گاہکوں کی نشاندہی کرنے میں مدد ملے گی۔ قرض کے خاص پروڈکٹ یا کسی بھی دیگر ضمنی پروڈکٹس کے لئے ان کا تعاقب کیا جاسکتا ہے۔ نقد کے معاملے میں دوسرے بینک کے قرض لینے والے شخص کو مکان کے قرض کے لئے تلاش کیا جاسکتا ہے۔

☆ قرضہ جاتی بیورو فی الواقع بینکروں کے لئے کام کرنے والی بڑی معلومات کی مشینیں ہیں۔ فرض کیجئے ہم مخصوص معاہدے پر معلومات حاصل کرتے ہیں، مثلاً ہم مکان کے لئے 25 لاکھ روپے سے زیادہ کا قرض لینے والے لوگوں کی معلومات حاصل کرنا چاہیں گے تو بینک قرض لینے والے ان لوگوں کی قرض جاتی معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔ ان کا مزید تجزیہ کریڈٹ کارڈ، کار کے لئے قرض (اگر کار کے لئے قرض منظور کرنے کی تاریخ پانچ سال پہلے کی ہے) جیسے مختلف پروڈکٹس کے لئے کیا جاسکتا ہے۔ وہ گاہکوں کا پتہ لگا سکتے ہیں نیز یہ پیشین گوئی کرسکتے ہیں کہ وہ فی الواقع کیا چاہتے ہیں جس سے ہمیں ایک بڑی کامیابی مل سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس سے انہیں شعبے میں پیدا ہونے جارہی عدم ادائیگی کی شرح یا کھاتوں کو امکانی طور سے قبضے میں لینے کے بارے میں پیشین گوئی کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

نئے گاہک

بینکوں کی ویب سائٹ اس کے لئے حیرت انگریز کام انجام دے سکتی ہے۔ آیئے ہم گاہکوں پر مرکوز کچھ مواد اپنے ویب صفحے میں ڈالیں۔ بیشتر معاملات میں بینکوں کو اس کی رسائی کے لئے انہیں لازمی بنا کر اہم بنیادی معلومات جمع کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ وہ سازوسامان کے لئے مختلف تنظیموں کے ساتھ معاہدہ کرسکتے ہیں۔ www.fundoodata.com جیسی ویب سائٹیں برائے نام خرچ پر معلومات فراہم کرتی ہیں۔ اس کا استعمال اپنے فائدے کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

اختتام

اس حقیقت کے لحاظ کے بغیر کہ ہم ایک ایسے مرحلے کی جانب بڑھ رہے ہیں جس میں کچھ ہی لوگ بینکوں کی شاخوں میں جائیں گے۔ مارکیٹنگ کے ہمارے انداز اور رفتار کی پیشین گوئی کرنا گرفت میں لینے کے لئے بہت زیادہ تیز ہے۔ وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی توجہ متبادلات اور بڑی معلومات کے تجزیے پر مرکوز کریں جو ایسا کرنے کے لئے ایک بڑا موقع فراہم کرتا ہے۔ بینک اپنے بینکوں کی شناخت تک رسائی کے لئے تیز ایک بڑی اچھائی کے سلسلے میں ان سے جڑنے کے لئے شناختی معاشیات کا استعمال کرسکتے ہیں۔

☆☆☆

رئیس احمد

ہندوستان میں ٹیکس اصلاح

ٹیکس اصلاحات کسی بھی ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہیں۔ وقتاً فوقتاً ہر ملک ٹیکس میں اصلاح کرتا ہے۔ امریکہ جیسے ملک میں بھی ٹیکس اصلاحات کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جارہا ہے۔ ہندوستان میں بہت دنوں سے ٹیکس اصلاحات کی سمت میں کوششیں کی جارہی تھیں۔ اس سلسلے میں سب سے بڑی اصلاح اس وقت ہوئی جب جی ایس ٹی کو نافذ کردیا گیا۔ اگرچہ ابتدا میں اس میں کچھ پیچیدگیاں تھیں جسے آہستہ آہستہ دور کیا جارہا ہے۔

ہندوستان میں بھی کئی مواقع پر ٹیکس اصلاحات کی گئیں۔ ملک میں 90 کی دہائی کے اوائل میں شروع کی گئی اقتصادی اصلاحات کے بعد سے ہندوستان بھی ٹیکس اصلاحات سے مستثنیٰ نہیں ہے اور اب ملک میں ٹیکس اصلاحات ایک ضرورت بن گئی ہے۔ بڑے پیمانے پر مباحثہ کے بعد اس وقت کی حکومت نے ٹیکس نظام کو مناسب، منطقی اور غیر امتیازی بنانے کی ضرورت کو محسوس کیا تاکہ راست ٹیکس زمرے کے تحت انفرادی ٹیکس دہندگان اور بلاواسطہ ٹیکس کے زمرے کے تجارتی ادارے اور صنعتوں دونوں کو نہ صرف ٹیکس نظام کا پابند بنایا جائے بلکہ ٹیکسوں کی ادائیگی کے لئے ان کی سماجی و بلدیاتی ذمہ داریوں کا احساس کرایا جائے کیوں کہ ٹیکس کے ذریعہ ہونے والی آمدنی کسی بھی حکومت کے لئے ترقیاتی پروجیکٹوں کی تکمیل میں اہم ہے۔ آزادی کے بعد سب سے بڑے ٹیکس اصلاحات کا عمل جی ایس ٹی سے ایک ملک۔ ایک ٹیکس۔ ایک بازار کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے راہ ہموار ہوگی۔ جی ایس ٹی سے انڈسٹری، حکومت اور صارفین سمیت تمام شراکت داروں کو فائدہ حاصل ہوگا۔ اس سے سامان اور خدمات کی لاگت میں کمی آئے گی۔ معیشت کو فروغ حاصل ہوگا اور مصنوعات اور خدمات کو عالمی سطح پر مسابقتی بنائے گا۔ علاوہ ازیں اس سے 'میک انڈیا' پہل کو بڑی تحریک ملے گی۔ جی ایس ٹی نظام کے تحت برآمدات مکمل طور سے زیرو ریٹیڈ ہوگئی ہیں۔ موجودہ نظام کے بالکل برعکس جہاں بعض ٹیکسوں کی واپسی ریاستوں اور مرکز کے درمیان بالواسطہ ٹیکسوں کی مختلف نوعیت کے سبب ممکن نہیں ہو پاتی ہے۔ جی ایس ٹی ہندوستان کو ایک عام ٹیکس شرح اور طریقہ کار کے ساتھ ایک مشترک بازار بنانے کی سمت میں گامزن ہے۔ جی ایس ٹی بڑے پیمانے پر ٹیکنالوجی پر مبنی ہے۔ اس میں بڑی حد تک یہ انسانی مداخلت کم ہے۔ توقع کی جارہی ہے کہ جی ایس ٹی سے ہندوستان میں آسان تجارت کے عمل میں بہتری آئے گی۔

ٹیکس اصلاحات کی سمت میں جی ایس ٹی کی اہمیت کا اندازہ وزیراعظم کی تقریر سے لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے جی ایس ٹی کے تعلق سے کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگست انقلاب کا بگل 8 اگست کو بجا تھا۔ مہاتما گاندھی نے 'بھارت چھوڑو' کے نعرے کے ساتھ پورے ملک میں تحریک آزادی کی شدید لہر پیدا کردی تھی۔ 9 اگست کو آزادی کے دیوانوں پر بے انتہا مظالم ڈھائے گئے تھے۔ آج 75 سال بعد آزادی کے دیوانوں کو یاد کرتے ہوئے ٹیکس ٹیرارزم سے نجات کی سمت میں ہماری پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے ممبران مل کر ایک بہت بڑا قدم اٹھانے جارہے ہیں۔ شاید کچھ ہی لوگ جانتے ہوں گے کہ ہمارے ملک میں ٹیکسوں کی صورتحال کیا رہی ہے۔ سپریم کورٹ میں ٹیکس سے متعلق ایک معاملہ پیش کیا گیا تھا جس میں پوچھا گیا تھا کہ ناریل کو پھل مانا جائے یا کہ سبزی؟ ناریل پر پھل کے حساب سے ٹیکس عائد کیا جائے یا سبزی کی حیثیت سے اسے ٹیکس سے مستثنیٰ مانا جائے۔ اب جب یہ معاملہ سپریم کورٹ تک پہنچ گیا تو یہ اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہمارے ٹیکسوں کی جو پرانی روایت رہی ہے اس میں کیسے کیسے نشیب وفراز آئے ہوں گے۔ میں اس وقت سبھی سیاسی پارٹیوں اور ریاستوں میں برسراقتدار سیاسی پارٹیوں کی سرکاروں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ ہم ایک ایسا فیصلہ کررہے ہیں جس میں راجیہ سبھا اور لوک سبھا

مضمون نگار ایچ ڈی ایف بینک سے وابستہ ہیں۔

کے ساتھ ساتھ ملک کی 29 ریاستوں کے نمائندے جیت کر آئے ہیں۔ ایسی 90 سیاسی پارٹیوں نے انتہائی غوروخوض کے بعد آج ہمیں یہاں اس مقام تک پہنچایا، جس پر فیصلے کی تصدیق بعد میں ہو پائے گی۔ اس لئے یہ بات سچ ہی مانی جاتی ہے کہ پیدا کوئی کرے اور پرورش کوئی کرے۔ کرشن کو جنم کسی نے دیا اور پرورش کسی دوسرے نے کی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی صحیح ہے کہ یہ کسی ایک سرکار کی فتح نہیں ہے۔ یہ ہندوستانی جمہوریت کے اعلیٰ اقدار کی فتح ہے۔ یہ سبھی سیاسی پارٹیوں کی فتح ہے۔ سبھی سابق اور موجودہ سرکاروں کے تعاون سے یہ فتح حاصل ہوئی ہے اس لئے میرے خیال سے اس اختلاف کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ اس میں کون جیتا اور کون ہارا۔ جی ایس ٹی کا مطلب ہے۔ ''گریٹ اسٹیپ بائی ٹیم انڈیا'' جی ایس ٹی کا مطلب ہے: ''گریٹ اسٹیپ ٹوورس ٹرانسفارمیشن'' جی ایس ٹی کا مطلب ہے: ''گریٹ اسٹیپ ٹوروس ٹرانس پیرنسی''۔ اسی لئے ہم ایک نئے نظام سے گزر رہے ہیں۔

ہم سب کا خواب ہے، ''ایک بھارت۔ شریشٹھ بھارت'' جب ہم ریلوے پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں ایک بھارت کے جذبے کا احساس ہوتا ہے۔ جب ہم ڈاک وتار کے انتظام پر نظر کرتے ہیں یا آل انڈیا سول سروسز کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک بھارت کا جذبہ محسوس ہوتا ہے۔ ایک بھارت کی خوشبو آتی ہے۔ ہم آئی پی سی، سی آر پی سی پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں ایک بھارت کی شناخت حاصل ہوتی ہے۔ یہ سارے ادارے اس جذبے کو طاقتور بناتے ہیں۔ اسی سلسلے میں آج ہم جی ایس ٹی کی شکل میں ایک نیا موتی اس مالا میں پرو رہے ہیں جو ایک بھارت کے جذبے کو توانا کرتا ہے۔ یہ صرف ایک ٹیکس کا نظام نہیں ہے۔ سب ریاستیں اور مرکز مل کر ایک ایسا نظام فروغ دینے جا رہے ہیں جس میں چھوٹی سے چھوٹی ریاست ہو یا بڑی سے بڑی۔ سب کو یہ نظام اپنا نظام محسوس ہونا چاہئے۔ یہ ایک بھارت کو طاقت دینے والی بات ہے اور ان معنوں میں، میں اسے انتہائی اہم تصور کرتا ہوں۔

کبھی کبھی جی ایس ٹی کے بارے میں شبہات بھی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جب میں وزیر اعلیٰ تھا تو میرے دل میں بڑے شکوک پیدا ہو گئے تھے۔ میں نے پرنب مکھر جی صاحب سے کئی بار اس پر تبادلہ خیال بھی کیا اور آج جی ایس ٹی کو ایک وزیر اعلیٰ کی نظر سے دیکھنے کی وجہ سے وزیر اعظم بننے کے بعد میرے لئے ان مسائل کا تدارک کرنا آسان رہا ہے۔ وہ تجربات میرے کام آئے۔ کچھ مسائل کا تدارک نہیں ہو پاتا تھا۔ کچھ باتیں واضح نہیں تھیں۔ یہ ساری باتیں اتنے طویل غوروخوض کی وجہ سے بہت سی کمیوں کو دور کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہ صرف میرا ہی کام نہیں بلکہ اس میں سبھی کا تعاون حاصل ہوا ہے۔ یہ اجتماعی غوروخوض کا نتیجہ ہے۔ تاہم یہ بات بھی سچ ہے کہ کوئی انسان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہم پرفیکٹ بھی ہو سکتے ہیں۔ کچھ کمی نہیں رہ سکتی ہے۔ آگے چل کر کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اسی لئے اتنے سارے دماغوں نے دماغی کسرت کے ساتھ کوششیں کی ہیں اور ان کوششوں کا نتیجہ بھی ملے گا۔ یہ صحیح ہے کہ راجیہ سبھا میں اعداد کے حساب سے یہ بل مشکل میں پڑ سکتا تھا۔ ریاستوں کو مرکز پر اعتبار بھی نہیں تھا اس لئے سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ ریاستوں اور مرکز کے درمیان اعتبار پیدا کیا جائے۔ اس بات کا فیصلہ اکثریت کی بنیاد پر نہ لیا جائے۔ میں پہلے بھی اس ایوان میں کہہ چکا ہوں کہ جمہوریت صرف نمبروں کا کھیل نہیں ہے بلکہ اتفاق رائے کا معاملہ ہے۔

وزیر اعظم نے کہا کہ جی ایس ٹی کے بعد میرا اندازہ ہے کہ سات سے لے کر گیارہ تک جو الگ الگ نظام ہیں جن کا سبھی چھوٹے بڑے کاروباریوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے سات سے گیارہ بارہ تیرہ تک ٹیکسوں کی سبھی رعایتیں اس بل سے ختم ہو جائیں گی جس کا فائدہ چھوٹے کاروباریوں کو بھی ہوگا اور صارفین کو بھی۔ میرے خیال سے اقتصادی نظام کو حسن وخوبی اور تیز رفتاری سے چلانے کے لئے ہمیں پانچ باتوں پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے۔ ان میں پہلی ہے مین۔ دوسری ہے مشین۔ تیسری ہے میٹریل۔ چوتھی ہے منی اور پانچویں ہے منٹ۔ اگر ان سب کا بہترین استعمال کرنے میں ہمارے نظام آگے بڑھتے ہیں تو ہماری معیشت کو آگے بڑھنے کے لئے نئے مواقع تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ آج ملک میں جو ریاستیں سب سے پسماندہ تصور کی جاتی ہیں، اس نظام کے تحت ان کی آمدنی میں اضافے کی گارنٹی ہے۔ اس لئے اگر ان ریاستوں کو تعلیم کے شعبے میں سرمایہ کاری کرنی ہے، کھیل کے شعبے میں سرمایہ لگانا ہے یا ڈھانچہ جاتی سہولیات میں پیسہ لگانا ہے تو انہیں اس جی ایس ٹی کے نظام سے جو اضافہ شدہ آمدنی ہونے والی ہے، اسے ان شعبوں میں لگایا جا سکتا ہے۔ آج ہم مغرب میں جس طرح کی ترقی دیکھ رہے ہیں، سب سے پہلے ملک کے مشرقی خطے پر نظر کرنی ہے اس کو فوری طور سے آگے لانا چاہئے ورنہ یہ غیر متبادل ترقی تیز رفتاری کے ساتھ ملک کو نئی بلندیوں تک نہیں لے جا سکے گی۔ جی ایس ٹی کی وجہ سے ایسی ریاستوں کو ایک نیا موقع حاصل ہوا ہے۔ میں ان ریاستوں سے گزارش کروں گا کہ جی ایس ٹی کے نفاذ کے بعد اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جائے۔

عام طور پر دو سگے بھائیوں کے درمیان بھی لڑائی ہوتی ہے تو اس کا سبب جائیداد ہو سکتی ہے۔ ریاستوں یا مرکز کے درمیان کشیدگی بھی زیادہ تر قدرتی وسائل یا اثاثہ جات کے سبب ہوتی ہے۔ اس نظام کی وجہ سے ایک شفافیت پیدا ہوگی۔ مرکز اور ریاستیں کتنا سرمایہ جمع کر رہی ہیں، جس خزانے میں کتنا پیسہ جمع ہو رہا ہے۔ یہ بات ریاست کو بھی معلوم ہوگی اور مرکز کو بھی۔ کن کن قاعدوں کے تحت ان کی تقسیم ہوگی۔ اس کے لئے وفاقی ڈھانچے میں سب سے بڑی ضرورت ہوتی ہے باہمی اعتماد کی۔ اس اعتماد کو مضبوط اور مستحکم کرنے اور آگے بڑھانے میں یہ نیا نظام انتہائی سودمند ثابت ہوگا۔ اس سے ہمارا وفاقی ڈھانچہ مضبوط ہوگا اور اس سے ٹیکسوں کی جتنی وصولی ہوگی اس کا علم ریاستوں اور مرکز دونوں کو ہوگا، جس سے بہت سی سہولیات کا اضافہ ہوگا۔ جی ایس ٹی ایک ایسا بل ہے جس میں غریبوں کے استعمال کی سبھی چیزیں ٹیکس کے دائرے سے باہر ہیں۔ صارفین کے افراط زر کا تعین کرنے والے آئٹموں میں سے 55 فیصد غذا اور ضروری دوائیں جی ایس ٹی کے دائرے سے باہر ہیں۔ کبھی کبھی کچھ چیزیں غیر متوقع طریقے سے فائدہ پہنچاتی ہیں۔ سبھی کو معلوم ہے کہ ملک میں آمدنی یا مالیاتی خسارہ ہمیشہ ایک

رہتا تھا۔فرض کرلیجئے کہ ریاست ایک بار پھر قرض میں ڈوب جائے یہ بھی چلتا تھا۔اسلئے سبھی مل کرایک ایف آر بی ایم کے قانون کی طرف گئے اور مالیاتی نظم وضبط کے لئے ریاستوں نے بھی اسے منظور کیااور مرکز نے بھی دباؤ ڈالا۔اس طرح ہندوستان میں ایف آر بی ایم کے قانون کی وجہ سے آمدنی اور خسارے دونوں کے درمیان ایک تال میل قائم ہوگا۔اس کے لئے ایک متبادل کوشش ہوئی ہے،جس سے ریاستوں کی معیشت اوران کی معاشی صحت میں ایک مثبت اورتندرست تبدیلی پیدا ہوگی۔پہلی بار اس سرکار نے ریزرو بینک کے ساتھ کہا ہے کہ اب افراط زر کی شرح چار فیصد رہنی چاہئے اور 2021 تک یہ جاری رہے گا۔اب مالیہ سے جڑے ہوئے جتنے بھی ادارے ہیں،افراط زر کے تعلق سے ان کی ایک ذمہ داری بننے والی ہے۔اس کا فائدہ بھی ہمارے آنے والے دنوں میں ٹیکسوں کی وصولی کے نظام کو ہوگا۔یہ صحیح ہے کہ ملک کی آزادی سے اب تک ہم لوگ غریبی سے لڑرہے ہیں اور جب کوئی کہتا ہے کہ ملک کے 65 فیصد سے زیادہ لوگ خط افلاس سے نیچے کی زندگی بسر کررہے ہیں۔ہمیں معلوم ہے کہ یہ ہمیں وراثت میں ملا ہے۔لیکن کچھ اچھا ملتا ہے تو کچھ کم اچھا ملتا ہے۔ہمیں دونوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ ہماری قسمت میں ملک کی غریبی آئی۔لیکن غریبی کے خلاف لڑنے کا جذبہ ہرایک کا ہے۔یہاں بیٹھے ہوئے جتنے بھی اِس پار کے یا اُس پار کے لوگ ہیں سب کی یہی خواہش ہے۔ہاں طریقے الگ الگ ہوسکتے ہیں۔ہماری کوشش ہے کہ غریبوں کو مالی اور تعلیمی اعتبار سے بااختیار بنایا جائے۔یہ دوایسی چیزیں ہیں جن کے وسیلے سے ہم غریبوں کی ایسی فوج تیار کرسکتے ہیں جو غریبی کو ختم کرکے فتح یاب ہونے کے لئے سربلند ہوسکے۔جی ایس ٹی اس ماحول کو بنانے میں ایک پلیٹ فارم مہیا کراسکتا ہے،جو غریبی کے خلاف ہماری لڑائی میں بھی کام آسکتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ چھوٹے کاروباری جب بینکوں سے لون لینے جاتے ہیں تو کتنی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم کوشش کررہے ہیں کہ ان پرانی عادتوں میں بدلاؤ لایا جائے لیکن اتنی پرانی عادتیں ایک دم سے کیسے بدل جائیں گی۔چھوٹے کاروباری اگر بینک سے قرض لینے جائیں تو وہاں کاغذ پر ہی سوال کھڑا کردیا جاتا ہے۔پچاسوں طرح کے کاغذات مانگے جاتے ہیں اوران پر سوال پیدا کر کے انہیں ریجیکٹ کردیا جاتا ہے۔لیکن اپنے پسندیدہ لوگوں کو وہ پیسے دے دیں گے۔جی ایس ٹی کی وجہ سے ہر شخص کے معاشی کاروبار کا خاکہ تصدیق شدہ شکل میں ہر لمحہ دستیاب ہوگا۔جب ایسا کوئی معاملہ بینک میں جائے گا تو بینک کے پاس ڈسکری مینیشن کی کوئی طاقت نہ ہوگی۔جس کو قرض لینا ہے وہ قرض لے۔غریب سے غریب شخص کو بھی ایک ایسا ثبوت ایک عام انسانی طریقے سے ہاتھ آنے والا ہے،جس ثبوت کے وسیلے سے وہ عام آدمی دودھ بیچنے والا ہوسکتا ہے،چائے فروش ہوسکتا ہے،یانائی ہو یا اخبار بیچنے والا۔چھوٹے سے چھوٹا شخص بھی اپنی چیزوں کے ساتھ کام کرسکتا ہے اوراس لئے جی ایس ٹی کی سب سے بڑی طاقت ہے ٹکنالوجی اوراس کی وجہ سے حقیقی اعداد وشمار اور جب حقیقی اعداد وشمار دستیاب ہوں گے تو متعلقہ شخص کو اپنی طاقت اپنی اہلیت کا ثبوت پیش کرنے میں کوئی دقت نہیں آئے گی اوراسے اپنا مطلوبہ فائدہ حاصل ہوسکے گا۔

یہی سبب ہے کہ عام طور سے جب دولت دستیاب ہوتی ہے تو اپنے ساتھ مقابلے بھی لاتی ہے۔مینوفیکچرنگ کے شعبے میں مقابلے کے امکانات روشن ہوتے ہیں۔ مینوفیکچرنگ کے مقابلے بڑھنے سے اقتصادی نظام کو رفتار ملتی ہے اور نئے لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔اس نظام کی وجہ سے پیسے کا بہاؤ بڑھنے کے نتیجے میں روزگار کے امکانات بھی بڑھتے ہیں جس کے تحت ہمیں پورے مواقع حاصل ہونے والے ہیں۔ ہمارے ملک میں سرمایہ کاری بڑھانے کے نظرئے سے جی ایس ڈی پی کا تناسب ہمیشہ ایک سوالیہ نشان کے ساتھ چلتا رہتا ہے۔اب اس نئے نظام کی وجہ سے یہ سوالیہ نشان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا۔

اکثر ہم لوگ بدعنوانیوں کے خلاف بہت کچھ کہتے ہیں لیکن بدعنوانیوں کو ختم کرنے کے لئے نظاموں کو بھی اتنا ہی مضبوط بنانا پڑتا ہے۔اس اعتبار سے اتنی بڑی باتیں نہیں چل سکتیں کہ انسان اچھا ہی کرے گا۔اگر نظام ٹھیک ہوتو غلط انسان کو بھی ٹھیک ٹھاک رہنے کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔جی ایس ٹی کی وجہ سے ٹیکس چوری کی جو باتیں ہوتی ہیں،ہمارے یہاں کچا بل اور پکا بل،جو ہمارے کاروباریوں میں بہت مقبول ہے۔لیکن جی ایس ٹی کی وجہ سے ہر شخص خود ہی پکے بل کی طرف راغب ہوگا۔بالفرض ہمارا ہیلتھ انشورنس ہے تو ہم کیا کرتے ہیں۔ہم اپنے سارے میڈیکل بل سنبھال کر رکھتے ہیں انہیں اِدھر اُدھر نہیں ہونے دیتے،کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ ان سارے کاغذات کے ساتھ ہی ہم اپنا بل پیش کرپائیں گے،تبھی ہمیں پیسہ مل سکے گا لیکن جی ایس ٹی میں ایسا نظام وضع کیا گیا ہے کہ جو شخص بھی اپنے بل پیش کرے گا اس کی خریدی ہوئی تمام چیزوں کاری فنڈ مل جائے گا۔اسی لئے یہ کچے پکے کی دنیا ایک طرح سے کالے دھن کو بھی فعال بناتی ہے۔اس پر پوری طرح سے روک لگ سکے گی۔اس طرح سے بدعنوانی سے کالے دھن کو ختم کرنے میں یہ نظام کام آنے والا ہے۔اب ہم اسی سمت میں کوشش کررہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سے فائدہ ہوگا۔ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ٹیکس کی وصولی کے کام میں بہت بڑی فوج لگی رہتی ہے۔ اسی وجہ سے ٹیکس کی وصولی میں لاگت بھی بڑھتی جاتی ہے۔اس نظام کے آن لائن ہونے کی وجہ سے اور اس کے ٹکنالوجی پر مبنی ہونے کی وجہ سے ہمارے ٹیکس وصولی کی لاگت میں بہت کمی آئے گی وہ پیسہ ملک کے غریب لوگوں کی ترقی اور فلاح کے لئے کام آئے گا۔یہ آج ایک ایسے نظام کو فروغ دیا جارہا ہے جس کی وجہ سے بدعنوانی بالکل ہی ختم ہوجائے گی۔اس کی وجہ سے بھی ہمیں ملک کو بدعنوانی سے پاک بنانے کا موقع ملے گا۔یہاں اعداد وشمار کو مربوط کیا جانے والا ہے۔یعنی کچے مال سے لے کر آخری چیز تک ہر جگہ پر وہ کہیں نہ کہیں آن لائن رجسٹر ہوکر آگے جائے گا اوراسی لئے نیچرل کراس میں کراس چیکنگ کا نظام قائم کیا گیا ہے،جس کے نتیجے میں اگر کوئی چوری ہوگی تو فوری طور سے پکڑ لی جائے گی۔کہیں بھی کچھ غلط ہوگا تو فوراً معلوم ہوجائے گا۔یہ ہمارے لئے انتہائی فائدہ مند ہوگا۔اس ایک ایسے نظام کو فروغ دیا جارہا ہے جس میں ٹیکس دہندہ اور ٹیکس وصول کرنے والے کے درمیان ہیومن انٹرفیس نہ کے برابر ہوگا اوراسی کی سمت میں ہمیں ایک بہت بڑا فائدہ ملنے والا ہے۔جی ایس ٹی

کی وجہ سے ایک طرح سے ٹیکس ادا کرنے والے کا نظام ہی ایسا بن رہا ہے کہ جس میں اس کو ایمانداری سے منافع ہوگا۔ اسے معلوم ہے کہ وہ جتنا دے گا اتنا ملنے والا ہے۔ اس طرح ہم کالے دھن کو روکنے میں کامیاب ہوں گے۔ علاوہ ازیں ریاست اور مرکز کے ٹیکس کے اعداد و شمار بھی ایک ہی جگہ پر دستیاب ہوں گے۔ خواہ رجسٹریشن ہو، ریٹرن ہو یا ٹیکس کی ادائیگی کا ڈیجیٹل نظام۔ یہ ساری چیزیں آن لائن ہونے کے سبب ہمیں شفافیت کا ایک بہت بڑا پلیٹ فارم دستیاب ہو سکے گا۔

جی ایس ٹی کو ٹیکس اصلاحات کی سمت میں اہم قدم تصور کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں جی ایس ٹی کونسل بھی قائم کی گئی ہے۔ زیادہ تر سامان کی سپلائی میں جی ایس ٹی کونسل کے ذریعہ منظور شدہ ٹیکس، مرکز اور ریاستوں کے ذریعہ عائد کردہ موجودہ مشترکہ بالواسطہ ٹیکس شرحوں (سنٹرل ایکسائز محصول کی شرح، مضمراتی سنٹرل ایکسائز ٹیکس شرح، مضمراتی کلیئرنس کے بعد سروس ٹیکس، ویٹ کی شرح، سی ایس ٹی کے اکاؤنٹ پر ایکسائز ڈیوٹی اور ٹیکس واقع پر وسیع ویٹ، داخلہ ٹیکس وغیرہ) سے نہایت کم ہے۔ 8 ستمبر 2016 کو عزت مآب صدر جمہوریہ ہند کی منظوری کے بعد 101 واں آئینی ترمیم ایکٹ 2016 وجود میں آیا۔ بعد ازاں 15 ستمبر 2016 کو جی ایس ٹی کونسل کا قیام عمل میں آیا۔ ستمبر 2016 میں اپنے قیام کے بعد سے جی ایس ٹی کونسل نے کل 18 میٹنگوں کا انعقاد کیا۔ ان میٹنگوں میں تمام ریاستوں کے وزرائے خزانہ اور ان کے مندوبین نے اپنے ریاستی اور مرکزی سرکاری افسران کے ساتھ شرکت کی اور اس تاریخی ٹیکس اصلاح کو نافذ کرنے کے لئے ضروری قانون اور ضابطے بنائے۔ یہ بہت بڑا کام تھا۔ اس عمل میں 27000 سے زائد انسانی محنت کے گھنٹے اور شدید محنت شامل رہی۔ جی ایس ٹی کے جلد نفاذ کے لئے مرکز اور ریاستوں کے افسران نے ملک کے مختلف حصوں میں 200 سے زائد میٹنگیں کیں۔

جی ایس ٹی قوانین اور ضوابط کو وضع کرتے ہوئے ٹیکس دہندگان کے لئے تجارت کو مزید آسان بنانا کلیدی اہمیت کا حامل رہا۔ اس کے مطابق مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی ذمہ داریوں اور کرداروں کو واضح کیا گیا۔ بہت کم مدت میں جی ایس ٹی کونسل نے جی ایس ٹی قوانین، جی ایس ٹی ضابطوں، ٹیکس کی شرح کے خاکے بشمول معاوضہ محصول، مختلف ٹیکس شرحوں میں سامان اور خدمات کی درجہ بندی، ٹیکس میں چھوٹ، ٹیکس کی حد اور ٹیکس انتظامیہ کی ساخت پر مشتمل پورے عمل کو مکمل کیا۔ جی ایس ٹی کونسل کے تمام فیصلے اتفاق رائے سے لئے گئے ہیں۔ جی ایس ٹی کے قوانین اور ضابطوں کو وضع کرتے وقت تجارت اور صنعت بشمول دیگر اہم شراکت داروں کے ساتھ وسیع صلاح و مشورہ کیا گیا۔ جی ایس ٹی قوانین اور ضوابط کے مسودے کو ویب سائٹ پر ڈال کر لوگوں سے فیڈ بیک حاصل کئے گئے۔

اب ہندوستان میں گڈ اینڈ سروسز ٹیکس نافذ العمل ہے۔ اس سلسلے میں کئی ورکشاپ بھی منعقد کئے گئے تاکہ لوگوں کے اس کے بارے میں صحیح جانکاری دی جائے۔ لوگ ملک کی سب سے بڑی ٹیکس اصلاح کو قبول کر رہے ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جی ایس ٹی کے تحت مجموعی مالیہ کلیکشن ماہ دسمبر 2017 کے دوران 25 دسمبر 2017 تک 80 ہزار 808 کروڑ روپے کے بقدر رہا ہے۔ 99.01 لاکھ ٹیکس دہندگان کو 25 دسمبر تک جی ایس ٹی کے تحت درج رجسٹر کیا جا چکا ہے، جس میں سے 16.60 لاکھ کمپوزیشن ڈیلر ہیں، جنہیں ہر سہ ماہی کے بعد ریٹرن داخل کرنا ہوتا ہے۔ 53.0 لاکھ ریٹرن 25 دسمبر 2017 تک، ماہ نومبر کیلئے داخل کئے جا چکے ہیں۔

80،808 کروڑ روپے کے مذکورہ مجموعی جی ایس ٹی کلیکشن میں جو 25 دسمبر 2017 تک عمل میں آیا ہے، 13089 کروڑ روپے سی جی ایس ٹی کے تحت حاصل ہوئے ہیں اور 18650 کروڑ روپے ایس جی ایس ٹی کے تحت وصول کئے گئے ہیں۔ 41270 کروڑ روپے آئی جی ایس ٹی کے تحت اور 7798 کروڑ روپے بھرپائی محصول کے تحت وصول کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ 10348 کروڑ روپے آئی جی ایس ٹی سے سی جی ایس ٹی کے کھاتے میں منتقل کئے گئے ہیں اور 14488 کروڑ روپے آئی جی ایس ٹی سے ایس جی ایس ٹی کھاتوں میں منتقل ہوئے ہیں۔ یہ منتقلی آئی جی ایس ٹی کے کراس یوٹیلائزیشن کے نتیجے میں فنڈوں کے تطبیق کے تحت عمل میں آئی ہے تاکہ سی جی ایس ٹی اور ایس جی ایس ٹی کی ادائیگی ہو سکے، جو بین ریاستی بی 2 سی لین دین کے تحت عمل میں آئی ہے۔ اس طریقے سے مجموعی 248836 کروڑ روپے کی رقم آئی جی ایس ٹی سے سی جی ایس ٹی/ ایس جی ایس ٹی کھاتوں میں تطبیق کے طور پر منتقل کی جا رہی ہے۔ لہٰذا سی جی ایس ٹی اور ایس جی ایس ٹی کا ماہ دسمبر 2017 تک کا 25 دسمبر تک کا کلیکشن بالترتیب 23437 کروڑ روپے اور 33138 کروڑ روپے ہے، جس میں تطبیق کی رقم بھی شامل ہے۔ جی ایس ٹی کے تحت اس بات کی تجویز رکھی گئی ہے کہ تمام ترسودے اور متعلقہ امور، صرف الیکٹرانک طریقہ کار کے ذریعہ ہی انجام دیئے جائیں تاکہ ایک صاف و شفاف انتظامیہ اور ہر طرح کی ٹیکس چوری سے بچا جا سکے۔ اس کے نتیجے میں ٹیکس دہندگان کو ٹیکس کے محکمے سے وابستہ افسروں سے ذاتی طور پر کم سے کم رابطہ کرنا ہوگا۔ جی ایس ٹی کے تحت یہ بھی انتظام کیا گیا ہے کہ خود کار طور پر ماہانہ ریٹرن اور سالانہ ریٹرن داخل کئے جا سکیں۔ جی ایس ٹی کے تحت یہ بھی انتظام کیا گیا ہے ٹیکس دہندگان کو 60 دنوں کے اندر ان کا ریفنڈ مل سکے اور 90 فیصد ریفنڈ برآمد کاروں کو 7 دنوں کے اندر اندر حاصل ہو جائے۔ دیگر سہولتوں میں جو اقدامات شامل ہیں ان میں ریفنڈ بروقت منظور نہ ہونے کی شکل میں اس ریفنڈ پر سود کا فائدہ اور ریفنڈ براہ راست متعلقہ بینک کھاتے میں ارسال کئے جانے کا انتظام۔

ٹیکس اصلاح کا یہ عمل ابھی کچھ پیچیدہ محسوس کیا جا رہا ہے لیکن آہستہ آہستہ اس کے سارے نکات واضح ہو جائیں گے تو ٹیکس دہندگان کو جی ایس ٹی پر عمل کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔ حکومت مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے اس سلسلے میں بیداری پیدا کر رہی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آئندہ دنوں میں اس سلسلے میں پیش آنے والی دشواریاں دور ہو جائیں گی اور ٹیکس اصلاح کا عمل آگے بڑھے گا۔

☆☆☆

بینکوں کے لئے مشن اندردھنش:

ایک جائزہ

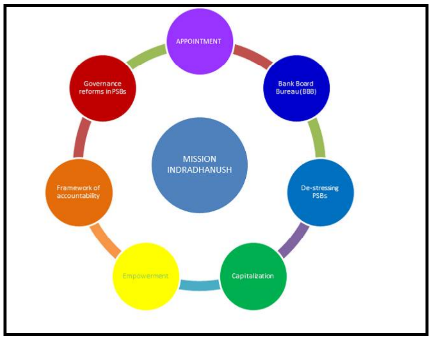

پبلک سیکٹر کے بینکوں کو پیش آنے والی مشکلات کے حل کے لئے مشن اندردھنش حکومت ہند نے پیش کیا ہے۔ اس کا مقصد پبلک سیکٹر کے بینکوں کے کام کاج میں سدھار کرنا ہے۔ اقتصادی سروے 2015 کے مطابق ہندوستانی بینکوں کو پالیسی اور ڈھانچہ جاتی بنیاد پر چیلنجوں کا سامنا ہے۔ ٹھپ پڑے منصوبوں کو جان ڈالنے کے لئے اس پلان کو پیش کیا گیا ہے۔ مشن اندردھنش شفاف اور تیز رفتار کام کرنے کے لئے پی ایس بی کے اچھے ڈھنگ سے کام کرنے پر مرکوز ہے۔

بینکوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے حکومت مختلف اقدامات کئے ہیں۔ اندردھنش پلان 2015 ان میں سے ایک ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ تاجر بینکوں سے قرض لے لیتے ہیں اور واپس نہیں کرتے جس سے بینکوں کو کافی نقصان ہوتا ہے۔ اس سمت میں سخت قدم اٹھایا ہے اور جان بوجھ کر قرض واپس نہیں کرکے کمپنی کو نان پرفارمنگ ایسیٹ (این پی اے) کے دائرہ میں لانے والوں کو کسی بھی کمپنی کی نیلامی عمل میں شامل ہونے سے روکنے سے متعلق بل کو لوک سبھا نے صوتی ووٹوں سے منظور کرلیا۔

وزیر خزانہ ارون جیٹلی نے دیوالیہ اور انسالوینسی (ترمیمی) بل 2017 پر ہوئی بحث کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس بل کا مقصد جان بوجھ کر قرض ادا نہیں کرنے والے پروموٹروں کو کسی بھی دیوالیہ کمپنی کی نیلامی میں بولی لگانے سے روکنا اور کاروبار بڑھانے کے لئے قرض ادا کرنے کی خواہش رکھنے والے کاروباریوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔

انہوں نے کہا کہ بینک سے کچھ لوگ صرف قرض لیتے ہیں اور انہیں جان بوجھ کر ادا نہیں کرتے تاکہ کمپنی این پی اے کے دائرے میں آجائے لیکن کچھ کاروباری اپنا کام جاری رکھنا چاہتے ہیں اور بینکوں کا قرض ادا کرنے کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔ ایسے کاروباریوں کے لئے اس بل میں نظم ہے کہ اگر وہ فی الحال اصل زر لوٹانے کی حالت میں نہیں ہیں تو کم سے کم سود ادا کرتے رہیں اور بعد میں اصل زر کی قسطیں بھی دیں۔ انہوں نے کہا کہ اصل زر اور سود دونوں نہیں واپس نہیں کریں گے تو اب یہ نہیں چلے گا اور ایسے لوگوں کو کسی بھی کمپنی کی نیلامی کے عمل میں شامل ہونے سے روکا جائے گا۔

مسٹر جیٹلی نے کہا کہ دو طرح کے کاروباریوں کو قرض دیا جاتا ہے۔ ایک کے پاس جائیداد ہوتی ہے اور دوسرا عام کاروباری ہوتا ہے۔ جائیداد رکھنے والا اگر بینک کا قرض نہیں لوٹاتا ہے تو اس کی جائیداد فروخت کرکے کچھ پیسہ مل جانے کی امید رہتی ہے لیکن جو صرف عام کاروباری ہیں اگر وہ قرض نہیں لوٹاتے ہیں تو ان سے وصول کرنا ممکن نہیں ہوتا ہے۔ ایسے کاروباریوں کے لئے بھی اس بل میں التزام ہے۔ انہوں نے کہا کہ پہلے کی حکومت نے این پی اے کو پردے کے پیچھے ڈال دیا تھا اور اسے این پی اے اعلان نہیں کیا جاتا تھا۔ جو کمپنی پرفارمنس میں دکھائی گئی تھی وہ صحیح معنوی میں نان پرفارمنس زمرے کی تھی۔ دو سال پہلے ریزرو بینک کے کہنے پر ان کی حکومت نے نان پرفارمنس والی کمپنیوں کی جائیدادوں کو این پی اے کے زمرے میں ڈال دیا جس سے ان پی اے کا فیصد اچانک کافی اوپر چلا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اس بل کے منظور ہونے سے ایک بار دیوالیہ اعلان شدہ ڈائریکٹر یا شخص کو کسی بھی کمپنی کے نیلامی عمل میں شامل ہونے سے روکنے کا نظم کیا گیا ہے۔ اقتصادی سروے 09-2008 سے عالمی اقتصادی بحران (جی ایف سی)، بین الاقوامی مالی پالیسی قرض پر زور دینے کی بجائے نقصانات کی طرف مرکوز ہوگئی ہے۔ اس کے علاوہ مالی بہاؤ (نقصانات) اور اسٹاک (قرض) کے استحکام سے متعلق تشویش کو کم کرنے کیلئے فعال سرگرمی کیلئے کام کررہی ہے۔ ہندوستان کا تجربہ ایک بار پھر اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ مالی خسارے پر قابو کرنے کیلئے ضابطوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ معیشتوں کے ترقی کے دنوں میں خرچ میں اضافہ ہوتا ہے اور اقتصادی مندی کے دنوں میں کٹوتی آتی ہے۔ ہندوستان کا مالی تجربہ قرض کو کم کرنے کیلئے مضبوط اور بتدریج مالی ایڈجسٹمنٹ کی طرف گامزن ہونے کی بجائے تیز رفتار ترقی کی جانب پیشرفت کے خطرے کو اجاگر کرتا ہے۔ ایف آر بی ایم کے بنیادی

مضمون نگار رائٹر ھیں۔

اصول جائز ہیں۔2003 میں بنائے گئے فریم ورک میں تبدیلی لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ایف آر بی ایم جائزہ کمیٹی کے ذریعے اکیسویں صدی میں ایک نئے ویژن کی تلاش کی جائے گی۔

اقتصادی جائزہ 2016-17 کے مطابق ایک مرکزی ارتکاز والی سرکاری دائرہ کار کی اثاثہ باز آبادکاری ایجنسی کی تشکیل درکار ہے۔یہ ایجنسی سب سے بڑے اور دشوارترین معاملات کی نگرانی کرے گی اور سیاسی لحاظ سے سخت فیصلے لے گی تاکہ قرض کو گھٹایا جاسکے وزیرخزانہ جناب ارون جیٹلی نے آج پارلیمنٹ میں اقتصادی جائزہ 2016-17 پیش کیا۔اس جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا ملک اپنی جڑواں بیلنس شیٹ (ٹی بی ایس) کے مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے یعنی اس کے تحت ضرورت سے زیادہ رعایت حاصل کرنے والی کمپنیوں اور قرض کے معاملے میں خراب کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے بینکوں کے معاملے کو زیرغور لایا گیا ہے جو عالمی مالی کساد بازاری کا ایک نتیجہ ہے۔اب تک اس معاملے میں محدود کامیابی حاصل ہوئی ہے۔یہ مسئلہ نتیجے کے طور پر پوری طرح حل نہیں ہوا ہے اور اب بھی برقرار ہے۔بینکنگ نظام کے تحت غیر منفعا دبخش اثاثے (این پی اے) اور خصوصی طور پر سرکاری سیکٹر کے بینکوں کے معاملے میں یہ مسائل روزافزوں طور پر سامنے آتے رہے ہیں اور قرض اور سرمایہ کاری کی شرح میں گراوٹ درج کی جاتی رہی ہے۔اب وقت آگیا ہے کہ ایک دوسرا طریقہ کار یعنی مرکزی ارتکاز والی سرکاری دائرہ کار کی اثاثہ باز آبادکاری ایجنسی تشکیل دی جائے جو سب سے بڑے اور پیچیدہ ترین معاملات کی نگرانی کرتے ہوئے قرض کو کم کرنے کے لئے سیاسی طور پر سخت فیصلے لے سکے۔

سروے کے مطابق مجموعی این پی اے ستمبر 2016 کے آخیر میں سرکاری دائرہ کار کے بینکوں کیلئے مجموعی پیشگی کا تقریباً 12 فیصد حصے تک بڑھ گئی ہے۔اس سطح پر بھارت کا این پی اے تناسب کسی دیگر ابھرتی ہوئی منڈی کے مقابلے میں روس کے علاوہ سب سے زیادہ ہے۔اس کے نتیجے میں بینکوں پر جو دباؤ پڑا ہے اس سے متاثر ہوکر بینکوں نے قرض کی نموگھٹادی ہے۔خاص طور پر صنعتی اور اوسط درجے کی صنعتی اکائیوں کیلئے قرض کی شرح نمو گزشتہ دو دہائیوں کے مقابلے میں سب سے کم سطح پر کردی ہے۔اس کے نتیجے میں نجی اور مجموعی سرمایہ کاری میں منفی رجحانات دیکھے گئے ہیں اب اس صورت حال میں ٹی بی ایس کے ازحد سنگین ہونے سے پہلے پہلے ایک فیصلہ کن تصفیہ لازمی ہوگا۔سروے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ پی اے آر اے درج ذیل وجوہات کی بنا پر ناگزیر ہوگا۔

☆خستہ حال قرض کے مسئلے کے سلسلے میں سرکاری تبادلہ خیالات کے نتیجے میں بینک کی پونجی پر توجہ مرکوز کی گئی ہے تاہم اس سے کہیں زیادہ پیچیدہ مسئلہ ترجیحی طور پر قرض کے مسئلے سے نمٹنے کا ہے۔

☆ کچھ قرض کی ادائیگی کے مسائل فنڈ کی منتقلی کی وجہ سے ابھرے ہیں۔لیکن زیادہ تر مسائل عالمی مالی مندی کے نتیجے میں اقتصادی ماحول میں رونما ہونے والے غیر متوقعہ تبدیلیوں کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں نظام الاوقات، کم شرح مبادلہ اور شرح اضافہ کے تخمینوں میں بڑی خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔

☆اس کے ارتکاز کے نتیجے میں ایک چنوتی ابھر کر سامنے آئی ہے کیونکہ بڑے مسائل کو حل کرنا مشکل ہوتا ہے اور ایسا موقع بھی ہاتھ سے نکل جاتا ہے جب ٹی بی ایس کم تعداد کے معاملات کو حل کرنے میں الجھ کر رہ جاتی ہے اور اپنا کام نہیں کرپاتی۔

☆ دیگر معاملات میں جو انہیں درپیش آتے ہیں تال میل کی شدید کمی ایک بڑا مسئلہ ہے کیونکہ بڑے پیمانے پر قرض دینے والوں سے بہت سے لوگوں نے قرض لے رکھے ہوتے ہیں جن کے مفادات الگ الگ ہوتے ہیں اور ایسے عناصر مالی اور سیاسی لحاظ سے قرض میں قابل ذکر تخفیف لا پانے میں دشواری محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی ان کو فروخت کرپاتے ہیں۔

☆حکومت کی جانب سے لاگت میں اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ ناقص قرض کے معاملات اسٹیٹ بینک کے توسط سے بڑھتے جاتے ہیں اور اس معیشت کی لاگت بڑھاتے ہیں۔قرض کا راستہ روکتے ہیں اور اس طرح سے سرمایہ کاری کیلئے بھی سدباب ثابت ہوتے ہیں۔

☆چونکہ نجی طور پر چلائی جانے والی اثاثہ بحالی کمپنیاں ناقص قرضوں کے مسئلے کو حل کرپائی ہیں اگرچہ اس معاملے میں بین الاقوامی تجربہ خصوصا (مشرقی ایشیائی معیشتوں) کے معاملے میں یہ دکھاتا ہے۔پیشہ ورانہ لحاظ سے چلائی جانے والی مرکزی ایجنسی جس میں گورنمنٹ کی بینکنگ شامل ہو وہ ان تمام تال میل اور سیاسی مسائل کو حل کرسکتی ہے جو گزشتہ 8 برسوں سے ترقی کا راستہ روکتے رہے ہیں۔سال 2017-18 کا بجٹ پیش کرتے ہوئے وزیرخزانہ نے کہا تھا جناب جیٹلی نے کہا کہ بینکوں میں پیچیدگی کے شکار لیگیسی کھاتوں کے مسائل کو حل کرنے اور اس پر توجہ مرکوز کرنے کیلئے کام جاری رہے گا اور اس سلسلے میں قانونی ڈھانچے کو مستحکم بنایا گیا ہے تاکہ مناسب تصفیہ کیا جاسکے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ دیوالیہ پن اور نادہندگی سے متعلق ضابطے کے لئے قانون سازی کی جائے گی اور ایس اے آر ایف اے ای ایس آئی اور قرض وصولی ٹریبونل قوانین میں ترامیم کی جائیں گی۔

وزیرخزانہ نے بتایا کہ 'اندردھنش' کے طرز پر لائحہ عمل اپناتے ہوئے 10 ہزار کروڑ روپئے کی رقم 2017-18 کے دوران بینکوں کی از سرنو پونجی بحالی کیلئے مختص کی گئی ہے اور ضرورت پڑنے پر اضافی تخصیص بھی کی جاسکے گی۔حکومت نے پبلک سیکٹر کے بینکوں کو بہتر بنانے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں، اس سے پی ایس بی کی حالت میں بہتری ہوسکتی ہے۔بشرطیکہ اس کو صحیح طریقہ پر عمل میں لایا جائے۔اس کی دیکھ ریکھ کے لئے حکومت نے بورڈ بھی بنایا ہے تاکہ اس کے کام کاج کی نگرانی کی جاسکے۔

☆☆☆

بینکرس ٹو بینک

ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) 1 اپریل، 1935 کو ریزرو بینک آف انڈیا ایکٹ، 1934 کے ضوابط کے مطابق قائم کیا گیا تھا۔ ریزرو بینک کا مرکزی دفتر ابتدائی طور پر کلکتہ میں قائم کیا گیا تھا لیکن اسے مستقل طور پر 1937 میں ممبئی منتقل کر دیا گیا تھا۔ اگرچہ بنیادی طور پر نجی ملکیت میں تھا تاہم، 1949 میں نیشنلائزیشن کے بعد، ریزرو بینک مکمل طور پر بھارت سرکار کی ملکیت ہے۔

ریزرو بینک آف انڈیا کی تمہید ریزرو بینک کے بنیادی افعال کی وضاحت کرتا ہے۔ وہ یوں ہے:

" بینک نوٹوں کے معاملے کو منضبط کرنے اور بھارت میں مالیاتی استحکام کو محفوظ کرنے اور ملک کے کرنسی اور کریڈٹ نظام کو اس کے فائدہ کے لیے چلانے کے لیے اور ذخائر کو برقرار رکھنے کے لئے؛ تیزی سے پیچیدہ معیشت کے چیلنج کو پورا کرنے کے لئے جدید مالی پالیسی فریم ورک حاصل کرنے کے لئے، ترقی کے مقصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے قیمتوں میں استحکام کو برقرار رکھنے کے لئے۔

ریزرو بینک کے معاملات کو ڈائریکٹرس کے مرکزی بورڈ کی طرف سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ بورڈ کا تقرر بھارت سرکار ریزرو بینک آف انڈیا ایکٹ کے مطابق کرتی ہے۔

آر بی آئی مالیاتی پالیسی: مالیاتی پالیسی کا مطلب مالیاتی پالیسی ایکٹ میں بیان کردہ اہداف کو حاصل کرنے کے لئے مرکزی بینک کی پالیسی کو کنٹرول کرنے کے لیے مالیاتی آلات کا استعمال ہے۔

ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) مالیاتی پالیسی پر عملدرآمد کا ذمہ دار ہے۔ یہ ذمہ داری واضح طور پر ریزرو بینک آف انڈیا ایکٹ، 1934 کے تحت ہے۔

مالیاتی پالیسی کا بنیادی مقصد ترقی کے مقصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے قیمتوں کے استحکام کو برقرار رکھنا ہے۔ مستحکم قیمتیں پائیدار ترقی کے لئے لازمی شرط ہے۔

حالیہ اقدامات: مئی 2016 میں، ریزرو بینک آف انڈیا (آر بی آئی) ایکٹ، 1934 میں لچکدار افراط زر والے فریم ورک کے نفاذ کے لئے ایک قانونی بنیاد فراہم کرنے کے لیے ترمیم کی گئی۔

ترمیم شدہ آر بی اے ایکٹ ہر پانچ سال میں ایک مرتبہ، ریزرو بینک کے مشورے سے، بھارت کی حکومت کی طرف سے مقرر ہونے والی افراط زر کا ہدف بھی فراہم کرتا ہے۔ مئی 2016 میں آر بی آئی ایکٹ میں ترمیم سے پہلے، لچکدار افراط زر والے فریم ورک کی دیکھ ریکھ حکومت اور ریزرو بینک آف انڈیا کے درمیان 20 فروری، 2015 کے مالیاتی پالیسی فریم ورک کے معاہدے کے تحت کی گئی تھی۔

بھارت سرکار کے ساتھ ساتھ، آر بی آئی ملک کی

کرنسی کی ڈیزائن، پروڈکشن اور تمام انتظامات کی ذمہ دار ہے، جس کا مقصد صاف اور حقیقی نوٹوں مناسب فراہمی کرنا ہے۔

بھارتی حکومت مطابقکی بنیاد پر ریزرو بینک کو سکے اوران کی سپلائی کے لیے اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ریزرو بینک سکّوں کو مرکزی حکومت کی طرف سے بازار میں مہیا کرتا ہے۔

حکومت کے ساتھ مشاورت سے، آر بی آئی نئے ڈیزائن اور سیکورٹی کی خصوصیات کے ذریعہ بینک نوٹوں کی سالمیت کو مستحکم کرنے کے لیے مسلسل کوشش کر کے کرنسی میں اعتماد کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔

آر بی آئی بطور ریگولیٹر: مینڈیٹ/مقاصد: بیسہ جمع کرنے والوں کے مفادات کا تحفظ، نظم و ضبط اور بینکوں کی کارروائیوں کی نگرانی اور بینکنگ کے نظام اور مالی استحکام کی مجموعی صحت کو فروغ دینا۔

پرائیمیٹر: کمرشل بینک (91)، کل ہند مالیاتی ادارے (5)، کریڈٹ انفارمیشن کمپنیاں (4)، علاقائی دیہی بینک (56) اور مقامی علاقائی بینک (4)۔

ارتقاء: ریگولیٹری افعال بھارتی بینکنگ کے نظام کی ترقی کے ساتھ تیار کیے گئے ہیں اور احتیاطی ضابطے بہترین بین الاقوامی طریقوں پر مبنیہیں۔

یونیورسل بینک لائسنسنگ پالیسی: 22 فروری، 2013 کو جاری کردہ نجی شعبے میں نئے بینکوں کے لائسنسنگ کے ضابطوں کے تحت بینکوں کے قیام کے لئے اصل میں دو نئے درخواست دہندگان، یعنی، IDFC لمیٹڈ اور بندھن فنانشیل سروسز پرائیویٹ لمیٹڈ کو 2 اپریل 2014 کو منظوری دی گئی۔ اس لائسنس کاری کے ذریعے ریزرو بینک کا مقصد سیکھنا تھا تا کہ اسی کے مطابق ضابطوں کو از سر نو مرتب کیا جا سکے اور لائسنس کو زیادہ باقاعدہ طور پر دینے کی جانب پیش قدمی کی جا سکے۔ ریزرو بینک عالمی بینکوں کی مسلسل اتھرائزیشن کے لئے ہدایات پر کام کر رہا ہے۔

پھنسے ہوئے اثاثوں کا انتظام: پھنسے ہوئے اثاثوں کے موثر انتظام کو یقینی بنانے کے لیے، بینکوں کو ہدایات جاری کی گئی ہیں جس میں دوسرے چیزوں کے ساتھ یہ یقینی بنانے پر زور ہے کہ بینکنگ نظام کو مالی مصیبت کو ابتدائی طور پر سمجھے اور اس کو حل کرنے کیلئے فوری قدم اٹھائے۔

بھارت میں بینکوں کے بورڈز کی گورننس کی نظر ثانی ریزرو بینک فی الحال بینکوں کے بورڈز کی گورننس کا جائزہ لے رہا ہے۔

کوآپریٹو بینکوں کو منظم کرنا: بھارت میں دیہی کوآپریٹو کریڈٹ سسٹم زراعت کے شعبے میں کریڈٹ کے بہاؤ کو یقینی بنانے کے لئے بنیادی طور پر مکلّف کیا گیا ہے۔ اس میں مختصر مدت اور طویل مدتی کوآپریٹو کریڈٹ ڈھانچے شامل ہیں۔ مختصر مدت کا کوآپریٹو کریڈٹ ڈھانچہ تین درجے کے نظام، ابتدائی زرعی کریڈٹ سوسائٹیز (پی اے سی ایس) گاؤں کی سطح پر، ضلع کی سطح پر مرکزی کوآپریٹو بینکز (CCBs) اور ریاستی سطح پر اسٹیٹ کوآپریٹو بینک (StCBs) کے تحت کام کرتا ہے۔

پی اے سی ایس بینکنگ ریگولیشن ایکٹ، 1949 کے دائرۂ کار سے باہر ہے اور اس وجہ سے بھارت کے ریزرو بینک کی طرف سے اسے ریگولیٹ نہیں کیا جاتا ہے۔ پرائمری کوآپریٹو بینکز (پی سی بی)، کو بھی شہری کوآپریٹو بینک (یو سی بی) کہتے ہیں، جو شہری اور نیم شہری علاقوں میں گاہکوں کی مالی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔

ریزرو بینک دوسرے ریگولیٹرز جیسے، کوآپریٹو سوسائٹیز کے رجسٹرار اور کوآپریٹو سوسائٹیز کے مرکزی رجسٹرار کے ساتھ قریبی تعاون میں کام کرتا ہے۔

نان بینکنگ مالیاتی اداروں کا انتظام: بھارت میں مالیاتی ادارے ہیں جو بینک نہیں ہیں لیکن وہ بینکوں کی طرح پیسے جمع کریت ہیں اور کریڈٹ میں توسیع کرتے ہیں۔ بھارت میں انہیں نان بینکنگ فنانشیل کمپنی NBFCs کہا جاتا ہے۔

اس شعبے کی قابل اعتماد ترقی کو فعال بنانا ریزرو بینک کی مسلسل کوشش ہے، مالی استحکام کے متعدد مقاصد کو دھیان میں رکھتے ہوئے، صارفین اور ذخیرہ کرنے والوں کے تحفظ اور مالیاتی مارکیٹ میں مزید پلیئرس کی، ریگولیٹری ثالثی کے خدشات کو حل کرنے کے لیے NBFC شعبے کی انفرادیت کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ ریزرو بینک، فی الحال این بی ایف سی کے لئے ریگولیٹری فریم ورک کا جائزہ لے رہا ہے۔

صارفین کا تحفظ اور تعلیم: صارفین کے تحفظ کے میدان میں ریزرو بینک کی ابتدائی سرگرمیاں میں شامل ہیں:

کسٹمر ریڈریسل سیل، 2006 میں ایک کسٹمر سروس ڈپارٹمنٹ کی تشکیل کی گئی ہے جسے حال ہی میں صارفین کی تعلیم اور تحفظ کے شعبہ کے طور پر تقویت بخشی گئی ہے۔ تنازعے کے حل کے لئے ادارہ جاتی میکانزم کو مضبوط بنانے کے لئے، سال 1995 میں ریزرو بینک نے بینکنگ Ombudsman (بی او) اسکیم کو متعارف کرایا۔ بی او بینک اور اس کے گاہکوں کے درمیان تنازعے کے حل کے لئے ایک متبادل تنازعہ حل میکانزم ہے۔ اس ملک میں فی الحال 20 بینکنگ Ombudsman (بی او) کے دفاتر موجود ہیں۔

اس منصوبہ میں کمرشل بینکوں، شیڈولڈ پرائمری کوآپریٹو بینک اور علاقائی دیہی بینکوں کے خلاف گاہکوں کی دشواریوں کے حل کو محیط ہے۔ 2006 میں، ریزرو

بینک نے بی او اسکیم پر نظر ثانی کی۔ نظر ثانی شدہ اسکیم کے تحت بی او اور بی او دفاتر کے عملے کو ریزرو بینک کے ملازمین سے نکال لیا گیا۔

صارفین کی تعلیم اور تحفظ میں ریزرو بینک کے کچھ حالیہ اقدامات یہ ہیں:

آر بی آئی نے صارفین کے تحفظ کے علاقے میں بہترین بین الاقوامی روایتوں پر مبنی بینکوں کے لئے "چارٹر آف کسٹمر رائٹس" تشکیل دیا ہے۔ چارٹر میں بینک کے گاہکوں کی حفاظت کے لئے وسیع اور بڑے پیمانے پر اصول بنائے گئے ہیں اور بینک گاہکوں کے مندرجہ ذیل پانچ بنیادی حقوق کو بیان کیا گیا ہے

1۔ مناسب معاملے کا حق

2۔ شفافیت، منصفانہ اور ایماندارانہ معاملے کا حق

3۔ موزونیت کا حق

4۔ رازداری کا حق

5۔ شکایت کو حل کرنے اور معاوضہ کا حق

حکومت کے لیے بینکر اور قرض مینیجر کے طور پر آر بی آئی کا کردار

اس کے آغاز سے، بھارت کے ریزرو بینک نے حکومتی بینکنگ لین دین کے روایتی مرکزی بینکنگ فنکشن کا انتظام کیا ہے۔ ریزرو بینک آف انڈیا ایکٹ، 1934 کے تحت مرکزی حکومت کو پیسہ، حوالہ جات، تبادلے اور بینکنگ ٹرانزیکشن اور اس کے عوامی قرض کے انتظام کے ساتھ اپنی تمام ضرورتوں سے ریزرو بینک کو ساتھ لینا ہوگا۔ حکومت بھی اپنا نقد بیلنس ریزرو بینک میں جمع کرتی ہے۔ ریزرو بینک معاہدے کے مطابق، ریاستی حکومتوں کے لئے بھی بینکر اور قرض مینیجر کے طور پر کام کر سکتا ہے۔ فی الحال، ریزرو بینک بھارت میں سکّم کے علاوہ تمام ریاستی حکومتوں (مرکزی خطے پانڈیچیری سمیت) کے لیے بینکر کے طور پر کام کرتا ہے۔ سکّم سے، اس کے پاس عوامی قرض کے انتظام کے لئے محدود معاہدہ ہے۔

ریزرو بینک کی مقرر کردہ ذمہ داریاں ہیں اور حکومتوں کو کئی بینک خدمات فراہم کرتا ہے۔ حکومت کے بینکر کے طور پر، ریزرو بینک مختلف سرکاری محکموں کی طرف سے رقم وصول کرتا ہے اور ادائیگی کرتا ہے۔ ریزرو بینک قرض کو بھی طے کرتا ہے اور حکومتوں کی طرف سے انہیں منظّم کرنے کے لئے بھی کام کرتا ہے۔ یہ آمدنی اور اخراجات میں عارضی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے طریقے اور ذرائع سجھاتا ہے۔ اس کے علاوہ، ایک پورٹ فولیو مینیجر کی طرح، یہ حکومتوں کی اضافی نقد رقم کی سرمایہ کاری کے لئے بھی انتظام کرتا ہے۔ جب بھی ایسا کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو ریزرو بینک مالی اور بینکنگ سے متعلق معاملات پر حکومت کے مشیر کے طور پر کام کرتا ہے۔

کسٹمر سروس کو بہتر بنانے کے اقدامات

کٹے ہوئے نوٹوں کو بہتر بنانے اور کٹے پھٹے نوٹوں کی درستگی کے لیے بینکوں کی حوصلہ افزائی

- کرنسی ایکسچینج کی سہولیات کو بینک کی شاخوں میں منتقل کرنا
- نوٹوں اور سکوں کی تقسیم اور آخری شخص تک رسائی کو یقینی بنانے کے لیے بزنس کراسپونڈنٹ اور کیش ان ٹرانزٹ کمپنیوں کی خدمات حاصل کرنے کے لئے بینکوں کو اجازت
- بین الاقوامی معیاری روایتوں کو دیکھتے ہوئے پرانے بینک نوٹوں (2005 سے پہلے جاری کردہ) کی پرانی سیریز کو چلن سے ہٹالینا
- 'پیسہ بولتا ہے' کی تعلیمی مائیکروسائٹ کی تخلیق، جس میں بینک کے نوٹوں کے بارے میں عوامی شعور کو بیدار کرنے کے لیے ایک فلم شامل ہے۔

سینٹرل گورنمنٹ اور ریاستی حکومتیں اداروں کو مشترکہ فنڈ، ہنگامی فنڈ، اور عوامی اکاؤنٹ سے رقم کی وصولی اور پیسہ خرچ کرنے کے لئے قوانین بنا سکتی ہیں۔

ان قواعد کو قانونی طور پر ریزرو بینک کو پابند ہونا پڑے گا کیونکہ اس فنڈز کے لئے اکاؤنٹس ریزرو بینک کے ساتھ ہیں۔

پبلک قرض کا انتظام: عام بجٹ مرکزی حکومت کے سالانہ قرضے کی ضروریات کا فیصلہ کرتا ہے۔ پیمانے، جیسے، سود کی شرح، وقت اور قرضوں حاصل کرنے کے انداز مارکیٹ کی توقعات سے اثرانداز ہوتے ہیں۔ ریزرو بینک کے قرض مینجمنٹ حکمت عملی کا مقصد قرضے کی لاگت کو کم کرنا، رول اوور اور دیگر خطرات کو کم کرنا، قرض کی ادائیگی کی ساخت کو مضبوط بنانا، اور فعال سیکنڈری مارکیٹ کو فروغ دے کر حکومت سیکورٹیز مارکیٹوں کی گہرائی اور لچک کو بہتر بنانا ہے۔

ریزرو بینک بینکوں کے بینکر کے طور پر: ریزرو بینک مسلسل ان اکاؤنٹس کے کام کاج کی نگرانی کرتا ہے تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ کمیاں نہ سامنے آئیں۔ دیگر ضابطوں کے علاوہ، ریزرو بینک ان بینکوں کے ذریعے ان اکاؤنٹس میں کم از کم بیلنس کا انتظام رکھنے پر توجہ دیتا ہے۔ چونکہ بینکوں کو بھارت کے مختلف مقامات پر ہونے والے ایک دوسرے کے ساتھ ٹرانزیکشنز کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے انہیں ریزرو بینک کے مختلف علاقائی دفاتر کے ساتھ اکاؤنٹس کھولنے کی اجازت ہے۔ ریزرو بینک ایک بینک کے اضافی اکاؤنٹ سے فنڈز کی ترسیل اس جگہ کے اکاؤنٹ میں کرنے کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے جہاں خسارہ ہوا ہے۔ اس طرح کے منتقلی الیکٹرانک طور پر کمپیوٹرائزڈ سسٹم ای کوبر کے ذریعے ہوتی ہیں۔ ریزرو بینک کے اکاؤنٹس کے کمپیوٹرائزیشن نے مختلف جگہوں پر مختلف وقتوں میں

بینکوں کونگرانی کی سہولیات فراہم کردی ہے۔

ادائیگی اور تصفیہ نظام کی نگرانی: ادائیگی اور حل کے نظام کی نگرانی مرکزی

بینک کا کام ہے جہاں تحفظ اور کارکردگی کے مقاصد کو موجودہ نگرانی اور منصوبہ بند سسٹم کے ذریعے فروغ دیا گیا ہے۔ ادائیگی اور حل کرنے کے نظام کی نگرانی کے ذریعے، مرکزی بینک نظاماتی استحکام کو برقرار رکھنے اور نظاماتی خطرے کوکم کرنے اور ادائیگی اور حل کے نظام میں عوامی اعتماد کو برقرار رکھنے میں مدد کرتا ہے ادائیگی اور تصفیہ نظام ایکٹ، 2007 اور ادائیگی اور تصفیہ نظام کے قوانین۔

2008 ، ملک میں ادائیگی اور تصفیہ کے نظام پر نگرانی کی کام کاج کے لئے آر بی آئی کوضروری قانونی حمایت فراہم کرتا ہے۔

غیر ملکی زر مبادلہ کا انتظام: ایک طویل عرصے تک، بھارت میں غیر ملکی کرنسی کواس کی محدود دستیابی کی وجہ سے ایک کنٹرولڈ شئے کے طور پر لیا گیا ۔ ملک میں غیر ملکی زرمبادلہ مینجمنٹ کے ابتدائی مراحل میں اس کی محدود فراہمی کی وجہ سے ڈیمانڈ کو ریگولیٹ کر کے غیر ملکی کرنسی کے کنٹرول پر توجہ مرکوز کی گئی تھی۔ 3 ستمبر، 1939 کو بھارت کے دفاعی قوانین کے تحت بھارت میں ایکسچینج کنٹرول متعارف کرایا گیا تھا۔ ایکسچینج کنٹرول کے لئے قانونی طاقت 1947 کے غیر ملکی ایکسچینج ریگولیشن ایکٹ (FERA) کی تحت فراہم کی گئی تھی، جس کو بعد میں ایک وسیع تر غیر ملکی ایکسچینج ریگولیشن ایکٹ، 1973 سے تبدیل کیا گیا تھا۔ اس ایکٹ نے ریزرو بینک کو با اختیار بنایا اور بعض معاملات جیسے بھارت سے باہر غیر ملکی کرنسی کی ادائیگی، کرنسی نوٹوں اور بلینوں کی درآمد و برآمد، ملک میں رہنے والے باشندوں اور غیر مما لک میں موجود اپنے باشندوں کے درمیان سکیورٹیز کی منتقلی، غیر ملکی سکیورٹیز کا حصول اور باہر کی غیر منقولہ جائیداد کا حصول وغیرہ دیگر معاملات کو کنٹرول کرنے کے لیے مرکزی سرکار کو با اختیار بنایا۔

1991 میں شروع کیے غیر ملکی زر مبادلہ کو نافذ کرنے والے قوانین میں وسیع پیمانے پر پرسکون اقدامات کیے گئے تھے۔ اس ایکٹ میں ترمیم کی گئی اور نیا ایکٹ غیر ملکی زرمبادلہ کے قوانین (ترمیم) ایکٹ 1993 آیا۔ بیرونی شعبے میں اہم پیش رفت جیسے غیر ملکی کرنسی کے ذخائر میں کافی اضافہ، غیر ملکی تجارت میں اضافہ، ٹیرف کی عدم استحکام، موجودہ اکاؤنٹ میں تبدیلی اور بیرون ملک بھارتی سرمایہ کاری کے لبرلائزیشن کوفروغ دینا، کے بعد تبدیل شدہ ماحول کودیکھتے ہوئے، 1999 میں غیر ملکی زرمبادلہ مینجمنٹ ایکٹ (ایف ای ایم اے) کو FERA کی جگہ پر نافذ کیا گیا۔ فیما 1 جون، 2000 سے نافذ ہوگیا۔ فیما نے بیرونی تجارت اور ادائیگیوں کوسہولت فراہم کرنے اور بھارت میں غیر ملکی تبادلہ بازاروں کے منظّم ترقی اور بحالی کوفروغ دیا۔

ماضی کی طرف: ریزرو بینک کو بینک نوٹوں کے معاملے کو منظّم کرنے کے لئے تشکیل دیا گیا تھا، اس کیساتھ ہی اس کے تحت مالیاتی استحکام کو یقینی بنانے اور ملک کے کرنسی اور کریڈٹ نظام کواس کے فائدے کے لیے استعمال کرنے کو دھیان میں رکھا گیا تھا۔ اب تک کنٹرولر آف کرنسی اور امپیریل بینک آف انڈیا، جو سرکاری اکاؤنٹ اور سرکار کے قرض کا مینجمنٹ دیکھتے تھے، وہ کام بینکوں نے سرکار سے لینے کے بعد شروع کردیا۔ کولکتہ، ممبئ، چنئ، رنگون (میانمار)، کراچی، لاہور اور کانپور میں موجود کرنسی دفاتر ایشو ڈیپارٹمنٹ کی شاخیں بن گئیں۔ کلکتہ، بمبئ، مدراس، دہلی اور رنگون میں بینکنگ محکمہ کے دفتر قائم کیے گئے تھے۔ برما (میانمار) 1937ء میں بھارتی یونین سے الگ ہوا لیکن ریزرو بینک برما کے سینٹرل بینک کے طور پر جاپانی قبضے تک اور بعد میں اپریل 1947 تک کام کیا۔ بھارت کی تقسیم کے بعد، ریزرو بینک نے پاکستان کے مرکزی بینک کے طور پر خدمات انجام دی ۔ یہ سلسلہ جون تک چلتا رہا جب اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے کام کاج شروع کردیا۔ بینک، جو بنیادی طور پر شیئر ہولڈر کے بینک کے طور پر قائم کیا گیا تھا، اسے 1949 میں نیشنلائز کردیا گیا تھا۔

ریزرو بینک آف انڈیا کی ایک دلچسپ خصوصیت یہ تھی کہ اس کے آغاز سے ہی، بینک ترقی کے تناظر میں، خاص طور پر زراعت میں خاص کردار ادا کر رہا تھا۔ جب ہندوستان نے منصوبہ بندی کا آغاز کیا تب، بینک کا ترقیاتی کردار زیادہ واضح ہوا، خاص طور پر ساٹھ کی دہائی میں جب ریزرو بینک نے بہت سے طریقوں سے، ترقی کے لئے فنانس کو استعمال کرنے کے تصور اور عمل کو فروغ دیا۔ بینکنے ادارجاتی ترقی میں بھی اہم کردار ادا کیا اور ڈیپوزٹ انشورنس اور کریڈٹ گارنٹی کارپوریشن آف انڈیا، یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا، دی انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بینک آف انڈیا، دی نیشنل بینک آف ایگریکلچر اینڈ رورل ڈیولپمنٹ، دی ڈسکاؤنٹ اینڈ فنانس آف انڈیا جیسے اداروں کے قیام میں مدد کی، تاکہ ملک کے مالیاتی بنیادی ڈھانچے کی تعمیر ہو۔

لبرلائزیشن کے ساتھ، بینک کی توجہ بینکنگ کے بنیادی کاموں جیسے مالیاتی پالیسی، بینک کی نگرانی اور ضابطے، اور ادائیگی کے نظام کی نگرانی اور مالیاتی مارکیٹوں کوفروغ دینے کی جانب مبذول ہوگئی۔

☆☆☆

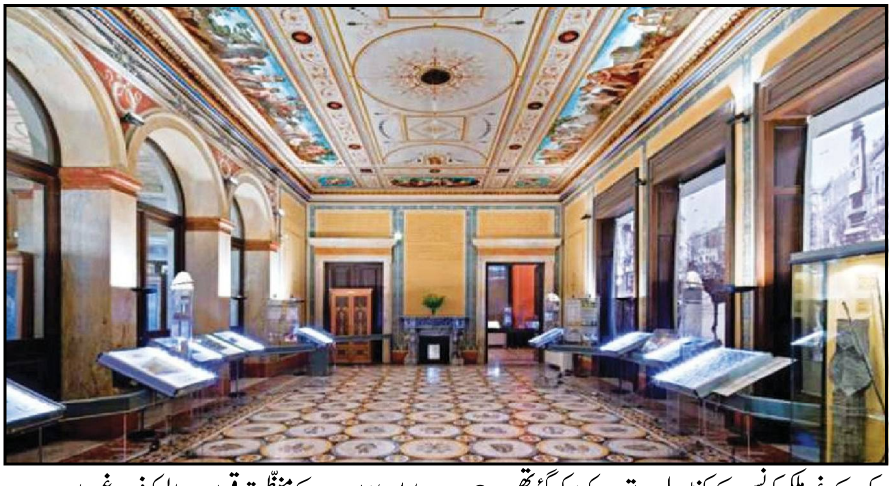

بڑھتے قدم

صدر جمہوریہ کا ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر یونیورسٹی میں خطاب

☆صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند نے آگرہ میں ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر یونیورسٹی کے تقسیم اسناد کے 83 ویں کنونشن سے خطاب کیا۔طلبا سے اپنے خطاب کے دوران جناب رام ناتھ کووند نے کہا کہ یونیورسٹی تقریبا9 دہائیوں قبل کی ایک شاندار تاریخ ہے اوراس نے صدور، وزرائے اعظم اور بہت سی قد آور شخصیتیں پیدا کیں ہے۔ مسٹر کووند نے طلباء سے کہا کہ وہ اس کنونشن کو سفر کے خاتمے کے طور پر نہ دیکھیں بلکہ ذمہ داری اور سیکھنے کے ایک نئے مرحلے کے آغاز کے طور پر دیکھیں۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ بہت سے لوگوں نے اپنی تعلیم ،اپنے والدین ،اساتذہ کنبے کے افراد اور حکومت اور معاشرے میں دیگر لوگوں کے لئے تعاون کیا ہے۔ان لوگوں نے گریجویٹ کرنے والے طلباء کو ایک موقع دینے میں تعاون دیا ہے۔ جسے ہمارے ملک میں لاکھوں لوگ حاصل نہیں کر سکے۔لہذا گریجویٹ کرنے والے طلباء کا یہ فرض ہے کہ وہ معاشرے کو کسی نہ کسی صورت میں کچھ واپس کرے اور انسانیت کے مقصد کے لئے کام کرے۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر یونیورسٹی میں ایک پرائمری اسکول اپنایا تھا اور ایک مثالی اسکول میں محروم بچوں کی تعلیم کے لئے ذمہ داری لی تھی اور کورنیا ٹرانسپلانٹ پروگرام شروع کئے تھے اور خون کے عطیہ کے کیمپوں کا اہتمام کیا تھا۔انہوں نے اس طرح کی کوششوں کے لئے اس کی تعریف کی اور کہا کہ وہ قابل تعریف ہے۔اس طرح کی کوششوں نے طلباء کو معاشرے کے تئیں حساس اور ذمہ دار بنایا ہے۔

صدر جمہوریہ نے اس اعتماد کا بھی اظہار کیا کہ یونیورسٹی 21 ویں صدی کے چیلنجوں کے لئے ہماری نوجوان نسل کو تیار کرنے میں ایک بامعنی کردار ادا کرتی رہے گی۔

انوپریا پٹیل نے 22 ویں اے ایچ ڈبلیو پی کانفرنس کا افتتاح کیا

☆صحت اور کنبہ بہبود کی وزیر مملکت محترمہ انوپریا پٹیل نے نئی دہلی میں ایشین ہارمونائزیشن ورکنگ پارٹی (اے ایچ ڈبلیو پی) کی 22 ویں کانفرنس کا افتتاح کیا۔ یہ پانچ روزہ کانفرنس سینٹرل ڈرگز اسٹینڈرڈ کنٹرول آرگنائزیشن (سی ڈی ایس سی او) اور نیشنل ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی (این ڈی آر اے) آف انڈیا کے ذریعے صحت و کنبہ بہبود کی وزارت کے اشتراک سے منعقد کی جارہی ہے۔اس کانفرنس کا کلیدی مقصد ایشیا اور اس کے باہر طبی آلات کے ریگولیشنز کے درمیان موافقت اور ہم آہنگی قائم کرنے کے لئے نقطہ نظر کو فروغ دینا اور اس تعلق سے سفارشات پیش کرنا ہے۔اس کا مقصد ریگولیٹروں اور صنعت کے درمیان معلومات اور مہارت کے تبادلے کی سہولت دستیاب کرانا بھی ہے۔

ایک رضا کارانہ اور غیر منفعتی تنظیم کی شکل میں ایشین ہارمونائزیشن ورکنگ پارٹی (اے ایچ ڈبلیو پی) کا قیام 1999 میں عمل میں آیا تھا۔یہ تنظیم رکن ممالک کے 30 قومی ریگولیٹروں اور صنعتی اراکین پر مشتمل ہے۔

اس کا مقصد انٹرنیشنل میڈیکل ڈیوائس ریگولیٹرس فارمس (آئی ایم ڈی آر ایف) کے ذریعے جاری رہنما ہدایات کے مطابق ایشیا اور دیگر خطوں میں میڈیکل ڈیوائس ریگولیشنز یعنی طبی آلات کے انضباط کے تعلق سے ریگولیٹری (انضباطی) ہم آہنگی کو فروغ دینا ہے۔اے ایچ ڈبلیو پی، آئی ایم ڈی آر ایف، ڈبلیو ایچ او، انٹرنیشنل آرگنائزیشن فار اسٹینڈرڈ ڈائزئزیشن (آئی ایس او) وغیرہ جیسے متعلقہ بین الاقوامی اداروں کے اشتراک سے کام کرتی ہے۔

حکومت نے ملک میں طبی آلات کے شعبے میں میک ان انڈیا ،تحقیق وترقی (آر اینڈ ڈی) اور جدت طرازی کو فروغ دینے کے لئے ایک ماحول بنایا ہے۔ مزید برآں ، وزارت صحت نے حال ہی میں ایک ریگولیشن یعنی میڈیکل ڈیوائسز رولز 2017 پیش کیا ہے۔

اس کا مقصد ریگولیشنز سے متعلق عالمی طور طریقوں کے ساتھ بہتر ہم آہنگی پیدا کرنا اور ایک شفاف ،قابلِ پیش گوئی اور مضبوط ریگولیٹری نظام وضع کرنا ہے تاکہ اس سے ملک میں تیار کیجانے والے طبی آلات اور درونِ تراکیبی (اِن وٹرو) تشخیص کے معاملے میں تحفظ، معیار اور حسنِ کارکردگی کو یقینی بنایا جا سکے۔مزید یہ کہ حکومت نے میک ان انڈیا مہم کو فروغ دینے کیلئے طبی آلات کے شعبے میں سو فیصد بیرونی راست سرمایہ کاری کی اجازت دی ہوئی ہے۔

میک ان انڈیا اور مضبوط ریگولیٹری فریم ورک کے لئے مشترکہ کوششوں سے حکومت نے ایک ایسا ماحول بنانے کی کوشش کی ہے جو سبھی متعلقین کے امنگوں کی تکمیل کر سکے۔حکومت کی خواہش ہے کہ ایسی کوششوں سے ملک کے طول وعرض میں مختلف جغرافیائی ماحول میں شہریوں کو بہترین اور اعلیٰ معیار کے سستے طبی آلات دستیاب ہوسکیں۔

افتتاحی تقریب میں وزارت، سی ڈی ایس سی او، این ڈی آر اے کے دیگر سینئر افسران کے ساتھ ساتھ صحت وکنبہ بہبود کی سکریٹری محترمہ پریتی سودن، ایڈیشنل سکریٹری (صحت) ڈاکٹر آر کے وتس اور دیگر ملکوں کی معزز شخصیات اور ترقیاتی شراکت داروں کے نمائندے بھی موجود تھے۔

معلومات ایسی کسی زبان میں دی جانی چاہئے جو ہر ایک کی سمجھ میں آجائے: نائب صدر

☆نائب صدر جمہوریہ ایم وینکیا نائیڈو نے کہا ہے کہ معلومات ایسی کسی زبان میں دی جانی چاہئے جو ہر ایک کی سمجھ میں آئے۔ خاص کران لوگوں کے لئے جنہوں نے اس کے لئے اپلائی کیا ہے۔ مسٹر وینکیا نائیڈو یہاں معلومات کے مرکزی کمیشن کے بارہویں سالانہ کنونشن کا افتتاح کرنے کے بعد وہاں موجود لوگوں سے خطاب کررہے تھے۔ اس موقع پر شمال مشرقی خطہ کی ترقی کی وزیرمملکت (آزادانہ چارج) وزیراعظم کے دفتر میں وزیرمملکت اور عملے، عوامی شکایات، پنشن، ایٹمی توانائی اور خلا کے وزیرمملکت ڈاکٹر جتیندر سنگھ، اعلی انفارمیشن کمشنر رادھا کرشنا ماتھور اور دیگر شخصیتیں موجود تھیں۔

نائب صدر نے کہا کہ معلومات کا تبادلہ اور ایک شفاف حکمرانی ڈھانچے کی تشکیل جو ہمارے ملک کے عوام کو جوابدہ ہو، جمہوریت کے اہم ستون ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ شفافیت اور جوابدہی جمہوریت کی کامیابی کے دو اہم عوامل ہیں انہوں نے مزید کہا کہ ہم کو سوراجیہ کو سوراجیہ میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور ترقی کے فائدے ہرا یک تک پہنچنے چاہئیں۔ نائب صدر نے کہا کہ قابل بھروسہ معلومات کی اضافی رسائی ہماری جمہوریت کو زیادہ ترقی پسند، شرکت والی اور بامعنی بناتی ہیں۔ کوٹلیہ کے مطابق اچھی حکمرانی کا مقصد عوام کی فلاح وبہبود کو پورا کرنا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ رعایا کی خوشی میں بادشاہ کی خوشی ہوتی ہے اور عوام کی فلاح بہبود کا تعلق اس کی فلاح سے منسلک ہے۔ نائب صدر نے کہا کہ معلومات کے جاننے کے حق کو گزشتہ بیس سالوں میں دنیا بھر میں زبردست طور پر قبول کیا گیا ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ معلومات کے جاننے کا حق حکومت کو زیادہ جواب دہ بناتا ہے۔ جس سے شہریوں کی حکومت کے کام کاج میں شرکت آسان ہوتی ہیں اور حکومت کے کام کاج میں شفافیت آتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ شہریوں اور حکومت کے درمیان رشتوں میں ا یک بنیادی تبدیلی لاتا ہے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ معلومات کے کمیشنوں کی جانب سے شکایتوں کے جلد ازالے سے شہریوں کو اپنی شکایات دور کرنے میں مدد ملے گی اور تمام کمیشنوں کو اس بات کی حوصلہ افزائی ملی ہے کہ وہ ان کے پاس موجود کیسوں کے تیزی سے نپٹانے کی سمت ایک ٹھوس اور سنجیدہ کوشش کریں انہوں نے مزید کہا کہ مرکز اور ریاستی انفارمیشن کمیشنز شہریوں اور سرکاری اتھارٹیز کے درمیان ایک پل کا کام کرتے ہیں۔

نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ ملک اور تمام سیاسی پارٹیوں کو چاہئے کہ وہ ا یک ساتھ الیکشن کرانے کی ضرورت کے بارے میں سوچیں جس سے ملک کی ترقی پر توجہ مرکوز کی جاسکتی ہیں۔ نائب صدر نے کہا کہ مجھے رائٹ ٹو انفارمیشن ایکٹ کے نفاذ کی بارہویں سالگرہ کے موقع پر سینٹرل انفارمیشن کمیشن کے بارہویں سالانہ کنونشن کے موقع پر آپ کے ساتھ شامل ہونے پر خوشی محسوس ہورہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر انفارمیشن اگر معلومات مصدقہ ہے تو اسے بااختیار بنایا جاسکتا ہے اگر یہ غیرمعتبر ذرائع سے آیا ہے تو اس کے منفی نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ معلومات کی کمی کے سبب افواہوں یا غلط معلومات کی مہم کو تقویت پہنچا سکتی ہیں۔ معلومات کے حق نے ہر شہری کو اس قابل بنادیا ہے کہ وہ بہتر طور پر باخبر رہے اور ملک کی حکمرانی میں زیادہ سے زیادہ سرگرمی سے شریک ہو۔ کوٹلیہ کے ارتھ شاستر میں بادشاہ اور اس کی رعایا کے درمیان اطلاع کے آزادانہ تبادلہ خیال کا ذکر کیا گیا ہے۔

سوئیڈن دنیا کا ایسا ملک بن گیا ہے جس نے لوگوں کو معلومات کی رسائی کے حق کا اس طرح کا قانون اپنایا۔ جب کہ 1766 تک اس طرح کا قانون باقاعدہ شکل میں سامنے نہیں آیا تھا جس میں سرکاری اداروں کی طرف سے معلومات کی رسائی کے حق لوگوں کو دیئے جاتے۔ فن لینڈ نے 1951 میں اس طرح کا قانون اپنایا۔ 1995 تک صرف 19 ملکوں نے ہی آر ٹی آئی کا قانون اپنایا تھا۔ البتہ دنیا بھر میں جمہوریت کے عمل کو تیزی سے قبول کئے جانے کے سبب معلومات کے حق کو اپنانے کی شرح میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ یہ بڑی اہم بات ہے کہ ایسے ممالک جہاں باقاعدہ جمہوری ڈھانچہ موجود نہیں ہے ان ملکوں میں بھی معلومات کے حق کے کچھ حصے کو اپنالیا گیا ہے۔

انسانی حقوق کیا قوام متحدہ یونیورسل اعلانیہ میں معلومات کے حق کو ایک انسانی حقوق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے اب تقریباً 60 ملکوں کے آئین کے ذریعہ انفارمیشن کے حق کو ایک بنیادی حق کے طور پر ضمانت دی گئی ہے۔ نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ مجھے کنونشن کا افتتاح کرتے ہوئے خوشی محسوس ہورہی ہے اور میں کنونشن میں ہونے والے بحث ومباحثہ میں شرکا کی کامیابی کے لئے نیک خواہشات پیش کرتا ہوں انہوں نے کہا کہ میڈیا کو پارلیمانی جمہوریت کی کامیابی میں ایک اہم رول ادا کرنا ہے۔

پارلیمنٹ کا ایک کردار ہوتا ہے سیاست دانوں کا بھی ایک کردار ہوتا ہے اور سیاسی پارٹیوں کا ایک رول ہوتا ہے اور میڈیا کا بھی ایک اہم رول ہے لوگوں کو معلومات حاصل کرنی چاہئے۔ پارلیمانی جمہوریت کی کامیابی معلومات کے تبادلے پر منحصر ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ بحث ومباحثہ کے دوران ٹھوس سفارشات پیش کی جائے گی جو ہمارے ملک میں انفارمیشن کے حق کے کازکو آگے بڑھانے میں مزید مددگار ثابت ہوگی۔

ہندستان اور کیوبا نے صحت کے شعبے میں تعاون بڑھانے کے لئے مفاہمت نامے پر دستخط کئے

☆ہندوستان اور کیوبا نے یہاں صحت کے شعبے میں تعاون بڑھانے کے لئے ایک مفاہمت نامے پر دستخط کئے۔ یہ دستخط صحت اور خاندانی فلاح وبہبود کے لئے مرکزی وزیر جناب جے پی نڈا اور کیوبا کے عوامی صحت کے وزیر ڈاکٹر روبرٹو ٹومس مورالیس اوجے ڈا نے کئے اس

موقع پر وزارت صحت کے سینئر افسران اور کیوبا کا ایک اعلیٰ سطح کا وفد بھی موجود تھا۔

اس سمجھوتے کو تاریخی بتاتے ہوئے جناب جے پی نڈا نے کہا کہ ہندوستان اور کیوبا کے درمیان رشتے تاریخی ہیں اور مساوات، انصاف اور لوگوں کی عام خواہشات کی مشترکہ قدروں پر مبنی ہیں اور اس میں عالمی معاملات سے متعلق مفادات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جناب نڈا نے مزید کہا کہ ہندوستان اور کیوبا کے درمیان صحت اور دوا کے شعبے میں تعاون پر مفاہمت نامہ صحت کے شعبے میں تبادلوں کے لئے اہم ہے اور یہ دونوں ملکوں کے درمیان صحت کے شعبے میں تعاون کے لئے ادارہ جاتی فریم ورک کو فروغ دے گا۔ ہماری صلاحیت کا شعبہ دوا سازی اور بایوٹیکنالوجی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کیوبا نے بایوٹیکنالوجی اور دوا سازی کےشعبے میں زبردست ترقی حاصل کی ہے۔ ہم کو کاروباری بنیاد پر دواؤں کی مشترکہ تیاری کے لئے زیادہ ادارہ جاتی اشتراک کو حوصلہ دینے کی ضرورت ہے۔ جناب نڈا نے کہا کہ مفاہمت نامے کے نفاذ کے لئے ایک مشترکہ ورکنگ گروپ تشکیل دیئے جانے کی ضرورت ہے۔ اس مفاہمت نامے کا مقصد معیار کو بڑھانے کے مقصد کے ساتھ تکنیکی، سائنسی، مالی اور انسانی وسائل کو یکجا کر کے صحت کے شعبے میں دونوں ملکوں کے درمیان جامع بین وزارتی اور بین ادارہ جاتی تعاون قائم کرنا ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دونوں ملکوں میں صحت کی دیکھ بھال طبی تعلیم اور تربیت اور تحقیق میں شامل انسانی، میٹرئل اور بنیادی ڈھانچے کے وسائل کو رسائی حاصل ہو۔ تعاون کے خاص اور اہم شعبے اس طرح ہے:۔

· میڈیکل ڈاکٹروں، افسروں، دیگر صحت سے متعلق پیشہ ور افراد اور ماہرین کی تربیت اور ان کا تبادلہ۔

· انسانی وسائل، صحت خدمات اور صحت کی دیکھ بھال کی سہولتوں کے قیام کے فروغ میں تعاون۔

· صحت میں انسانی وسائل کی قلیل مدتی تربیت۔

· دوا سازی، میڈیکل آلات کا ریگولیشن اور معلومات کا تبادلہ۔

· دوا سازی اور دیگر شعبوں میں کاروبار کے فروغ کے مواقع کا فروغ، جن کی نشاندہی فریقوں کے ذریعہ کی گئی ہے۔

· جینرک اور لازمی دواؤں کی خریداری اور دوا کی سپلائی کی سورسنگ میں مدد۔

· صحت کے آلات کی خریداری اور دوا سازی کی تیاری۔

· خوراک کی صنعت کے آپریٹرس کی تربیت اور تحقیق۔

· نیرو کارڈیو ویسکور بیماریوں، کینسر، ذہنی صحت جیسی بیماریوں کی روک تھام میں اشتراک۔

· آب وہوا کی تبدیلی کے شعبے میں اشتراک جو چھوت چھات کی بیماریوں اور پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں پر اثر ڈالتے ہے۔

صدر جمہوریہ نے آندھرا یونیورسٹی کا دورہ کیا اور مرکز برائے دفاعی مطالعات کا آغاز کیا

☆صدر جمہوریہ ہند رام ناتھ کووند نے وشاکھا پٹنم میں آندھرا یونیورسٹی کا دورہ کیا اور دفاعی مطالعات کے مرکز کا آغاز کیا۔ انہوں نے یونیورسٹی میں ای۔ کلاس روم کمپلکس اور انکیوبیشن سینٹر کے لئے سنگ بنیاد بھی رکھا۔ اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے صدر جمہوریہ نے کہا کہ یہ بات بیحد تسلی بخش ہے کہ آندھرا یونیورسٹی بالخصوص کالج آف انجینئرنگ دفاعی اداروں کے ساتھ ملکر تحقیق و ترقی کے پروجیکٹوں میں مصروف عمل ہے، انہوں نے کہا کہ دفاعی مطالعات کا مرکز سائبر سکیورتی، نینوٹیکنالوجی، راڈار، مواصلات، کروزن ٹکنالوجی اور دیگر ٹیکنالوجیاں، جن کی اسٹریٹجک جہتیں ہیں، پر توجہ مرکوز کرے گا۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ آندھرا پردیش یونیورسٹی کے پروفیسران اور محققین ڈی آر ڈی او کے علاوہ نیول ریسرچ بورڈ اور دیگر ادارو کے ساتھ مخصوص پروجیکٹوں میں اشتراک وتعاون کر رہے ہیں۔ آندھرا یونیورسٹی کے پروفیسر کا استعمال میزائل پروجیکٹوں بشمول برہموز میزائل کے لئے مشیر کار کی حیثیت سے کیا جا چکا ہے۔

مزید برآں وشاکھا پٹنم میں واقع مشرقی بحری کمانڈ کی جانب سے سول انجینئرنگ، اسٹرکچرل اپیلی کیشنز اور مرکبات کی تحلیل سے متعلق معاملات میں اس یونیورسٹی کی مہارتوں کا استعمال ہوتا رہا ہے۔ دفاع اور فوجی اپیلی کیشنز اور ٹیکنالوجیوں سے متعلق تحقیق سے ہمارے ملک کو کثیر النوع فوائد حاصل ہوں گے۔

اس سے میک ان انڈیا کی کوششوں کے لئے ٹانک فراہم ہوگا۔ دیگر ملکوں کے تجربے سے واضح ہوتا ہے کہ دفاعی ٹیکنالوجیوں میں تحقیق سے اختراعات کے لئے بھی راہ ہموارہ ہوسکتی ہے۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہمارے سائنٹفک اور ٹیکنالوجیکل اداروں میں مجموعی صنفی عدم توازن اب بھی باعث تشویش ہے۔ انہیں یہ جان کر بیحد خوشی ہوئی ہے کہ آندھرا یونیورسٹی کے اندر کل طلبا میں 40 فیصد لڑکیاں ہیں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ آندھرا یونیورسٹی کالج آف انجینئرنگ برائے خواتین میں کلاس روم اور لیباریٹری کمپلکس کا افتتاح ہمارے ملک کے اندر اعلی معیار کی خواتین انجینئر اور ٹیکنالوجی کی ماہر خواتین پیدا کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرے گا۔

صدر جمہوریہ نے کہا کہ ہندوستان کا اصلی امتحان تعلیم تک اپنی بیٹیوں کی رسائی اور مواقع میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے کچھ سرکردہ دفاعی اور خلائی سائنس دانوں جنہوں نے ہمارے میزائل پروگراموں اور راکٹ لانچوں کو مستحکم کیا، وہ خواتین ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اس سے قبل آگرہ میں اسی ہفتے انہیں ''ہندوستان کی میزائل خاتون'' کی حیثیت سے مشہور ڈی آر ڈی او کی سینئر سائنس داں ڈاکٹر ٹیسی تھامس کو مبارکباد دینے کا شرف حاصل ہوا۔ نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی خاتون کی حیثیت سے وہ ملک کے نوجوانوں بالخصوص طالبات کے لئے رول ماڈل ہیں۔

آندھرا یونیورسٹی کے مختلف پروجیکٹوں کے افتتاحی سنگ بنیاد کے موقع پر صدر جمہوریہ نے کہا کہ بھارت کے صدر کی حیثیت سے عہدہ سنبھالنے کے بعد وشاکھاپٹنم کا یہ میرا پہلا دورہ ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ یہ دورہ مجھے اعلیٰ تعلیم کے ایسے مقتدر اور معروف ادارے تک لایا ہے۔ آندھرا یونیورسٹی نے ہمارے ملک میں بڑی تعداد میں دانشوروں کا سلسلہ فراہم کیا ہے۔ ہمارے دوسرے صدر جمہوریہ ہند اور مجھ سے قبل ممتاز صدر محترم جو ایک عالم اور

ماہر تعلیم بھی تھے یعنی ڈاکٹر ایس رادھا کرشنن ، اس یونیورسٹی کے دوسرے وائس چانسلر رہے تھے۔ مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ آندھرا یونیورسٹی سے فارغ التحصیل افراد میں ہمارے ملک کے موجودہ نائب صدر ایم وینکیا نائیڈو اور کئی جج ،ٹیکنالوجی ماہرین اور متعدد کارپوریٹ قائدین شامل ہیں۔لہذا یہاں آکر میں یونیورسٹی کے مالا مال دانشورانہ ورثے کو اور ریاست آندھرا پردیش کو خراج عقیدت پیش کررہا ہوں۔

میرا یہاں کا دورہ تین سنگ میل اقدامات سے وابستہ ہوگا۔

1۔آندھرا یونیورسٹی میں دفاعی مطالعات مرکز کا آغاز۔

2۔آندھرا یونیورسٹی کے کالج آف انجینئرنگ میں کمپیوٹر سائنس اور سسٹم انجینئرنگ کے شعبے میں ای- کلاس روم کمپلیکس اور ان کیوبیشن سینٹر کا سنگ بنیاد رکھا جانا۔

3۔آندھرا یونیورسٹی کے کالج آف انجینئرنگ برائے خواتین کے تحت کلاس روم اور تجربہ گاہ کمپلیکس کا افتتاح۔ایک طرف یہ تینوں حصولیابیاں اور ادارے الگ الگ ہیں تاہم تینوں مشترک حیثیت رکھتے ہیں۔یہ سلسلہ آندھرا یونیورسٹی کی اس عہد بندگی سے وابستہ ہے جس کے تحت جدید ترین ٹیکنالوجیوں کو متعارف کرایا جانا ہے، شمولیت پر مبنی دستیابی اور عوامی اور کلیدی حیثیت اور اہمیت کے امور سے وابستہ شعبے میں ان کا استعمال ہے۔

مجھے یہ جان کر ازحد مسرت ہوئی ہے کہ آندھرا یونیورسٹی کے تحت دفاعی مشترکہ تعلیم اور تحقیقی پروگرام ایک منفرد کوشش ہے جو کسی ریاستی یونیورسٹی کے لئے فخر کی بات ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ہماری فضائیہ کے سربراہ نے حال ہی میں اس یونیورسٹی کا دورہ کیا تھا اور ان کی اس دورے سے آندھرا یونیورسٹی کے دفاعی مشترکہ تعلیمی اور تحقیقی مرکز کو زبردست تقویت حاصل ہوئی ہے۔

یہ بات ازحد تسلی بخش ہے کہ یونیورسٹی، خصوصاً اس کا کالج آف انجینئرنگ، دفاعی اداروں کے ساتھ تحقیق و ترقیات کے پروجیکٹوں میں مصروف عمل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دفاعی مطالعات کا مرکز سائبر سلامتی، نینو ٹیکنالوجی، رڈار اور مواصلات، مٹی کے کٹاؤ کی روک تھام سے متعلق ٹیکنالوجی اور دیگر ٹیکنالوجیوں پر توجہ مرکوز کرے گا جن کی کلیدی اہمیت کئی زاویوں سے مسلم ہے۔

اس یونیورسٹی کے پروفیسر اور محققین ڈی آر ڈی او اور بحری تحقیق بورڈ اور دیگر اداروں کے ساتھ مخصوص پروجیکٹوں کے سلسلے میں اشتراک کررہے ہیں۔آندھرا یونیورسٹی کے پروفیسر حضرات میزائل پروجیکٹوں میں آر این ڈی مشیروں کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے برہموس میزائل کی ترقی میں بھی اپنا تعاون دیا ہے۔اس کے علاوہ اس یونیورسٹی کے مہارت کا استعمال مشرقی بحری کمان، صدر دفاتر وشاکھاپٹنم کے ذریعے بھی کیا گیا ہے۔یہ تمام افادیت سول انجینئرنگ ڈھانچہ جاتی اپلیکیشنوں اور مٹی کے کٹاؤ کی روک تھام کے زاویے سے بروئے کار لائی گئی ہے۔

دراصل یہ کام کاج کا یہ ایک متاثر کن ادارہ ہے۔ دفاع اور دفاعی استعمال سے متعلق تحقیق اور ٹیکنالوجیاں ملک کے لئے کثیر پہلوئی فوائد لے کر آئیں گی۔یہ چیزیں میک ان انڈیا اور جدت طرازی پر مبنی ترقیات کے لئے ایک ٹانک ثابت ہوں گی اور دفاعی اور فوجی ٹیکنالوجی اور ساز وسامان سازی میں مددگار ہوں گی۔جیسا کہ دوسرے ممالک میں کئے گئے تجربات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ دفاعی ٹیکنالوجیوں میں کی جانے والی تحقیق کے ذریعے جدت طرازی کا راستہ بھی ہموار ہوتا ہے اور اس کے گونا گوں سول استعمال بھی کئے جاسکتے ہیں۔

مثال کے طور پر اطلاعاتی ٹیکنالوجی میں انٹرنیٹ میں ہونے والی ترقیات اور خلائی ٹیکنالوجی میں ہونے والی ترقیات میں انسانی معاشرے کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے۔ان میں سے ہر ایک ٹیکنالوجی دفاعی ٹیکنالوجیوں کے سلسلے میں دستیاب ہوئی ہے یا مہمیز ہوئی ہے۔مجھے پورا یقین ہے کہ بھارت میں بھی یہی راستہ اپنایا جائے گا اور یہ یونیورسٹی اس سفر کے لئے ایک اہم وسیلہ ثابت ہوگی۔

کمپیوٹر سائنسز اور سسٹم انجینئرنگ کا شعبہ بھی اس کوشش میں ایک کردار ادا کرے گا میں سمجھتا ہوں کہ یہ یونیورسٹی ایسی ہے جس میں یہ سب سے بڑا شعبہ ہے جہاں 12 سو سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ای- کلاس روم کمپلیکس اور ان کیوبیشن مرکز کا افتتاح اس شعبے کی صلاحیت میں اضافہ کرے گا اور یہ شعبہ ملک کی ضروریات ،سماجی، اقتصادی ترقیات اور یکساں دفاعی ضروریات کی تکمیل کرسکے گا۔دراصل یہاں مجھے وزیر اعلیٰ کی قیادت میں حکومت آندھرا پردیش کی کوششوں کی تعریف کرنی چاہئے۔ یہ یونیورسٹی ٹیکنالوجی کو عام انسانیوں کی ترقی و فروغ کے لئے استعمال کررہی ہے جس کا تعلق شہری منصوبہ بندی سے لے کر زرعی شعبے تک ہے۔

خواتین وحضرات! ہمارے سائنسی اور ٹیکنالوجی اداروں میں صنفی عدم توازن کا موضوع اب بھی تشویش کا باعث بنا ہوا ہے۔اس پس منظر میں مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ اس یونیورسٹی کے 40 فیصد طلبا کی تعداد، طالبات پر مشتمل ہے۔ مجھے پوری امید ہے کہ آندھرا یونیورسٹی کے کالج آف انجینئرنگ برائے خواتین میں کلاس روم اور تجربہ گاہ کمپلیکس کے افتتاح سے اعلیٰ کوالٹی کی حامل خواتین انجینئروں اور ماہرین ٹیکنالوجی کی تعداد اور صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔ بھارت کی ترقی کا صحیح امتحان اس امر میں ہے کہ ہم اپنی بیٹیوں کو تعلیم کے شعبے میں کس حد تک رسائی اور مواقع فراہم کراتے ہیں۔

یہاں میں اس بات کی جانب اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے کچھ سرکردہ دفاعی اور خلائی سائنس داں جنہوں نے ہمارے میزائل پروگراموں کو تقویت دی ہے اور راکٹ لانچ کرائے ہیں، وہ سب خواتین رہی ہیں۔اس ہفتے کے اوائل میں آگرہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد میں مجھے سینئر ڈی آر ڈی یو سائنس داں ڈاکٹر ٹیسی تھامس کو سپاس نامہ تفویض کرنے کا اعزاز حاصل ہوا جنہیں بھارت کی میزائل خاتون کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان کی جیسی کامیاب خواتین شخصیات ہمارے نوجوانوں خصوصاً ہماری طالبات کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ان الفاظ کے ساتھ میں آندھرا یونیورسٹی کو اور آپ سب کو روشن ترین مستقبل کے لئے نیک تمنائیں پیش کرتا ہوں۔خدا کرے کہ یہ یونیورسٹی ملک کے لئے ٹیکنالوجی کے ایک مرکز کے طور پر برقرار رہے اور خدا کرے کہ اس کے ٹیکنالوجی ماہرین جن میں خواتین و افراد دونوں شامل ہیں، ہماری دفاعی تحقیق صلاحیتوں میں اسی طرح سے اضافہ کرتے رہیں۔

عالمگیر صحت کوریج ڈے 2017 کے موقع پر نئے اقدامات

☆ہم ملک میں عالمگیر صحت کوریج کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے تئیں پوری طرح عہد بستہ ہیں۔ ہم نے اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے متعدد اقدامات کی شروعات بھی کر رکھی ہے۔ یہ بات یہاں صحت اور خاندانی بہبود کے وزیر جناب جے پی نڈا نے عالمگیر صحت کوریج ڈے 2017 کو منانے کیلئے منعقدہ ایک تقریب کے دوران کہی۔ اس موقع پر خزانہ کے وزیر مملکت جناب ایس پی شکلا بھی موجود تھے۔ وزیر صحت جناب جے پی نڈا اور خزانہ کے وزیر مملکت جناب ایس پی شکلاء نے نیاؤن صحت ورکروں، جو کہ اپنے علاقوں میں نارمل زچگی اور مشکل زچگیوں کی دیکھ ریکھ کرتے ہیں، کیلئے، "لکش "یعنی لیبر روم کوالٹی امپرووومنٹ انیشے ٹیو، محفوظ زچگی کیلئےایک موبائل ایپلی کیشن کی بھی شروعات کی۔ انہوں نے وضع حمل سے متعلق اعلیٰ یونٹوں (ایچ ڈی یو) اور انتہائی نگہداشت والی یونٹوں (آئی سی یو) کے آپریشن سے متعلق رہنما خطوط بھی جاری کئے۔

تقریب کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے جناب جے پی نڈا نے کہا کہ یہ سال خصوصی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ قومی صحت پالیسی 2017 کو اس سال منظوری دی گئی ہے۔ قومی صحت پالیسی 2017 کے تحت ملک کے ہر ایک فرد کو صحت کی عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ ترین خدمات فراہم ہوں گی اور اس کے لئے انہیں کسی بھی طرح کی مالی دشواریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا۔ حکومت نے باہری جیب خرچوں (او او پی) کو کم کرنے کیلئے ٹھوس اقدامات کئے ہیں۔ 2014 میں شروع کیا گیا مشن اندر دھنش عالمی سطح پر سب سے بڑے عوامی صحت اقدامات میں سے ایک ہے۔ اب تک اپنے 4 مراحل میں مشن اندر دھنش ملک کے 528 سیزائد اضلاع میں 25 ملین سے زائد بچوں تک کامیابی کے ساتھ پہنچ چکا ہے۔'' ہم ٹیکہ کاری کیا سکٹ میں اضافہ کرنے کیلئے توجہ مرکوز کئے ہوئے ہیں۔ 2014 سے ہم نے بالغوں کیلئے روٹا وائرس ٹیکہ، نیموکوکل کنجوگیٹ ویکسین (پی سی وی) اور خسرہ سے متعلق روبیلا ٹیکہ (ایم آر) کی بھی شروعات کی ہے''۔ جناب جے پی نڈا نے مزید کہا کہ پردھان منتری ڈائلیسس پروگرام کی بھی شروعات کی گئی ہے، جس کے تحت 1،069 ڈائلیسس یونٹوں اسے 1.43 لاکھ مریضوں کو مفت خدمات حاصل ہوئی ہیں۔ اسی طرح مفت دوائیوں اور امراض کی تشخیص کے پروگرام کے تحت امرت دوکانوں سے تقریباً 47 لاکھ مریضوں کو سبسڈی والی دوائیوں کی خریداری کیذریعے فائدہ حاصل ہوا ہے۔

جناب جے پی نڈا نے تقریب میں حاضرین کو مزید مطلع کیا کہ جامع بنیادی صحت خدمات فراہم کرنے کیلئے حکومت نے 1.5 لاکھ ذیلی صحت مراکز کو ہیلتھ اینڈ ویلنیس مراکز میں تبدیل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "وزارت صحت ہیلتھ اور ویلنیس مراکز کے ذریعے جامع بنیادی صحت خدمات کی جانب منتقل ہو رہی ہے"۔ انہوں نے مزید کہا کہ جامع بنیادی صحت خدمات کی جانب ایک قدم بڑھاتے ہوئے حکومت ہند نے ذیلی صحت مراکز اور بنیادی صحت مراکز میں عام این سی ڈی مثلاً شوگر، ہائپر ٹینشن اور عام کینسروں کی ہمہ جہت اسکریننگ کا عمل شروع کیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ" حکومت کے اس عمل سے صحت کے فروغ اور بیماری کی روک تھام کے عمل کو مستحکم کرنے میں مدد ملے گی۔ علاوہ ازیں مریضوں کے ریفرل اور آگے کی صحت خدمات تک رسائی میں بہتری آئے گی۔

وزیر صحت جناب جے پی نڈا نے مزید کہا کہ حکومت صحت خدمات کو مستحکم کرنے کیلئے بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ ملک میں 6 نئے ایمس میں کام کاج شروع ہو گیا ہے اور جلد ہی 6 نئے ایمس میں کام کاج شروع ہو جائے گا۔ عالمگیر صحت کوریج کے تئیں حکومت کی عہد بستگی کا اعادہ کرتے ہوئے خزانہ کے وزیر مملکت جناب ایس پی شکلا نے کہا کہ حکومت عالمگیر صحت کوریج کو حاصل کرنے کیلئے وسائل فراہم کرنے کے تئیں پوری طرح عہد بند ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکومت نے مالی سال 18-2017 کیلئے وزارت صحت کے بجٹ میں 27.7 فیصد تک کا اضافہ کیا ہے۔'' حکومت نے 14 ویں مالیاتی کمیشن کے ذریعے ریاستوں کے لئے رقم میں خاصا اضافہ کیا ہے۔ تقریباً 25 لاکھ کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے تاکہ ملک کی ریاستیں زیادہ بہتر طریقےسے صحت سے متعلق اسکیموں کو تیار، مالی امداد فراہم کرنے کیعلاوہ اس کا بہتر نفاذ کرسکیں۔

لکش یعنی لیبر روم کی کوالٹی کو بہتر بنانے کا عمل: اس بات کے کافی ثبوت ہیں کہ لیبر روم میں بالخصوص پیدائش کیدن خدمات میں بہتری لانا ماں بننے والی عورت اور نوزائیدہ بچے دونوں کی صحت کیلئے کلید ہیں۔ اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت ہند، لکش یعنی لیبر روم کی کوالٹی کو بہتر بنانے سے متعلق اقدام کی شروعات کر رہی ہے۔ لکش کے جاری ہونے کے بعد امید ہے کہ لیبر روم اور زچگی آپریشن کمروں میں حاملہ عورت کو فراہم کی جانے والی خدمات کے معیار میں بہتری آئے گی۔ علاوہ ازیں بچے کی پیدائش کے دوران خراب نتائج کی روک تھام ہو سکے گی۔ اس کو ضلعی اسپتالوں (ڈی ایچ)، زچگی کے زیادہ تر معاملات والے ذیلی ضلعی اسپتالوں (ایس ڈی ایچ) اور کمیونٹی صحت مراکز (سی ایچ سی) کے علاوہ سرکاری میڈیکل کالجوں میں نافذ کیا جائے گا۔ اس پہل سے لیبر روم میں اعلیٰ درجے کی خدمات فراہم کرانے کا منصوبہ ہے۔ اس پہل کا مقصد ماؤں اور نوزائیدہ بچوں کی شرح اموات میں کمی لانا ہے۔

وضع حمل سے متعلق یونٹوں (ایچ ڈی یو) اور انتہائی نگہداشت والی یونٹوں (آئی سی یو) کے آپریشن سے متعلق رہنما خطوط

زچگی کے دوران ماؤں کی شرح اموات سے متعلق ایک اہم پہلو مشکل معاملات میں انتہائی نگہداشت کی دستیابی ہے۔ اس کیلئے حکومت ہند نے 2016 میں وضع حمل سے متعلق یونٹوں (ایچ ڈی یو) اور انتہائی نگہداشت والی یونٹوں (آئی سی یو) کے قیام کیلئے رہنما خطوط جاری کئے تھے۔ اس رہنما خطوط میں وضع حمل سے متعلق یونٹوں (ایچ ڈی یو) اور انتہائی نگہداشت والی یونٹوں (آئی سی یو) کے بارے میں وسیع تصورات پیش کئے گئے ہیں۔ یہ رہنما خطوط پہلے سے موجود قومی رہنما

خطوط کا تکملہ ہے۔اس سے ریاستوں کو اور ریاستی سطح پر پالیسی سازوں کو حاملہ عورتوں اور جلد ہی ماں بنی عورتوں سے متعلق انتہائی نگہداشت والی یونٹوں کو قائم کرنیکیلا وہ ان یونٹوں کیا پریشن میں تعاون فراہم ہوگا۔

محفوظ زچگی ایپلی کیشن: محفوظ زچگی ایپلی کیشن ایک صحت اعلیٰ ہے، جس کا استعمال ایسے صحت ورکرس کر سکتے ہیں جو اپنے اپنے علاقوں میں نارمل زچگی اور مشکل زچگی کے عمل کو دیکھتے ہیں۔اس ایپلی کیشن کے اندر وضع حمل سے متعلق کلیدی طریقہ کار کے بارے میں کلینکل احکامات پر مشتمل فلمیں ہیں۔اس ایپلی کیشن سے صحت ورکروں کو اپنے ہنر کو عمل میں تبدیل کرنے میں مدد ملے گی۔علاوہ ازیں یہ ایپلی کیشن صحت ورکرز کی تربیت اور تربیت کے بعد کیطریقہ ؟ کار میں بنیادی رول ادا کرسکتا ہے۔اس ایپلی کیشن کو ہندوستانی مزاج کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔اسے ملک کے چند اضلاع میں آزمایا گیا ہے اور اسیز چگی سے متعلق صحت ورکروں کیلئے مفید پایا گیا ہے۔

عالمگیر صحت کوریج کو حاصل کرنے کا ہدف دنیا بھر میں صحت نظام میں اصلاحات کی بڑی توجہ ہے۔عالمگیر صحت کوریج اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ دنیا بھر میں ہر ایک فرد کو صحت خدمات تک رسائی حاصل ہو اور اسے صحت خدمات تک رسائی حاصل کرنے میں کوئی مالی دشواری پیش نہ آئے۔اسے دنیا بھر میں واحد سب سے زیادہ طاقتور تصور کہا گیا ہے۔دسمبر 2012 میں اقوام متحدہ نے ایک تاریخ ساز قرارداد کو منظوری دی تھی، جو عالمگیر صحت کوریج کی توثیق کرتی ہے۔ستمبر 2015 میں عالمگیر صحت کوریج (یو ایچ سی) کے حصول کو اقوام متحدہ پائیدار ترقیاتی اہداف (ایس ڈی جی) میں کلیدی ہدف کی حیثیت سے شامل کیا گیا تھا، جس کو 2030 تک حاصل کرنا ہے۔ پہلے پہل 12 دسمبر کو عالمگیر صحت کوریج (یو ایچ سی) ڈے منایا گیا تھا۔اس میں اقوام متحدہ کی تاریخ ساز قرارداد کی سالگرہ کا جشن منایا گیا تھا۔

اس تقریب میں ایس ای اے آر او کی علاقائی ڈائریکٹر ڈاکٹر پونم کھیتر پال سنگھ، خصوصی ڈی جی ایچ ایس ،ڈاکٹر بی ڈی اتھانی، نیتی آیوگ کے رکن ڈاکٹر وی کے پول ، این ایچ ایم کے ایڈیشنل سکریٹری اور مینیجنگ ڈائریکٹر جناب منوج جھالانی، عالمی ادارہ صحت کے ہندوستانی نمائندہ ڈاکٹر ہینک بیک ڈیم اور جوائنٹ سکریٹری محترمہ وندنا گرنانی کے علاوہ ریاستوں کے ہیلتھ سکریٹریز اور مشن ڈائریکٹروں نے شرکت کی۔

خالی پڑے عہدوں کو ترقی کے ذریعہ پر کرنے پر عملہ اور تربیت کا محکمہ پورا زور دے رہا ہے: ڈاکٹر جتیندر سنگھ

☆وزیر مملکت (آزادانہ چارج) شمال مشرقی خطے کی وزارت (ڈونیر) پی ایم او میں وزیر مملکت ،عملہ، عوامی شکایات اور پنشن ، اٹامک انرجی اور خلا ، ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے کہا ہے کہ تربیت اور عملے کا محکمہ (ڈی او پی ٹی) خالی پڑے عہدوں کو ترقی کے ذریعہ پر کرنے گذشتہ کئی برسوں سے زور دے رہا ہے۔انھوں نے کہ وزیر اعظم، جناب نریندر مودی کی قیادت میں قائم حکومت بدعنوان اور ناکارہ افسروں کے تئیں قطعی عدم برداشت کا رویہ رکھتی ہے، ساتھ ہی ساتھ یہ حکومت ایمانداری اور دیانتداری سے کام کرنے والے فرض شناس افسروں کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے۔

ڈاکٹر جتیندر سنگھ سینٹرل سکریٹریٹ ملازمین کے ایک وفد سے ملاقات کے دوران گفت وشنید کر رہے تھے، جو کل ان سے ملاقات کی غرض سے ان کے دفتر گیا تھا۔ وفد نے وزیر موصوف سے گذارش کی کہ وہ لوور گریڈ عملہ اراکین کی بروقت ترقی کو ممکن بنانے کے لئے اپنی جانب سے دخل اندازی کریں۔ وفد نے انھیں مرکزی سکریٹریٹ ایم ٹی ایس ایسوسی ایشن کی جانب سے ایک عرضداشت بھی پیش کی جس میں کہا گیا ہے کہ حکومت ہند کے تحت کام کرنے والے بہت سے نچلے درجے کے ملازمین اور پیشہ وران اپنی مدت خدمت کے پورے عرصے میں ایک ترقی بھی نہیں حاصل کرپاتے۔

ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے کہا کہ حکمرانی میں ا?سانی متعارف کرانے اور نفاذ میں مقصدیت لانے کی غرض سے حکومت نے گذشتہ تین برسوں کے دوران تمام ضوابط میں اصلاح کی ہے تا کہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ ترقیاں دینے میں موضوعاتی ترجیحات کا دخل نہ ہو۔اب ضوابط کو جدید ترین تکنالوجی کے ٹولس کے استعمال کے ذریعہ ہائی ٹیک بنا دیا گیا ہے۔اس میں انسانی عمل دخل کم سے کم رہ گیا ہے۔

انھوں نے کہا کہ ماضی میں ہر حکومت کوئی نیا قانون یا قاعدہ وضع کرنے کا سہرا اپنے سر باندھا کرتی تھی تاہم یہ حکومت ایسی ہے جس نے تقریباً پندرہ سو قواعد جو یا تو فرسودہ ہو چکے تھے یا وقت گذرنے کے ساتھ ان کی افادیت باقی نہیں رہی تھی ، انھیں منسوخ کر دیا ہے۔ان تمام اقدامات کا مطلب یہی ہے کہ عوام کے لئے موثر اور بروقت نتائج کو یقینی بنایا جائے بلکہ ملازمین کو ان کی صلاحیت کے مطابق بہتر انداز میں خدمات انجام دینے کا موقع فراہم کیا جائے۔

ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے کہا کہ وہ ذاتی طور پر یہ محسوس کرتے ہیں کہ جب کبھی ان کی جانکاری میں ایسے معاملات آتے ہیں جہاں نچلی سطح کی آسامیوں پر کام کرنے والے ملازمین اپنی مدت ملازمت کے 35-30 برس ایک بھی ترقی حاصل کئے بغیر گذار دیتے ہیں تو انھیں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔انھوں نے کہا کہ انھوں نے اس موضوع پر وزارت کے تمام سینئیر افسروں سے گفتگو کی ہے اور متعدد جدت طرازی پر مبنی اقدامات کئے جارہے ہیں تا کہ انتظامیہ میں درمیانی اور نچلی سطح کی اسامیوں پر تعطل اور جمود کو ختم کیا جاسکے۔

ڈاکٹر جتیندر سنگھ نے کہا کہ یہ امر افسوسناک ہے کہ بہت سارے معاملات میں ترقی نہ ہونے کی وجہ مقدمہ بازی ہوتی ہے جو ملازمین کے مابین چل رہی ہوتی ہے، اگر چہ عملہ اور تربیت کا محکمہ عدالت میں اپنا نظریہ واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے باوجود ایسی صورت حال میں تاخیر ناگزیر ہوجاتی ہے۔

سیمیناروں اور کانفرنسوں کے نتائج واضح طور پر دکھائی بھی دینے چاہئیں: جناب گڈکری

☆آبی وسائل، دریاؤں کی ترقی اور گنگا کی صفائی، سڑک ٹرانسپورٹ اور شاہراہوں نیز جہاز رانی کے مرکزی وزیر جناب نتن گڈکری نے کہا ہے کہ

سیمیناروں اور کانفرنسوں میں ہونے والے مباحیث کے نتائج واضح طور پر دکھائی بھی دینے چاہئیں اور ان کا فائدہ کسانوں اور عام لوگوں تک پہنچنا چاہئے۔ آئی نئی دہلی میں گراؤنڈ واٹر وژن 2030 کے بارے میں زیر زمین پانی کی ساتویں بین الاقوامی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے جناب گڈکری نے کہا کہ پانی، بجلی، ٹرانسپورٹ اور مواصلات۔ یہ چار بڑے شعبے ہیں جن کا ہماری قومی معیشت میں بڑا رول ہے۔ انہوں نے کہا ''آج کل پانی ہمارے ملک کا ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ آبی وسائل کے مناسب تحفظ اور پانی کو ذخیرہ کرنے سے کسانوں کی آمدنی میں اضافہ ہوسکتا ہے، صنعتی پیداوار بڑھ سکتی ہے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ سائنس دانوں اور تحقیق کاروں کو چاہیے کہ وہ پانی کو دوبارہ استعمال کرنے اور آبپاشی نیز صنعتوں میں اس کے مزید استعمال کے لئے اختراعی نوعیت کے طریقے اختیار کرنے پر غور کریں''۔ جناب گڈکری نے کہا کہ ہر ضلع اور ہر علاقے کی ماحولیاتی صورتحال مختلف ہے اور ہر علاقے کے لئے بڑی باریک بینی سے الگ الگ منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ سائنس دانوں کو چاہئے کہ وہ اقتصادیات اور ٹکنالوجی کے اعتبار سے پانی کو ذخیرہ کرنے اور اس کے تحفظ کے لئے قابل عمل حل تلاش کریں۔ پینے کے پانی اور حفظان صحت کی مرکزی وزیر محترمہ اوما بھارتی نے اپنی تقریر میں کہا کہ دریا، ہزاروں سال سے بہہ رہے ہیں اور کبھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ البتہ پچھلے چند عشروں سے ہمیں کثافت اور قلت کے مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سائنس دانوں، صنعت کاروں اور عام انسانوں میں جو دریاؤں کا پانی استعمال کرتے ہیں، ذمہ داری کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ محترمہ اوما بھارتی نے کہا کہ پانی کے بندوبست کے بارے میں اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم دی جانی چاہیے۔

آبی وسائل، دریاؤں کی ترقی اور گنگا کی صفائی کے مرکزی وزیر مملکت جناب ارجن رام میگھوال نے تشویش کا اظہار کیا کہ زیر زمین پانی کے استعمال کے بارے میں ابھی تک کوئی مناسب ضابطہ موجود نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ زیر زمین پانی کو باضابطہ بنانے کا معاملہ بہت پیچیدہ ہے اور ضرورت اس بات کہ ہے کہ اس سلسلے میں مقامی ضرورتوں کے مطابق کوئی اصول مرتب کیا جائے۔

آبی وسائل، دریاؤں کی ترقی اور گنگا کی صفائی کے مرکزی وزیر مملکت ڈاکٹر ستیہ پال سنگھ نے زور دیکر کہا کہ پانی کے بارے میں ایک مربوط نظریہ کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ زمین کی سطح کے اوپر کے پانی، زیر زمین پانی اور دریاؤں کے پانی کے بارے میں چھوٹی موٹی منصوبہ بندی ایک بے فائدہ عمل ہوگا۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس کانفرنس سے پانی کے بندوبست کے تمام پہلوؤں کے بارے میں ایک مربوط نظریہ ابھر کر سامنے آئے گا۔ اس کانفرنس کا انتظام ''زیر زمین پانی کا وژن 2030۔ پانی کا تحفظ، چیلنج اور آب و ہوا کی تبدیلی سے مطابقت'' کے عنوان سے ملک میں زیر زمین پانی کے مسائل کے بارے میں کیا گیا ہے۔ 11 سے 13 دسمبر تک چلنے والی اس کانفرنس کا انعقاد حکومت ہند کی آبی وسائل، دریاؤں کی ترقی اور گنگا کی صفائی سے متعلق وزارت کے تحت نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہائیڈرولوجی (این آئی ایچ) رڑکی اور مرکزی گراؤنڈ بورڈ (سی جی ڈبلیو بی) نے کیا ہے۔

آئی جی ڈبلیو سی 2017 کا مقصد پالیسی سازوں، تحقیق کاروں، ماہرین تعلیم، پانی کا بندوبست کرنے والوں، پیشہ ور افراد، صنعت کاروں، ٹکنالوجی کے ماہرین، نوجوان تحقیق کاروں اور اس معاملے سے دلچسپی رکھنے والوں کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم فراہم کرنا ہے تاکہ وہ زمین کی بڑھتی ہوئی کثافت اور آئندہ پیدا ہونے والی آب و ہوا کی تبدیلی جیسے بڑھتے ہوئے چیلنجوں کے پیش نظر زیر زمین پانی کے بندوبست کے بارے میں اپنے خیالات ظاہر کرسکیں اور ان پر تبادلہ خیال کرسکیں۔

اس کانفرنس میں 15 ملکوں کے مندوبین شرکت کررہے ہیں۔ کانفرنس کے دوران 250 تحقیقی مقالے پیش کئے جائیں گے جن میں 32 بہت اہم مقالے ہوں گے۔ کانفرنس میں پانی کے استعمال کے بدلتے ہوئے پس منظر میں ملک میں زیر زمین پانی کے بندوبست، موجودہ حالات اور چیلنجوں پر غور وخوص کیا جائے گا اور پانی سے متعلق مسائل پر تبادلہ خیال کے لئے ایک مشترکہ پلیٹ فارم فراہم ہوگا۔

بحریہ کی آبدوز آئی این ایس کلوری کو بیڑے میں شامل کیے جانے کی تقریب میں وزیر اعظم کی تقریر

☆ مہاراشٹر کے گورنر جناب ودیا ساگر راؤ جی، وزیر دفاع محترمہ سیتا رمن جی، مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ جناب دیویندر فڑنویس جی، دفاع کے وزیر مملکت ڈاکٹر سبھاش بھامبرے جی، سلامتی کے مشیر جناب اجیت ڈووال جی، فرانس کے سفیر جناب الیکزینڈر زیگلر اور فرانس کے دیگر معزز مہمانان کرام، بحریہ کے چیف ایڈمرل سنیل لانبا جی، کمانڈنگ ان چیف، ویسٹرل نیول کمان وائس یڈمرل گریس لوتھرا جی، وائس ایڈمرل ڈی ایم دیش پانڈے جی، سی ایم ڈی، ایم ڈی ایل، جناب راکیش آنند، کیپٹن ای ڈی، مہیند لے، بحریہ کے دیگر افسران اور فوجی حضرات، ایم ڈی ایل (مڑگاؤں ڈاک شپ بلڈرس لمیٹڈ) کے افسران اور ملازمین، پروگرام میں موجود تمام معزز حضرات۔

آج سوا سو کروڑ بھارتیوں کے لیے یہ ایک قابل فخر اور اہم دن ہے۔ میں سبھی اہل وطن کو اس تاریخی کامیابی پر بہت بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آبدوز آئی این ایس کلوری کو قوم کے نام وقف کرنا، میرے لیے ایک بہت ہی خوش قسمتی کا موقع ہے۔ میں ملک کی عوام کی جانب سے بھارتی بحریہ کو بھی بہت بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ تقریباً دو دہائیوں کے بعد بھارتی بحریہ کو اس کی طرح کی آبدوز مل رہی ہے۔

بحریہ کے بیڑے میں کلوری کی شمولیت، دفاع کے شعبے میں ہماری جانب سے اٹھایا گیا ایک بہت بڑا قدم ہے۔ اس کی تعمیر میں بھارتیوں کا پسینہ لگا ہے، بھارتیوں کی طاقت لگی ہے۔ یہ میک ان انڈیا کی شاندار مثال ہے۔ میں کلوری کی تعمیر سے منسلک ہر ایک مزدور، ہر ایک ملازم کا آج تہہ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں۔ کلوری کی تعمیر میں فرانس کے ذریعے دیئے گیے تعاون کے لیے بھی اس کا بہت شکر گزار ہوں۔

یہ آبدوز، بھارت اور فرانس کی تیزی سے بڑھتی ہوئی اسٹریٹجک پارٹنرشپ کی بھی ایک بہترین مثال ہے۔

ساتھیو، یہ سال بھارتی بحریہ کی سب مرین آرم کا گولڈن جوبلی سال ہے۔ ابھی پچھلے ہفتے ہی سب مرین آرم کو پریسیڈینس کلر اعزاز سے سرفراز کیا گیا ہے۔ کلوری کی طاقت، یا کہیں ٹائیگر شارک کی طاقت، ہماری بھارتی بحریہ کو مزید مضبوط کرے گی۔

ساتھیو، بھارت کی سمندری ساحلی روایت کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ پانچ ہزار سال پرانی، گجرات کا لوتھل کا مقام، دنیا کی ابتدائی بندرگاہوں میں سے ایک رہا ہے۔ مورخ بتاتے ہیں کہ 84 ممالک سے تجارت لوتھل کے ذریعے ہوا کرتی تھی۔ ایشیا کے دیگر ممالک اور افریقہ تک میں ہمارے تعلقات سمندر کی انہی لہروں سے ہوتے ہوئے آگے بڑھے ہیں۔ صرف تجارت ہی نہیں بلکہ ثقافتی طور پر بھی بحر ہند نے ہمیں دنیا کے دوسرے ملکوں کے ساتھ جوڑا ہے، ان کے ساتھ کھڑے ہونے میں ہماری مدد کی ہے۔

بحر ہند نے بھارت کی تاریخ رقم کی ہے اور اب وہ بھارت کے حال کو مزید مضبوطی فراہم کر رہا ہے۔ 7500 کلومیٹر سے زیادہ طویل ہمارا سمندری ساحل، 1300 کے قریب چھوٹے چھوٹے جزائر، تقریباً 25 لاکھ مربع کلومیٹر کی خصوصی اقتصادی زون یعنی ایکسکلوزیوا کونامک زون، ایک ایسی سمندری طاقت کی تعمیر کرتے ہیں، جس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ بحر ہند صرف بھارت ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے مستقبل کے لیے بہت اہم ہے۔ یہ سمندر دنیا کے دو تہائی آئل شپ مینٹس، دنیا کے ایک تہائی بلک کارگو اور دنیا کا نصف کنٹینر ٹریفک کا وزن برداشت کرتا ہے۔ اس سے ہو کر گزرنے والا تین چوتھائی ٹریفک دنیا کے دوسرے حصوں میں جاتا ہے۔ اس میں اٹھنے والی لہریں دنیا کے 40 ممالک اور 40 فیصد آبادی تک پہنچتی ہے۔

ساتھیو، کہا جاتا ہے کہ 21 ویں صدی ایشیا کی صدی ہے۔ یہ بھی طے ہے کہ 21 ویں صدی کی ترقی کا راستہ بحر ہند سے ہو کر ہی نکلے گا۔ اور اس لیے بحر ہند کی ہماری سرکار کی پالیسیوں میں ایک ہی مخصوص اس کا مقام ہے۔ ایک خاص جگہ ہے۔ یہ اپروچ ہماری زندگی میں جھلکتی ہے۔ میں اس کا ایک خصوصی نام سے بھی ذکر کرتا ہوں۔ ایس اے جی اے آر (ساگر) اگر میں ساگر کہتا ہوں یعنی سیکورٹی اور گروتھ فار آل ان دی ریجن۔ ساگر ہم بحر ہند میں اپنی عالمی فوجی اور معاشی مفادات کو لے کر پوری طرح بیدار ہیں۔، چوکنا ہیں اور اس لیے ہندوستان کی ماڈرن اور ملٹی ڈائمینشنل۔ بحریہ، پورے خطے میں امن کے لیے، وجود کے لیے، آگے بڑھ کر قیادت کر رہی ہے۔ جس طرح ہندوستان کی سیاسی اور معاشی میری ٹائم پارٹنر شپ بڑھ رہی ہے، علاقائی فریم ورک کو مضبوط کیا جا رہا ہے، اس سے اس نشانے کا حصول آسان نظر آتا ہے۔

ساتھیو، سمندر میں پوشیدہ طاقتیں ہمیں ملک کی تعمیر کے لیے اقتصادی طاقت فراہم کرتی ہے اور اس لیے بھارت ان چیلنجوں کو لے کر بھی کافی سنجیدہ ہے، جن کا سامنا بھارت ہی نہیں بلکہ اس خطے کے علیحدہ علیحدہ ملکوں کو بھی کرنا پڑتا ہے۔

چاہے سمندر کے راستے آنے والا دہشت گرد ہو، پائریسی (قزاقی) کا مسئلہ ہو، منشیات کی اسمگلنگ ہو، بھارت ان سبھی چیلنجوں سے نمٹنے میں اہم رول نبھا رہا ہے۔ سب کا ساتھ، سب کا وکاس کا ہمارا یہ اصول ہے۔ جل-تھل-نبھ میں بھی سب یکساں ہیں۔

پوری دنیا کو ایک کنبہ مانتے ہوئے وسودھیوکٹمبھ کے جذبے کو آگے بڑھاتے ہوئے بھارت اپنی عالمی جوابدہی کو مسلسل نبھا رہا ہے۔ بھارت اپنے ساتھی ممالک کے لیے ان کے بحران کے وقت فرسٹ ریسپونڈر بنا ہوا ہے۔ اور اس لیے جب سری لنکا میں سیلاب آتا ہے تو بھارتی بحریہ مدد کے لیے سب سے پہلے پہنچ جاتی ہے۔ جب مالدیپ میں پانی کا بحران آتا ہے، تو ہندوستان سے جہاز بھر بھر کے پانی وہاں پہنچایا جاتا ہے۔ جب بنگلہ دیش میں گرادبی طوفان آتا ہے تو ہندوستان کی بحریہ بیچ سمندر میں پھنسے بنگلہ دیشیوں کو نکال لاتی ہے۔ میانما تک میں طوفان سے متاثرہ لوگوں کی مدد کے لیے بارتی بحریہ پوری طاقت کے ساتھ انسانی نظریے سے مدد کرنے میں کبھی پیچھے نہیں ہٹتی ہے۔ اتنا ہی نہیں، یمن میں بحران کے وقت، جب بھارتی بحریہ اپنے ساڑھے چار ہزار سے زیادہ شہریوں کو بچاتی ہے تو ساتھ میں 48 غیر ملکوں کے شہریوں کو بھی بحفاظت بحران سے نکال لاتی ہے۔

بھارتی سفارت کاری اور بھارت کا سلامتی نظام کا انسانی پہلو یہ ہندوستان کی خوبی ہے۔ یہ ہماری خصوصیت ہے۔ مجھے یاد ہے جب نیپال میں زلزلہ آیا تھا، تو کیسے بھارتی فوج اور فضائیہ نے راحتی کاموں کا مشن سنبھالا تھا۔ 700 سے زیادہ پرواز، ایک ہزار ٹن سے زیادہ راحت کا سامان، زلزلے سے متاثرہ ہزاروں لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا، سینکڑوں کو غیر ملکی شہریوں کو باہر نکال کرلانا، یہ دوستی کا جذبہ بھارت کے ذہن میں ہے۔، بھارت کی فطرت میں ہے۔ بھارت، انسانیت کے کام کو کیے بغیر کبھی نہیں رہ سکتا ہے۔

ساتھیو، مضبوط اور طاقتور بھارت، صرف اپنے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے ایک اہم رول نبھا رہا ہے۔ آج ہم دنیا کے مختلف ملکوں کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چل رہے ہیں۔ ان کی افواج ہماری فوجوں کے ساتھ تال میل بڑھانے کے لیے ہم سے تجربہ شیئر کرنے کے لیے منتظر رہتی ہیں۔ جب وہ ہمارے ساتھ مشقوں میں شرکت کرتی ہیں تو اکثر یہ گفتگو کا موضوع بھی ہوتا ہے۔

پچھلے سال ہی بھارت میں انٹرنیشنل فلیٹ ریویو کے لیے 50 ملکوں کی بحریہ جمع ہوئی تھیں۔ وشاکھا پٹنم کے پاس سمندر میں بنے خوبصورت مناظر کسی کے لیے بھی شاید ہی بھولنا ممکن ہو۔

اس سال بھی ہندوستانی بحریہ نے بحر ہند میں اپنی بہادری سے دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچی ہے۔

جولائی میں ہوئی مالابار مشقوں میں امریکہ اور جاپان کی بحریہ کے ساتھ بھارتی بحریہ نے شاندار مظاہرہ کیا تھا۔ اسی طرح آسٹریلیا کی بحریہ کے ساتھ، سنگاپور کی بحریہ کے ساتھ، میانما، جاپان، انڈونیشیا کی بحریہ کے ساتھ بھارتی بحریہ الگ الگ مہینوں میں اس سال مشقوں کا پروگرام مسلسل جاری رکھا ہے۔ بھارتی فوج بھی سری لنکا، روس، امریکہ، برطانیہ، بنگلہ دیش اور سنگاپور جیسی ملکو ں کے ساتھ مشترکہ مشقیں کر چکی ہے۔

بھائیو اور بہنو، یہ پوری تصویر اس بات کی گواہ ہے کہ دنیا کے ملک، امن اور استحکام کی راہ پر بھارت کے ساتھ چلنےمیں آج بھی خواہشمند ہیں، عہد بستہ ہیں۔

ساتھیو، ہم اس بات کے تئیں بھی خبردار ہیں کہ ملک کی سلامتی کے لیے چیلنجوں کی شکل بدل چکی ہے۔ ہم اپنی دفاعی تیاریوں کو ان چیلنجوں کے مطابق کرنے لیے پوری کوشش کر رہے ہیں۔ سرگرم اقدامات کر رہے ہیں۔

ہماری کوشش ہے کہ ہماری دفاعی طاقت،

اقتصادی طاقت، تکنیکی طاقت کے ساتھ بین الاقوامی تعلقات کی طاقت، عوام کے اعتماد کی طاقت، ملک کی نرم طاقت، ان سبھی فیکٹرس (عوامل) میں ایک رابطہ ہو۔ یہ تبدیلی آج کے وقت کا مطالبہ ہے۔

بھائیو اور بہنو، پچھلے تین سال میں دفاع اور سلامتی سے منسلک پورے ایکو سسٹم میں تبدیلی کا آغاز ہوا ہے۔ بہت ہی نئی پہل کی گئی ہے۔ جہاں ایک طرف ہم ضروری ساز وسامان کے موضوع کو اہمیت کے ساتھ ایڈریس کر رہے ہیں، وہیں ملک میں ہی لازمی ٹیکنالوجی کے فروغ کے لیے متحرک ایجنڈہ بھی طے کیا جا رہا ہے۔

لائسنسنگ عمل سے برآمدات کے عمل تک، ہم پورے نظام میں شفافیت اور متوازن مقابلہ آرائی لا رہے ہیں۔ غیر ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے بھی ہماری حکومت نے متعدد اقدام کیے ہیں۔ اب 49 فیصد ایف ڈی آئی خودکار راستے سے کی جا سکتی ہے۔ دفاعی شعبے کے کچھ شعبوں میں تو اب 100 فیصد ایف ڈی آئی کا راستہ کھل گیا ہے۔ دفاع خریداری طریقہ کار میں بھی ہم نے بڑی تبدیلیاں کی ہیں۔ ان سے میک ان انڈیا کو بھی فروغ مل رہا ہے۔ اس سے روزگار کے بھی نئے مواقع پیدا ہو رہے ہیں۔

جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ آئی این ایس کلوری کی تعمیر میں تقریباً 12لاکھ دن لگے ہیں۔ اس آبدوز کی تعمیر کے دوران جو تکنیکی صلاحیت ہندوستانی کمپنیوں کو بھارتی صنعتوں کو چھوٹی صنعتوں کو اور ہمارے انجینئروں کو حاصل ہوئی ہے وہ ملک کے لیے ایک طرح سے ذہانت کا خزانہ ہے۔ یہ اسکل سیٹ ہمارے لیے ایک اثاثہ ہے، جس کا فائدہ ملک کو مستقبل میں لگاتار ملے گا۔

ساتھیو، ہندوستانی کمپنیاں، دفاع کے شعبے کے پروڈکٹ بنائیں اور اسے دنیا بھر میں برآمد کریں، اس کے لیے دفاعی برآمدات میں پالیسیوں میں بھی ہم نے پوری طرح سے تبدیلیاں کی ہیں۔ جو پروڈکٹس یہاں بن رہے ہیں وہ ہماری فوجی طاقت بھی آسانی سے خرید سکیں، اس کے لیے تقریباً ڈیڑھ سو نان – کور آئٹمس کی ایک فہرست بنائی گئی ہے۔ ان کی خرید کے لیے فوجی دستوں کو آرڈیننس فیکٹریوں سے منظوری کی ضرورت نہیں ہے، وہ سیدھے پرائیوٹ کمپنیوں سے یہ پروڈکٹس خرید سکتی ہیں۔ ملک کو دفاع کے شعبے میں خود کفیل بنانے کے لیے حکومت بھارت پرائیوٹ سیکٹر کے ساتھ کلیدی پارٹنرشپ ماڈل لاگو کر رہی ہے۔ یہ ہماری کوشش ہے کہ بیرون ملکوں کی طرح ہندوستانی کمپنیاں بھی جنگی جہازوں سے لے کر ہیلی کاپٹر اور ٹینک سے لے کر آبدوز تک کی تعمیر اسی سرزمین پر کریں۔ مستقبل میں یہ اسٹریٹجک پارٹنرشپ بھارت کی دفاعی صنعت کو مضبوط بنائیں گے۔

حکومت نے دفاع کے شعبے سے منسلک سامان کی خرید میں بھی تیزی لانے کے لیے متعدد پالیسی فیصلے کیے ہیں۔ وزارت دفاع اور سروس ہیڈ کوارٹر سطح پر مالی اختیارات میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ پورے عمل کو مزید آسان اور موثر بنایا گیا ہے۔ ان اہم بہتر اقدامات سے دفاعی نظام اور ملک کی فوجوں کی صلاحیت اور بھی مضبوط ہوگی۔ بھائیو اور بہنو، ہماری سرکار کی دفاعی پالیسیوں کا اثر باہر ہی نہیں بلکہ ملک کی اندرونی سلامتی پر بھی مثبت طریقہ سے اثر انداز ہو رہا ہے۔

آپ سبھی جانتے ہیں کہ کس طرح دہشت گردی کو بھارت کے خلاف ایک درپردہ جنگ کی شکل میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہماری حکومت کی پالیسیاں اور ہمارے فوجیوں کی بہادری کا یہ نتیجہ ہے کہ جموں وکشمیر میں ہم نے ایسی طاقتوں کو کامیاب ہونے نہیں دیا ہے۔ جموں وکشمیر میں اس سال اب تک 200 سے زیادہ دہشت گرد، جموں وکشمیر پولیس اور سلامتی دستوں کے تعاون سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ پتھر بازی کے معاملات میں کمی آئی ہے۔ شمال مشرق کی ریاستوں میں بھی صورتحال میں کافی بہتری دکھائی دی ہے۔ نکسلی، ماؤوادی تشدد بھی کم ہوا ہے۔ یہ صورتحال اس بات کا بھی مظہر ہے کہ ان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ لوگ اب ترقی کے قومی دھارے میں واپس لوٹ رہے ہیں۔

میں آج اس موقع پر ہر اس شخص کا شکرگزار ہوں، جس نے ملک کی سلامتی میں اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔ ریاستوں کے پولیس دستے، نیم فوجی دستے، ہماری فوجیں سلامتی کے شعبے سے منسلک ہر وہ ایجنسی، جو نظر آتی ہیں اور ہر وہ ایجنسی جو نظر نہیں آتی، ان کے تئیں اس ملک کے سوا سو کروڑ لوگ مقروض ہیں، ان کا خیر مقدم کرتا ہے، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ساتھیو، ملک کی مضبوطی ہمارے سلامتی دستوں کی مضبوطی سے جڑی ہوئی ہے اور اس لیے سلامتی دستوں کی ضرورتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے تاخیر کئے بغیر ان کے لیے فیصلے کرنا، ان کے ساتھ کھڑے رہنا یہ حکومت کی ترجیح ہے۔ اور یہ حکومت کا شیوہ ہے۔ یہ ہماری کمٹمنٹ تھی، جس کے سبب کئی دہائیوں سے زیرالتوا ون بینک، ون پنشن کا وعدہ حقیقت میں بدل چکا ہے۔ اب تک 20 لاکھ سے زیادہ ریٹائرڈ فوجی بھائیوں کو تقریباً 11 ہزار کروڑ روپے ایریل کے طور پر دیئے بھی جا چکے ہیں۔

بھائیو اور بہنو، آج اس موقع پر میں ساگر پریکرما کے لیے نکلی بھارتی بحریہ کی چھ بہادر جانباز افسروں کو یاد کرنا چاہوں گا، ان کا اعزاز کرنا چاہوں گا۔

ہمارے ملک کی وزیر دفاع نرملا جی کی تحریک سے بھارت کی خواتین کی طاقت کا پیغام لے کر بہت ہی حوصلے کے ساتھ، یہ ہماری چھ جانباز فوجی آگے بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔

ساتھیو، آپ ہی جل، تھل نبھ میں اسی بے پایاں بھارتی اہلیت کو محفوظ کیے ہوئے ہیں۔ آج آئی این ایس کلوری کے ساتھ ایک نئے سفر کا آغاز ہو رہا ہے۔

سمندر دیو آپ کو طاقتور بنائے رکھے، آپ کو سلامت رکھے۔ ''شام نو ورون'' آپ کا ہی یہ موٹو ہے۔ ہماری اسی خواہش کے ساتھ میں آپ کو ایک بار پھر سلام کرتا ہوں۔ نیک خواہشات کے ساتھ آپ سب کو گولڈن جوبلی پر ایک نئے اجرا کے لیے بہت بہت مبارکباد پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

بہت بہت شکریہ

حج پرائیویٹ ٹور آپریٹرز پورٹل لانچ

☆ مرکزی اقلیتی امور کے وزیر جناب مختار عباس نقوی نے یہاں کہا کہ مرکز کی مودی حکومت کی طرف سے مسلم خواتین کو بغیر "محرم" (مرد رشتہ دار) کے حج پر جانے پر روک ہٹائے جانے کے بعد حوصلہ افزا نتائج سامنے آئے ہیں اور ملک بھر سے بڑی تعداد میں مسلم خواتین نے بغیر محرم کے حج پر جانے کے لیے درخواستیں دی ہیں۔ پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کے لئے پورٹل کا آغاز کرتے ہوئے جناب نقوی نے کہا کہ مسلم خواتین کو بغیر "محرم" کے حج پر جانے پر روک ہٹائے جانے کا ملک بھر میں خیر مقدم ہوا ہے۔ یہ وزیر نریندر مودی کی قیادت میں مرکزی حکومت کے ذریعہ خواتین کو بااختیار بنانے کے

لئے یہ ایک اوراہم قدم ہے

جناب نقوی نے کہا کہ 15 نومبر کو حج 2018 کی درخواست کے عمل کو شروع کئے جانے کے بعد سے ملک بھر سے اب تک (13 دسمبر) تک 1000 سے زیادہ خواتین نے بغیر "محرم" کے حج پر جانے کے لیے درخواست کی ہے۔45 سال سے زیادہ عمر والی خواتین جو حج کے لئے جانا چاہتی ہیں لیکن جن کے ساتھ جانے کے لئے کوئی "محرم" نہیں ہے انہیں اس سال سے 4 یا اس سے زیادہ کے گروپ میں حج پر بغیر کسی مرد رشتہ دار کے حج پر جانے کی اجازت دی گئی ہے۔

جناب نقوی نے کہا کہ اب تک 263319 افراد نے حج کیلئے درخواست کی ہے جس میں 138223 آن لائن درخواستیں موجود ہیں۔ جناب نقوی نے کہا کہ بھارت کے حج کمیٹی اور نجی ٹور آپریٹرز کے درمیان کوٹے کی تقسیم پچھلے سال کی طرح رکھی گئی ہے۔ جناب نقوی نے کہا کہ 2018 کا حج صرف نئی حج پالیسی کے مطابق کیا جائے گا۔

جناب نقوی نے کہا کہ پورٹل پہلی بار اقلیتی وزارت کے ذریعہ نجی ٹور آپریٹرز کے لئے شروع کیا گیا ہے تاکہ نجی ٹور آپریٹرز کے تمام آپریٹنگ سسٹم کو مکمل طور پر شفاف بنایا جاسکے۔ وزیر اعظم نریندر مودی کے "ڈیجیٹل انڈیا" پروگرام کو فروغ دینے کے لیے پی ٹی اوز کے لیے پورٹل تیار کیا گیا ہے۔ اس پورٹل کا مقصد پی ٹی اوز اور عازمین حج کے بہت سے مسائل کو حل کرنا ہے۔

اس پورٹل کے ذریعہ پی ٹی اوز ضروری دستاویزات کے ساتھ آن لائن درخواست دے سکتے ہیں۔ ان درخواستوں کی اقلیتی وزارت کے حج ڈویژن کی طرف سے ضروری جانچ پڑتال کے بعد لاٹس کو ڈرا آن لائن نکالا جائے گا اور کوٹہ مختص کیا جائے گا۔ اس پورٹل کا مقصد ملک بھر میں پی ٹی اوز کی قیمتوں، پیکج اور سہولیات کی تفصیلات دینا ہے، جس سے حاجیوں کو نہ اپنے حلقہ میں بلکہ پورے ملک میں کہیں سے بھی اپنی پسند کے پی ٹی او کو منتخب کرنے کا موقع مل سکے گا۔

حج 2018 کے لئے پی ٹی او سے آن لائن درخواستوں کے ساتھ ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست بھی مدعو کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

جناب نقوی نے کہا کہ نجی ٹور آپریٹرز کے لئے، جہاں کارروائی کو آسان اور شفاف بنایا گیا ہے وہیں واضح طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ پی ٹی او کے ذریعے سفر کرنے والے حاجیوں کے کسی بھی وعدہ خلافی یا بے ایمانی ناقابل معافی ہوگی۔ اقلیتی وزارتوں نے اس کے لئے سخت احکامات وضع کیے ہیں۔

ہر بچہ کو مثبت سوچ کے ساتھ اپنی زندگی کو آگے بڑھانا چاہئے: صدر جمہوریہ

☆صدر جمہوریہ ہند رام ناتھ کووند نے صبح حیدرآباد کی حسین ساگر جھیل میں واقع بدھا کے مجسمہ پر گل ہائے عقیدت پیش کئے۔ وہ ایک سیاحتی کشتی پر سوار ہوکر مجسمہ تک پہنچے جبکہ ان کے ہمراہ گورنر ای ایس ایل نرسمہن اور نائب وزیر اعلیٰ محمود علی بھی موجود تھے۔

اس موقع پر بدھ راہبوں نے مذہبی گیت گائے۔

اس سے پہلے رام ناتھ کووند راج بھون کے قریب واقع سرکاری اسکول گئے اور وہاں طلبہ سے ان کی تعلیم کے تعلق سے واقفیت حاصل کی۔ انہوں نے یہاں کی سہولتوں پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ اس طرح کی سہولتیں ملک بھر میں کوئی بھی سرکاری اسکول میں نہیں ہیں۔

انہوں نے اسکول میں واقع لائبریری، ڈیجیٹل کلاسس، لفٹ کی سہولت اور دیگر چیزوں کا معائنہ کیا۔

بعدازاں تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صدر رام ناتھ کووند نے کہا کہ اس اسکول میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کافی خوش قسمت ہیں جنہیں سرکاری سطح پر اس طرح کی سہولتیں فراہم ہورہی ہیں۔

انہوں نے طلبہ کو مشورہ دیا کہ وہ ان سہولتوں سے استفادہ کرتے ہوئے اچھی سے اچھی تعلیم حاصل کریں۔ صدر جمہوریہ نے کہا کہ اسکولی بچوں کو بچپن سے ہی مثبت سوچ رکھنی چاہئے۔ بچوں میں جب مثبت سوچ ختم ہونی شروع ہوتی ہے تو وہ بکھر جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں یہ بچے اپنی منزل تک نہیں پہنچ پاتے۔

انہوں نے کہا کہ اس لئے ہر بچہ کو مثبت سوچ کے ساتھ اپنی زندگی کو آگے بڑھانا چاہئے۔ منزل کو حاصل کرنے کے لئے کبھی بھی شارٹ کٹ کا طریقہ نہیں اپنانا چاہئے۔

شارٹ کٹ سے نتائج برآمد نہیں ہوتے بلکہ اس سے کافی نقصان ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔ بچے اپنی زندگی میں کچھ کر دکھانا یا آگے بڑھنا چاہتے ہیں تو انہیں سخت محنت اور جدوجہد کرنے کے سوا متبادل کوئی بھی راستہ نہیں ہے اور یہ بات بچوں کو ذہن نشین کرنی چاہئے۔ انہوں نے اسکولی بچوں کو سابق صدر اے پی جے عبدالکلام کے نقش قدم پر چلنے کا مشورہ دیا۔ اگر اسکولی بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہوئے اچھے عہدوں تک پہنچتے ہیں تو یہ سماج کے لئے کافی بہتر ثابت ہوگا اس لئے قوم کو کافی فائدہ بھی ہوگا۔

انہوں نے بچوں کو قوم کے لئے کچھ کرنے کا جذبہ رکھنے کا مشورہ دیا۔ انہوں نے بچوں کو تلگو اور انگریزی کے ساتھ ہندی زبان سیکھنے کا بھی مشورہ دیا۔

انہوں نے کہا کہ راج بھون کے اس اسکول میں ای لائبریری، ڈیجیٹل کلاسس جیسی عصری سہولتیں ہیں۔ یہاں بچوں کو مفت کتابیں، یونیفارم جیسی سہولتیں بھی ہیں جو قابل تحسین ہے۔ اس موقع پر گورنر نرسمہن، نائب وزرائے اعلیٰ کڈیم سری ہری، محمد محمود علی، رکن پارلیمنٹ دتاتریہ، رکن اسمبلی راجچند ر ریڈی، کارپوریٹر وجے ریڈی، محکمہ تعلیم کے اسپیشل چیف سکریٹری رنجیو آچاریہ، پرنسپل سکریٹری ہرپریت سنگھ، جے اے ڈی کے سکریٹری آدھار سنہا، سکریٹری ارجن راؤ، کمشنر محکمہ تعلیم جی کشن، حیدرآباد کلکٹر یوگیتا رانا، ڈی او ستیہ نارائنا، اسکول کی ہیڈ ماسٹر منجولا اور دوسرے موجود تھے۔ واضح رہے کہ صدر جمہوریہ نے کل شام منعقدہ عالمی تلگو کانفرنس کی اختتامی تقریب میں بحیثیت مہمان خصوصی شرکت کی تھی۔ بعدازاں آج وہ بیگم پیٹ ایئرپورٹ سے خصوصی طیارہ کے ذریعہ دلی کے لئے روانہ ہوگئے۔ انہیں گورنر، وزیر اعلیٰ کے سی آر، مختلف وزرا کے علاوہ سینئر افسروں نے پرجوش انداز میں وداع کیا۔

کابینہ نے تغذیہ سے متعلق قومی مشن کے قیام کو منظوری دی

☆وزیر اعظم جناب نریندر مودی کی سربراہی میں مرکزی کابینہ نے 9046.17 کروڑ روپے کے تین سال کے بجٹ کے ساتھ 18-2017 سے شروع ہونے والے تغذیہ سے متعلق قومی مشن (این این ایم) کے قیام کو کل منظوری دے دی ہے۔

مخصوص باتیں: این این ایم ایک اعلیٰ ادارہ ہے

جو وزارتوں کے تغذیہ سے متعلق مداخلتوں کی نگرانی سپروائزن نشانے طے کرنے اور راہ دکھانے کا کام کرے گا۔تجاویز :اس تجویز میں مندرجہ ذیل چیزوں کو شامل کیا گیا ہے۔*غیر تغذیہ بخش کا حل نکالنے کے لئے مختلف اسکیموں کی خدمات کی نقشہ بندی *۔بہت زیادہ مضبوط کنوزن میکنزم کی شروعات *آئی سی ٹی پر مبنی صحیح وقت کی نگرانی کا نظام *نشانوں کو حاصل کرنے والی ریاستوں اور مرکز کے انتظام والے علاقوں کی حوصلہ افزائی کرنا* آئی ٹی پر مبنی آلات اور سامان کا استعمال کرنے کے لئے آنگن واڑی ورکروں کی حوصلہ افزائی کرنا*۔ آنگن واڑی ورکروں کے ذریعہ استعمال کئےگئے رجسٹروں کا خاتمہ *آنگن واڑی سینٹروں میں بچوں کے قد ناپنے کا کام شروع کرنا*سماجی آڈٹ *لوگوں کو جن آندولن کے ذریعہ تغذیہ پر مختلف سرگرمیوں وغیرہ کے ذرائع سے شامل کرنا ،تغذیہ کے وسائل مرکزوں کے قیام وغیرہ شامل ہیں۔

بڑا اثر:یہ پروگرام نشانوں کے ذریعہ سے ٹھگنے پن ،غیر تسلی بخش تغذیہ،خون کی کمی اور پیدائش کے وقت بچے کے وزن کم ہونے کی سطح میں کمی کے اقدام کرے گا۔اس سے بہتر نگرانی وقت پر کارروائی کے لئے احتیاط جاری کرنے کے تال میل بٹھانے اور مقررہ نشانوں کی حصولی کے لئے وزارت اور ریاستوں ،مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو کام کرنے ،راہ دکھانے اور نگرانی کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کرے گا۔

فائدے اور کوریج:اس پروگرام کے ذریعہ دس کروڑ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ ہوگا۔سبھی ریاستیں اور اضلاع کا ایک مرحلہ وار طریقے سے احاطہ ہوگا۔2017-18 میں 315 اضلاع ،2018-19 میں 235 ،اور 2019-20 میں باقی اضلاع کا احاطہ ہوسکے گا۔ مالی خاکہ:سال 2017-18 سے شروع ہونے والے تین سالوں کے لئے 9046.17 کروڑ روپے کی رقم میں توسیع کی جائے گی۔اس کا سرکاری بجٹ تعاون (50 فی صد) اور آئی بی آر ڈی یا دیگر ایم ڈی بی کے ذریعہ پچاس فی صد مالی تعاون ہوگا۔مرکز اور ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے بیچ 60:40 مشرق ریاستی علاقوں اور ہمالیائی ریاستوں کے لئے 90:10 اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لئے سو فی صد سرکاری بجٹ تعاون ہوگا۔تین سال کی مدت کے لئے حکومت ہند کا کل حصہ 2849.54 کروڑ روپے ہوگا۔حکمت عملی اور نشانوں کا نفاذ:نفاذ کی حکمت عملی بنیادی سطح تک انتہائی نگرانی اور کنوزن ایکشن پلان پر مبنی ہوگی۔تغذیہ سے متعلق قومی مشن این این ایم 2017-18 سے 2019-20 تک تین مرحلوں میں شروع کیا جائے گا۔ این این ایم کا مقصد نوجوان بچوں ،عورتوں اور نابالغ لڑکیوں میں ٹھگنے پن، غیر تسلی بخش تغذیہ کو کم کرنے ،خون کی کمی کو کم کرنا ہے اور ہر سال بالترتیب 2 فی صد،2 فی صد،تین فی اور 2 فی صد تک پیدائش کے وقت کم وزن کو دور کرنا ہے۔ حالانکہ ٹھگنے پن کو کم کرنے کا نشانہ 2 فی صد ہے۔مشن سال 2022 تک مشن 25 تک 38.4 این ایف ایس ایچ سے کم کرکے 25 فی صد تک لانے کی کوشش ہوگی۔

پس منظر: چھ سال سے کم عمر کے بچوں اور عورتوں کے بیچ تغذیہ کی کمی کے معاملے سے نمٹنے کے لئے حکومت نے کئی اسکیمیں نافذ کی ہیں۔ان منصوبوں کے باوجود حکومت نے غیر تغذیہ بخش اور متعلقہ مسائل کی سطح اونچی ہے۔ منصوبوں کی کوئی کمی نہیں لیکن عام نشانہ کو حاصل کرنے کے لئے اسکیموں کو ایک دوسرے کے ساتھ منضبط کرنے میں کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ این این ایم زبردست کنورژن میکانزم اور دیگر طریقوں کو قائم کرکے تال میل کو قائم کرے گی۔

وائلڈ لائف کی غیر قانونی تجارت کی روک تھام

☆ماحولیات ، جنگلات اور آب و ہوا کی تبدیلی کے مرکزی وزیر ڈاکٹر ہرش وردھن نے کہا ہے کہ ہندوستان کو وائلڈ لائف کی غیر قانونی تجارت کی روک تھام سے متعلق اپنی علاقائی اور عالمی کوششوں میں مثالی تنفیذی ایکشن کے لئے توصیفی سند سے نوازا گیا ہے۔ ڈاکٹر ہرش وردھن نے نئی دہلی میں کہا ہے کہ’’وائلڈ لائف کرائم کنٹرول بیورو کو کل سوئزرلینڈ کے جنیوا میں جنگلی جانوروں اور پودوں کی ایسی نسلیں جو اختتام کے قریب ہوں، سے متعلق بین الاقوامی تجارت کے کنونشن کے سکریٹری جنرل کے ذریعہ یہ ایوارڈ دیا گیا۔ماحولیات کے وزیر نے مزید کہا کہ ماحولیات کے وزارت کے تحت کام کرنے والے ادارے وائلڈ لائف کرائم کنٹرول بورڈ (ڈبلیو سی بی) کو یہ ایوارڈ مخصوص قسم کے جنگلی جانوروں اور پودوں کے تحفظ سے متعلق تنفیذی کارروائی ’’آپریشن سیو کرما‘‘ کے اہتمام اور کوآرڈینیشن کے لئے دیا گیا ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ ہندوستان جنیوا میں منعقدہ جنگلی جانوروں اور پودوں کی ایسی نسلیں جو اختتام کے قریب ہوں، سے متعلق بین الاقوامی تجارت کے کنونشن (سی آئی ٹی ای ایس) کی 69 ویں قائمہ کمیٹی کی میٹنگ میں توصیفی سند حاصل کرنے والا واحد ملک ہے۔انہوں نے کہا کہ ڈبلیو سی بی نے ملک کے اندر جنگلی فاختہ کی غیر قانونی تجارت کی روک تھام کے لئے’’آپریشن سیو کرما‘‘ کا اہتمام کیا تھا۔انہوں نے مزید کہا کہ’’آپریشن سیو کرما‘‘ کا مقصد اس طرح کی تمام غیر قانونی تجارتوں کی روک تھام کے تئیں تنفیذی ایجنسیوں کو بیدار کرنا بھی تھا۔ڈاکٹر ہرش وردھن نے کہا کہ 15 دسمبر 2016 سے 30 جنوری 2017 تک چلائے گئے’’ا??پریشن سیو کرما‘‘ کے دوران تقریبا 16000 ہزار زندہ فاختاؤں اور کچھوؤں کو ضبط کیا گیا اور انہیں جنگل میں واپس بھیجا گیا۔انہوں نے مزید کہا کہ غیر قانونی تجارت میں ملوث 55 مشتبہ افراد کو گرفتار بھی کیا گیا۔

ڈبلیو سی بی نے قانون کا نفاذ کرنیوالی علاقائی ایجنسیوں بشمول مغربی بنگال کے جرائم تحقیقات کے محکمہ، ریاستی پولیس اور محکمہ جنگلات ، اتر پردیش پولیس کے خصوصی ٹاسک فورس، کرناٹک کے جنگلات اور پولیس محکموں اور مہاراشٹر و راجستھان کے جنگلات کے محکموں کے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔

جنیوا میں جنگلی جانوروں اور پودوں کی ایسی نسلیں جو اختتام کے قریب ہوں، سے متعلق بین الاقوامی تجارت کے کنونشن (سی ا?ئی ٹی ای ایس) کی 60 ویں قائمہ کمیٹی میٹنگ کے تمام شرکاء کو ڈاکٹر ہرش وردھن کا یہ پیغام پہنچا دیا گیا ہے۔فی الحال دنیا بھر کے 183 ملکوں نے اس کنونشن کے دستخط کنندہ ہیں۔

☆☆☆